بفضل خالق کون و مکان و بطفیل رسول انس و جان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب فقیر کر تیرے در کے فقیر کا
خواہان نہ تاج کا ہے نہ طالب سریر کا

محتاج کر مجھے نہ امیر و وزیر کا
ہے دیدنی دماغ بھی تیرے فقیر کا

ایذا رسان مزاج جو ہو چرخ پیر کا
سیکھا ہے طور کیا کسی طفل شریر کا

ہرگز نہیں ہے بات یہ شایان خدا دوست
بڑھ جائے بادشاہ سے رتبہ فقیر کا

آرائش جہان کو سمجھتا ہون خاک میں
قالین کو اپنے آگے ہے رتبہ حصیر کا

مطلب نہیں ہے اطلس و کمخواب سے مجھے
عریانی ہی خود اپنی ہے جامہ حریر کا

[illegible] جان صاحب جان دہلوی

ظاہر میں گرچہ فرق ہے اہل جہاں کے بیچ
یکساں ہے رتبہ اصل میں شاہ و فقیر کا

حسرت ہے یاس ہے الم و درد و رنج ہے
مجھ ناتواں پہ حملہ ہے جم غفیر کا

پرتو خدا کے شکر میں گویا زباں ہو کیا
بخشا ہے مجھ فقیر کو رتبہ امیر کا

لکھا دو گر مضموں مجھے وصف روئے تاباں کا
کہ خود چرخ چہارم ہو ورق اپنے دیواں کا

بہار باغ کی سیر اور مجھے اوس رشک بستاں کا
مجھے ہوتا ہے دھوکا ہر گلستاں پر بیاباں کا

لکھوں گر شعر میں مضموں پیچ زلف جاناں کا
گماں ہر اک الف پر ہو مقرر مار پیچاں کا

دل مجروح ہے مطلع ماہتاب روئے جاناں کا
نمود بخیہ ثاقب جلوہ میرے داغ پنہاں کا

ہمیشہ ہی مرے پیش نظر پریوں کا جلوہ ہے
کیا اپنے تصور نے عیاں عالم پرستاں کا

سنا ہے متفق ہوتے نہیں ہیں رات دن اک جا
رخ تاباں سے پھر کیونکر لگا ہے زلف پیچاں کا

خدا اسکو سمجھتے ہیں عجب الٹی سمجھ ہے شیخ
جو ہاتھوں میں ہے رنگ اوس شوخ کے خون شہید انکا

ہمیشہ روئے جاناں ہی رہا پیش نظر اپنے
اوڑایا میری آنکھوں نے بھی کیا خاکا گلستاں کا

سمائی ہے ازل سے میرے سر میں صحرا نوردی کی
گماں آغوش مادر پر رہا مجھکو بیاباں کا

دہاں زخم میں خنداں لب سوفار کی صورت
تصور جب سے اے قاتل ہے تیرے روئے خنداں کا

نہیں شکوہ شب تاریک کا مطلق مجھے اے دل
خیال روئے جاناں چاند ہے شبہائے ہجراں کا

لالہ کیطرح کہان ٹنگیے پھر داغ دلیہ ہم
فرقت مین پھر خیال ہوا سیر باغ کا

پیدا ہی اس سے صبح شب ہجر پھر بکیون
خورشید نام رکھینگے ہم اپنے داغ کا

اوس گل کے ہجر مین تھا چمن بر گمان دشت
بلبل پہ واقعی ہوا دہوکا کلاغ کا

غل شہر بہر مین ہو نکا شور جنا دل سے کم نہین
دہوکا ہی مجھکو خانۂ زندان پہ باغ کا

مدراس مین ہون گو پہ وہ مجز بیان ہو نہین
بچھا ہی شعر ترمرا دلی کے داغ کا

وہ بیجگر ہون نہین کہ مرے دل سے دمبدم
دم بند تنگ قافیہ ہوتا ہی جس داغ کا

کیا حضرت شریف کے سینے سے اوسکو ربط
پرنو منہہ آئے واہ کہان منہہ بھی داغ کا

دیدنی اولٹا اثر ہے انتظار یار کا
چشم بینا بر گمان ہی روزن دیوار کا

وصف لکھتا ہون کسیکی کاکل خمدار کا
ہی سگاف کلک بہ دہوکا زبان مار کا

اسقدر لاغر کیا موی کمر کے دہیان نے
ہو گیا ہی بار سر سایہ مجھے دیوار کا

پوچھیگا کسکو کہتے ہین بہار رشک جنان
بس بھی قاصد بتا ہی کوچہ دلدار کا

بات ہو کر رہگئی ہر ایک بانی کی لکیر
مرحبا کیا پوچھنا عالم ترے اقرار کا

جودم گریہ تصور شعلہ رو کا ہی مجھے
صاف پانی مین نظر آتا ہی جلوہ نار کا

دور ہی کیا گر کہو نین منہہ کو تیرے رشک ماہ
چاندنی سے کم نہین سایہ تری دیوار کا

وہ جو ہنکر انکے لگے یوں کیا مر نیکو ہمیں
رشک سنگ آستاں خانۂ خمار کا

تم جو رشک گل ہو تو ہیں ساتھ کانٹا ہی سہی
کیا نہیں نقش نظر کچھ ربط گل سے خار کا

دیکھنا اب وصل کی کیونکر بنیگی اوس سے آہ
بخت خفتہ ہی مخالف دیدۂ بیدار کا

دمبدم آتی ہے کوی یار کی مجھکو خبر
کیا تصور کر رہا ہی کام برقی تار کا

دیکھئے وہ سخت جان قاتل ہو نہیں سکتا قتل
دم میں کہیں ہی جائیگا جوہر تری تلوار کا

نرم ہیں ظاہر میں جو ایذا دہی میں طاق ہیں
صاف دیتا ہی نشان ہر عضو ماہی خار کا

کر دیا ہے بے نشان اس ہجر نے آزار نے
نام کو ہے جسم سے طالب دیدار کا

عشق زلف یار میں پرلو کے یہ ہوش اور کھئے
پیچواں کے پیچ پر دہو کا ہے پیچ مار کا

وصف گر لکھوں نہیں اوسکے ابروی خمدار کا
طائر مضموں ہر اک جوہر بنے تلوار کا

ہی تصور رات دن اوس ابروی خمدار کا
سامنا رہتا ہی ہر دم مجھے تلوار کا

صورت غنچہ نظر آتا ہی رنگیں ہر حباب
پڑ گیا دریا میں کیا سایہ تیرے رخسار کا

دیکھتا ہوں گل رخسار رنگیں کی بہار
روزن در بھی ہے دیدہ طالب دیدار کا

جوش وحشت ہی جو مجھکو ایک بستہ کمر ہیں
اپنا ہر تار گریباں رشتہ ہی زنار کا

ٹکڑے ٹکڑے سخت نعروں سے ہوا ہی دل مرا
کام کرتی ہے زبان یار بہی تلوار کا

۸

غنچہ غنچہ کا گماں ہو نقطہ نقطہ پر ضرور
وصف دیواں میں جو ہووے اوسکے گل رخسار کا

دیکھتا ہی اوسکا ترچھی ہی نظر سے ہی ادہر
کیا ہی تیڑھا ہی مزاج اپنے بت عیار کا

تیر کا دہوکا ہو جاوے پر مژہ ہر ایک کو
وصف گر لکھوں میں مژگان بت عیار کا

کفر الفت عین دینداری ہے دیکھو ادہر و
رشتہ پیوستہ ہی ہر تسبیح میں زنار کا

سخت جانی سے الم ہے نازک طبیعت کو ضرور
ربط یہ کرتا ہی روشن شاخ گل سے خار کا

کیا تعجب ہے اگر انسان بہاگے مار سے
کہتے ہیں ہوتا ہی ڈر شیطان کو بہی مار کا

خون ٹپکواتا ہی تجھکو اے گل گلزار حسن
خون رلاتا عندلیب عاشق بیمار کا

رابطہ اچھوں کو ہوتا ہی بروں سے دہر میں
گر نہیں باور تو دیکھیں ربط گل سے خار کا

بجلیاں گرتی ہیں جب ہنستا ہی وہ ظالم کبہی
ہے رخ تاباں میں عالم برق آتشبار کا

لوگ کو ہوتی ہے نفرت موذیوں سے اسقدر
نام بہی لیتا نہیں ہولے سے کوئی مار کا

ہی رقم تعریف اس میں گلرخوں کی اے نسیم
غیرت گلزار ہی دفتر مرے اشعار کا

چشم بینا ہو گیا ہر لو ہر اک جزو بدن
شوق کس درجہ ہے تجھکو یار کے دیدار کا

یار سے یوں کہدے قاصد حال اس دلگیر کا
تیری باتیں اسکو ہو جائیں عمل تسخیر کا

تہا جو شوق یہ مضمون شوخی تحریر کا
نقطہ نقطہ پر ہی ہوگا دیدہ تصویر کا

۹

ہے اثر آہن مین بھی ہجر بت بے پیر کا
دیدۂ گریان ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

پھر رہا ہے میری نظرون مین خط اوس تیر کا
سامنا رہتا ہے اب قرآن کی تفسیر کا

خط مرا پڑہتی ہی بس دل نرم اوس کافر کا ہوا
بنگیا تعویذ حب مضمون مری تحریر کا

جب گیا مین ہجر مین اوس غیرت گلزار کے
صاف تھا گلشن مین عالم گلشن تصویر کا

کی سکندر نے تلاش آب حیوان گو مگر
روبرو تقدیر کے کیا بس چلے تدبیر کا

دیکھہ پائیگا گر عرق آلودہ ابروی صنم
پانی اوتریگا وہین آب دم شمشیر کا

رات بہر میری طرح اوسکو بھی رکھتا مضطرب
ہے ستم زندانیون پر نالہ شبگیر کا

دلکا اوس سے پوچھنا ممکن نہین ہے عمر بہر
کاکل پیچیچ جگر ہے مری تقدیر کا

زور آہ و نالہ سے اپنے مسخر کیا کرون
کارگر ہوتا نہین اوسکو عمل تسخیر کا

رشک سے سیماب دم مین خاک ہوگا دیکھکر
ہے طپش مین دل کی عالم نسخۂ اکسیر کا

قسمت ظالم نہین ہوتی تمیز نیک و بد
قتل کرنیکے سوا کیا کام ہے شمشیر کا

دشت وحشت مین سر دیوانے سے رہتا ہے تیغ
رنج و غم اور داغ سودا خار دامنگیر کا

بزم مین کرتی ہے موقع زبان اپنی دراز
کچھہ نہین ہے شمع پر بیجا ستم گلگیر کا

دہر مین اوس لیلی کی پہنچی حاجبان اقتدر
قیس کی تصویر ہے خاکا مری تصویر کا

جا دو پروا نہین منعم اگر رکہتا ہے شال
اپنی کملی ہی مجہے رومال ہے کشمیر کا

سخت جانی نے مری پھر لہو کیا محشر بپا
حلق پر رکہتے ہی دم رکنے لگا شمشیر کا

سر مین پہر سودا ہوا زلف بت بے پیر کا
ہو گیا پہر شوق اپنے پاؤن کو زنجیر کا

ہمنے دیکہا ہی جو چہرہ اوس بت بے پیر کا
آنکہہ مین رتبہ نہین خورشید کی تنویر کا

کوئی خط آیا نہ پیغام اوس بت بے پیر کا
تہا مگر مضمون یہی میرے خط تقدیر کا

ہو گئی نقش قدم کی خاک بہی ہمرنگ زر
کام کرتا ہی تیرا رنگ حنا اکسیر کا

جب کہنچا مانی سے خاکا اوس کمر کا ای فلک
لطف جلوہ دیدنی تہا کاغذ تصویر کا

اشک کا دریا ہی ہر دم اس سے جاری ہجر مین
بنگیا ہی چشم تر حلقہ مری زنجیر کا

جاگ اوٹہے اس سے بہی فتنے ہوا محشر بپا
شیر سے گہنگرو کی صدا ہی غل مری زنجیر کا

جب نزاکت سے نظر کی آئینہ پر یار نے
صاف نکلا رشک سے دم عاشق دلگیر کا

سب ملک تسبیح مینا ہی پریشان ہو گئے
آسمان پر غل جو پہنچا نالۂ شبگیر کا

چہد گیا دل رشک سے دی جس صدم غیر کو
کام کرتی ہی بنے تیلیان نظر کے تیر کا

جب سلام اوسنے کیا انداز سے ہم کٹ گئے
کیا قد پر خم مین عالم تہا خم شمشیر کا

وصف اوس شیرین دہن کا ہی تمام
شبہ بحر شعر پر ہوتا ہی جوی شیر کا

اک نظر دیکہا جسے وہ نیم بسمل ہو گیا
کام لیتا ہی اب آنکہون سے ستمگر تیر کا

ہر دہان زخم اپنا کیون نہ ہنستا رہے
ہو گئین زخمی خندہ رویون کی نظر کے تیر کا

فکر نے ایسا سراپا زرد مجھکو کر دیا
صاف سونا بنگیا لوہا مری زنجیر کا

انگلیون پر گن رہا ہون آجکل پرتو مین دن
وعدہ اپنے نوجوان سے جو کیا ہے پیر کا

ہوگا جو سامنا مری چشم پر آب کا
دہوکا ہو بحر پر بہی موج حباب کا

سوزش ہے سوز ہجر سے اک گلعذار کے
تپ دیدہ کو ضرور ہے شربت گلاب کا

صورت جو اک پری کی صفائی سے آگئی آئینہ مین
عالم ہے صاف اپنی نظر مین نقاب کا

کاکل مین اوسکے عارض رخشان کو دیکھیے
ہوتا ہے رات مین بہی طلوع آفتاب کا

مسی لگائی لب پہ جو اوس رشک ماہ نے
منہہ رشک سے سیاہ ہوا آفتاب کا

اوس مست ناز کا جو تصور ہے رو بہ مین
چشم پر آب اپنی ہے ساغر شراب کا

پر نور برق حسن نے کر ڈالا اسقدر
ہے رشک ماہ تو کو بہی تیری رکاب کا

اپنی نگاہ مین در و دیوار ہین سیاہ
تاریکی فراق ہے نسخہ خضاب کا

روتا ہون اوسکی کاکل مشکون کی یاد مین
بنتا ہے آب اشک بہی روغن خضاب کا

اوس گل کی یاد مین جو آنسو بہر آئے ہوے
پرتو یہہ چشم تر ہے کہ شیشہ گلاب کا

ای آسمان برا ہو ترے انقلاب کا
ہم اور وہ نکلے یہ ہے الٹا انقلاب کا

شعلہ بہڑکیگا حشر کے دن آفتاب کا
یان داغ دل سے روز ہے پراک حساب کا

سینے کے چاک سے نظر آئے جو داغ دل
اوڑہ جائے رنگ صاف رخ آفتاب کا

وہ رند بادہ کش ہون کہ اکدم مین ساقیا
پی لون جو آئے سامنے دریا شراب کا

اکسیر سے ہین ہے تری خاک پا بہی کم
سونے سے ذرہ کے رنگ ہے دونون رکاب کا

کیا کیا مصیبتین ہین تمہارے فراق مین
باعث ہی کون جرم بہلا اس عتاب کا

سیماب سے تڑپ کے نکلجائیگی طپش
ہو جائے سامنا جو مرے اضطراب کا

ہوتا ہے حرف حرف سے دریای خون روان
رنگین ہے ماجرا مری چشم پر آب کا

امید گلرخون سے سوا جور کے نہین
کانٹون سے دور پہول نہین ہے گلاب کا

کاغذ کا بند بند ہو دم مین جدا جدا
قاصد لکہون جو حال مرے اضطراب کا

اعلا سے چارچند ہی ادنی کا طمطراق
حی سے زیادہ نشہ ہی درد شراب کا

ساقی مزاج کی بہی رعایت ضرور ہے
گلگونہ چاہیے مجہے درد شراب کا

اتنی سی زندگی پہ یہ پیرو فراشسی
کیا ماجرا نظر مین نہین ہے حباب کا

نام اور بدلین کیا دل خانہ خراب کا
بہتر اسے خطاب ہے حسرت مآب کا

۱۳

سیماب و برق و ماہی بے آب ہیں تمام	ہوتا ہی انتخاب ترے اضطراب کا

پرتو کہاں تڑپا ہے میں یہ تیزیاں یہ جوش
نعمت کوئی ضرور ہے موسم شباب کا

لگتی ہی تیرے ہونٹھ سے ساغر شراب کا	ای غنچہ لب بنا ہے کٹورا گلاب کا
اوس گلبدن کی بزم میں ساغر شراب کا	خوشبو سے بن گیا ہی کٹورا گلاب کا
اک بحر حسن کے غم ہجران کا ہوں قتیل	زیبا ہے میری قبر پہ گنبد حباب کا
اسمیں ہے وصف مہر رخ یار کا رقم	جو تمہا فلک ورق ہے ہماری کتاب کا
مرغ نگاہ عاشق جانباز کے لئے	ہی آشیانہ حلقہ تمہاری رکاب کا
رنگین ہے ماجرای ضعیفی کتاب میں	نسخہ ملا سیاہی سے ہمکو خضاب کا
کیونکر بچیں تلاطم دریای عشق سے	قلعہ ہی تو تنا نہیں ہمسے حباب کا
کس شکل باغ کے لب گلگون کا فیض ہے	حقہ کی جو کلی ہوئی شیشہ گلاب کا
کب واشگون نصیب بہ فیض کریم ہو	دریا ہے پر نہیں کوئی کاسہ حباب کا
پابوس شہسوار کا باقی رہی نہ شوق	حلقہ ہوا پیا خمیدہ رکاب کا
روشن بیانیون سے مری پرتگی ضیا	ہر صفحہ آفتاب ہے اپنی کتاب کا
عطار کی دکان ہے گلی اوسکی ہمنفس	ہر نقش پای یار ہے شیشہ گلاب کا

۱۵

منت کشی سے ننگ رہا اسقدر مجھے
پیری مین بہی خیال نہ آیا خضاب کا

جوش جنون ہی مجھکو غم بحر حسن مین
گرداب کا ہو طوق تو زندان حباب کا

عاشق ہوئین جو تیری سواری کا بہر شوق
شمشیر مین ضرور ہی لوہا رکاب کا

لکھتے ہین وصف روی صنم کا کتاب مین
مضمون اوڑا لیا ہی خدا کی کتاب کا

کہتا ہے فرق وحدت و کثرت مین کچھ نہین
دریا مین پہوٹ پہوٹ کے ملنا حباب کا

لکھون اگر کوئی کمر یار کی صفت
عنقا کی شکل غیب ہو مضمون کتاب کا

اوس شہسوار ماہ تجلی کے پاؤن مین
اونچا ہی آسمان سے پایہ رکاب کا

لکھتے ہین ہم صفت گل رخسار یار کی
ہر اک الف غزل مین ہی شیشہ گلاب کا

کس گلبدن کے عکس کا پرتو بہار سے
پہولا ہے آئینہ مین جو تختہ گلاب کا

ہو جائے زرد رنگ گل آفتاب کا
دیکھے جو اوسکے کان مین طرہ گلاب کا

گر دیکھے جلوہ بام پر اوس آفتاب کا
ہو جائے زرد شرم سے منہہ ماہتاب کا

لی آبرو تمہاری یہ ناخون نے زیر [illegible]
شرمندگی سے خشک ہوا منہہ رباب کا

دہوکا ہی اوسکے دیدۂ مخمور پر مجھے
نرگس کا پہول ہے یہ کہ ساغر شراب کا

مسکر خدا کے نور کا ہوتا ہی رو سیاہ
منہہ چڑہکے بولتا ہی یہ نسخہ خضاب کا

الجھا رہا ہے کاکل پر پیچ یار مین
خانہ خراب ہو دل خانہ خراب کا

یہہ انقلاب دیکھیے ہم پیر ہو چلے
ہی اوس ستم شعار پہ موسم شباب کا

دنیا مین بے ثباتون کی تمکن نہین بہار
دیکھا ہی کسنے پہولتے غنچہ حباب کا

اوس مست کی جو یاد مین ہون بیخبر تو کیا
ای میکشو ہی نشہ ہی جوہر شراب کا

برباد ہے سفینۂ صبر و قرار دل
دریا چڑھا ہوا ہی جو چشم پر آب کا

عاشق ہون جب سے اک صنم گلعذار پر
پہاہا ہی لیئے کان مین عطر گلاب کا

وہ سحر حسن اور انہین تاب اوسکی دید کی
پرتو ہے مہر و ماہ مین نقشہ حباب کا

۱۷

عشق ہے دلکو مرے ظالم کے خط و خال کا
مرغ یہہ مفتون ہے اس دانے کا شیدا جال کا

دام و دانے کی نہین حاجت مرے صیاد کو
جھمکیان دانے ہین دلم اوسکا دوپٹہ جال کا

جسنے فاقہ کہینچا اوسکو عشق کی ہوتی قدر ہے
عید روزہ دارونکی غرہ ہوا شوال کا

ایک لمحہ بھی نہین ہی چین ہمیہ بی اضطراب
یہہ دل مضطر مگر رقاص ہے گہریال کا

حسن پہلے سے غضب ہے اور تلاوہ قہر ہے
اوڑہنا ای چاند سر پر آسمانی شال کا

صاف کر دیتا ہی یہہ زخمی جگر کو الامان
ڈالنا سینہ پر اون کے ریشمی رومال کا

ہر قدم نقش کف پا کی طرح پامال ہون
ہو گیا ہون جب سے عاشق مین کسیکی چال کا

[illegible]

عمر بھر پرتو اسی حسرت مین حیران رہگیا

کسطرح ہو طور یکسان عالم اسباب کا — کب بہلا قایم ہی جلوہ کرمک شب تاب کا

اسطرح جوش طپش ہے سیمبر تیرے بغیر — ہی دل مضطر مین عالم واقعی سیماب کا

کس مصیبت مین گذرتی ہی شب فرقت مدام — صورت دلبر ہوا دشوار آنا خواب کا

جوش سوزش ہے کسیکے لعل لب کے ہجر مین — چاہئے بستر مدیکو شربت جیسے عناب کا

دل مرا روشن نہو کیونکر ضیای حسن سے — ہی تصور رات دن اک غیرت مہتاب کا

یکقلم ہو حرف ستار صورت کاغذ سپید — حال مین لکہون گر اپنے دیدۂ بیخواب کا

اوسکو دکہلاون بہار اپنے دل پرداغ کی — کوی جامہ بہی بدن پر چاہیے کمخواب کا

رو رہی ہے کسکے غم مین کچھ نہین کہلتا ہی حال — صاف عالم ہی لگن مین شمع کی تالاب کا

آتے آتے رک گئی ہین ہچکیان کیا ہجر مین — رنگ اوڑ گیا ہی انہون نے بہی ہمارے خواب کا

جو ہین افتادہ انہین دشمن سے کیا پہنچے گزند — سایۂ دیوار کو کچہ ڈر نہین سیلاب کا

ربط پرتو غیر جنسون مین کبہی ممکن نہین
اگ کو کافور کر دیتا ہے چھینٹا آب کا

دیدنی ہی حوصلہ اپنے دل ناشاد کا — شکل بلبل مبتلا ہی اک ستم ایجاد کا

پہر رہا ہی نظر ومین قد و قامت شمشاد کا — شور نالونکا مرے ہی غل مبارکباد کا

[illegible]

کیون نہ بہر کے دلمین سوز ہجر آہون سے مری
تیز کیا کرتا نہین آتش کو جہونکا باد کا

مرغ جان پر طایر وحشی کا دہوکا کیون نہو
خانۂ تن مین ہی نقشہ خانۂ صیاد کا

نالۂ آہون سے تن خاکی بچے کیونکر مرا
خاک کو برباد کر دیتا ہی جہونکا باد کا

دیکہیے ممکن نہین ہی دوستون سے ترک ربط
ہی جہان آتش وہان لازم ہی ہونا باد کا

ہی دم فریاد اوس گل کا تصور ای صبا
آہ مین اپنی ہے عالم نکہت برباد کا

تیرے پرتو سے ہوای بلبلا ہر اک حباب
بحر پر ہوتا ہی دہوکا خانۂ آباد کا

غمزے اس شیرین دہن کے مجکو یہہ لاغر کیا
سر پر اپنے بال ہر اک تیشہ ہی فرہاد کا

گاہ آمین ہچکیان اور گاہ بیخود ہو گیا
ظلم کیا کیا مجہہ پہ ہے اوس فتنہ گر کی یاد کا

واقعی اہل زبان کو رشک ہے پرتو مرا
یہہ فصاحت اور بلاغت فیض ہے استاد کا

کبک دری یہان رہا نہین کوئی کے کام کا
اب کسکو چل رہا ہی تمہارے خرام کا

آجائیگا کبھی جو عیادت کو وہ مسیح
چوتھا فلک ہے نام نکیون میرے بام کا

آزاد مشرب ہون کو غرض سے غرض نہین
دشمن سے بہی نہ قصد کرون انتقام کا

رخسار و زلف جلوہ مین دونون ہین متفق
یان امتیاز ہی نہین کچہہ صبح و شام کا

آیا وہ روبرو سے کہنے کو یون مگر
واقف کسیطرح ہو جیسے نام کا

خون پی رہے ہین ہجر مین کہا کہا کے لخت دل
وہ ایک کا عوض تو بدل ہے طعام کا

پرتو جو بات درد کی سن لیتے ہین کوی
ہوتا ہے وہم خلق کو میرے کلام کا

کم نہین ہے رنگ فن دوستی سے مجھ مایوس کا
ہند مین کیونکر نظر آئے نہ جلوہ طاؤس کا

ہاتھ کاٹے لب سے اوسنے مری تصویر کے
خوف کسدرجہ ہے ظالم کو کنار و بوس کا

سر رگڑتا ہون نہین نقش پا پر اوسکے ہمنشین
دیکھیے کسدرجہ مجھکو شوق ہے پابوس کا

آتش ہجران سے پہلو مین نہین سوز اسپند دل
طور آتا ہی نظر جلتی ہوی فانوس کا

کر دیا ہے زار اونکے عشق خط نے اسقدر
روزن ہر مو ہے زندان مجھ محبوس کا

یون ہی دن گذرا نہ دیکھا یار کو ای پرتو آہ
آج کیا منہہ دیکھکر اوٹھا کسی منحوس کا

ہی تصور مجھکو جو اوسکے رخ پر نور کا
آہ کے شعلو مین جلوہ ہی چراغ طور کا

ہے فزون شان عسل سے خون مہجور کا
یار کے تیر نظر سے دل ہی گھر زنبور کا

گر لکھو نین وصف اوسکے دیدۂ مخمور کا
ہو ہر اک نقطہ پہ دہوکا دانۂ انگور کا

کیا تصور دور بین ہے اوس رخ پر نور کا
ہجر کی شب مین نظر آتا ہی عالم دور کا

سوز ہجران سے بڑا مرتبہ دل رنجور کا
بس ہی جلنے نے تو سرمہ بنایا طور کا

٣١

[illegible]

حال پرسان کون ہی اپنے دل رنجور کا | گر نہیں کوئی تو بس اللہ ہے مجبور کا
کام کثرت پہ ہیں سب موقوف حسرت پر نہیں | درد کرتا ہی نہیں پر سو نہیں سر دور کا
ضعف اتنا بڑھ گیا وہ نیند بھی جاتی رہی | اب خیال کوی جانان ہی سفر ہے دور کا
خانخانان تو کرے پیدا اڑا دے فہیم | کیا لٹا دیتے ہیں ظالم صفت گھر زنبور کا
دھیان رولواتا ہی کسکے روی مشکون کا مجھے | چشم پر میری گمان ہی ساغر بلور کا
داد حق کو کیا مروت ہی بتلا تو فکر کی | صاحب دولت تھا گویا لنگ تھا تیمور کا
آنے جانے میں رہا کرتے ہیں خالی ہاتھ بس | مال کام آتا ہی یان کیا صاحب مقدور کا
کیون نہ ہو خورشید رو ہو صبح محشر کا طلوع | ہو تصور یون اگر تیرے رخ پر نور کا
ہجر کی شب کی نہیں ڈرتا ہون تاریکی میں | یہہ دل پرسوز اپنا شعلہ ہے کافور کا
حشر برپا کیون نہو زنجیر کی آواز سے | اک جہان کو ہے مرتا نے پہ دھوکا صور کا
ای رقیب روسیہ یہہ سرکشی اچھی نہیں | خاک کا پیوند ہوگا سر ہر اک مغرور کا

ہجر کے صدمون نے پرتو دکھ میں ڈالا تھا
حال میں کس سے کہون اپنے دل رنجور کا

عشق ان روزون ہے دلکو اک بت گلفام کا | اے خدا حافظ ہی جان عندلیب ناکام کا
شکوہ عریانی کا ہجر گلبدن میں کیا کرون | یہہ تن پر داغ جامہ ہے کوئی بیوالام کا

باعث گریہ ہوا ہی جو خیال چشم یار
ہی گمان انسو پہ اپنے روغن بادام کا

کل جو اپنا وہ سہی قامت جبکا بہر سلام
یکقلم پایا الف مین ہمنے مطلب لام کا

اسقدر لاغر کیا ہی عشق زلف یار نے
ہر رگ وپی پر مجہے ابہی گمان ہی دام کا

ہمسری اوس بت کی انکہون سے جو پہلو اوسنے کی
سزا مین سنگ سے کچلا گیا بادام کا

نہین منہہ پر دوپٹہ ململ کا
کوئی ٹکڑا ہے مہ پہ بادل کا

میری تقدیر نے بہی کیا ہیہات
طور سیکہا ہے زلف کے بل کا

مانع رفتن صنم ہے مینہہ
مجہپر احسان ہے یہہ بادل کا

سمجہون کسطرح سے مین تیری بات
روز کرتا ہی وعدہ توکل کا

کیا ہی اوسکا مزاج نازک ہے
بار سر پے دوپٹہ ململ کا

لو بن آئی سیاہ بختون کی
شوق اوسکو ہوا ہے کاجل کا

کیون نہ کوسون حجاب کو شب وصل
منہہ پہ پردا پڑا ہے انچل کا

جب سے پہلو مین گلعذار نہین
ہی مکان مین بہی طور جنگل کا

پہیرتا ہی رقیب دن کنجی
یار پتلا بنا ہے اب کل کا

کبہی رہتا نہین ہے بے چہیڑے
مری لکہنو مین طور ہے نل کا

ہو نہیں وہ ناکام ساقی نے دیا جو بزم میں
ہاتھ سے گر کر زمین پر بگڑ کے ساغر ہو گیا

رات کو آغوش میں آ کر جو وہ گل رو گیا
میرے حق میں خار ہر اک تار بستر ہو گیا

سایہ جو قلیان کشتی میں پڑا اوس حور کا
گل چلم کا صاف خورشید منور ہو گیا

دیدنی ہے نازکی اوس نازنین کی آہ آہ
تاب بوسہ سے مرا رخسار انور ہو گیا

چھیدی کا تارا ہوا کہ تو نہیں لیمو خورشید کے
حسن عارض کا لبت بدر سلک اختر ہو گیا

یاد دندان میں لبی رہا جو نکلے اشک گرم
سیپ میں غیرت سے جو ناگہاں کے گوہر ہو گیا

اسقدر بیٹھے جبین سائی تری چوکھٹ پہ کی
سر مگر گھٹتے گھٹتے کے شانوں کے برابر ہو گیا

تیر انکی جو ہالو سے آہن سینہ کہیں
ایسں کا ہی خچ دجگر غربال چھید کر ہو گیا

ترک کیجے شعر گوئی ہیچ ہے لو یہہ ہیچ
دیکھئے ہر طفل نادان بھی سخنور ہو گیا

تری زلف تن ہی ای بت سفاک ہوتا تھا
علاج دفع زہر مار یہہ تریاک ہوتا تھا

مرے تن پر غبار کوچہ سفاک ہوتا تھا
سراپا ای جنون مجکو بھی پوشاک ہوتا تھا

نکل آتی نہ دل وصل میں بھی جاہ حسرت ہے
الٰہی پھر تمنا کو مگر کیا خاک ہوتا تھا

بہوتا کچھہ کہا حال ای سیر ایار
جنون میں پیرہن کے بدلے سینہ چاک ہوتا تھا

بجا تھا یہہ کہ شانے کے عوض ہنگام آرائش
دل صد چاک میرا ای بت سفاک ہوتا تھا

رہتا انکھوں ہی میں پرتو جو بصارت ہوتا

رکن تشبیہ میں ادمیں بستکے برابر ہوتا
آدمی ہونے سے بہتر تھا کہ پتھر ہوتا

زلف ہوتا تو سیہ بختوں کا سرور ہوتا
مانگ ہوتا تو میں جسن سر دلبر ہوتا

لعل ہوتا تو شبیہ لب دلبر ہوتا
ہوتا دانتوں سے مشابہ جو میں گوہر ہوتا

دل میں ہوتا بت کافر کے شرر گر ہوتا
رہتا انکھوں میں نظر بنکے جو لاغر ہوتا

خار ہوتا تو میں پلکوں کے برابر ہوتا
پھول ہوتا تو شبیہ رخ دلبر ہوتا

مسی ہوتا تو ترے ہونٹھ کے بوسے لیتا
مہندی ہوتا تو بہار کف انور ہوتا

بالا ہوتا تو میں آغوش میں رکھتا اوسکو
یا سر اوس چاند کے ہوتا اگر اختر ہوتا

پچکا ہوتا تو کمر سے ترے لگا رہتا میں
ٹیکا ہوتا تو ترے ماتھے کا زیور ہوتا

قمری ہوتا تو میں شمشاد پہ ہوتا قربان
ہوتا بلبل تو گرفتار گل تر ہوتا

ہاتھ سینے کو لگاتا جو میں ہاتا محرم
بوسے لیتا جو نقاب رخ دلبر ہوتا

شانہ ہوتا تو کسی زلف کو چھوتا دن رات
ہوتا آئینہ تو منظور سکندر ہوتا

جگنی ہوتا تو تری چوڑی کی ہوتا رونق
پہنچی ہوتا تو ترے ہاتھ کا زیور ہوتا

دونوں چشم صنم ہوتا جو ہوتا ابرو
حسن رخ ہوتا اگر میں خط اخضر ہوتا

زیرہ ہوتا تو کسی بندے کا منہ سے
خاک ہوتا تو سر دامن دلبر ہوتا

۲۹

یون ہی برگشتہ مقدر جو مجھے ہونا تہا | کاش مین زلف پریشان کا تری بال ہوتا

ہوتا دریا تو بہے سیر وہ آتا پر تو
چہیڑتی مجھکو رولاتا وہ اگر نل ہوتا

ہوتا لیلی کی سواری مین جو محمل ہوتا | گر جرس ہوتا تو سرگرم فغان ہی ہوتا
ہان تری انجمن عیش کے قابل ہوتا | ساز ہی کاش مین او زہرہ شمائل ہوتا
گہنگرو ہوتا تو ترے پاون سے لپٹا رہتا | نغمہ ہوتا مین اگر شور عنادل ہوتا
آدمی ہو کے تری چاہ زنخدان مین پہنسا | گر ملک ہوتا اسیر چہ بابل ہوتا
مین اسی فکر مین ہون آپ سے باہر ایسا | غیر ہوتا تو تری بزم مین داخل ہوتا
دست سیمین مین انگلی تلک ہوتا جو ہوتا چہلا | سر سے ملتا وہ معطر مین اگر گل ہوتا
شبہ ہوتا لب خندہ انکا مرے زخمون کو | یار کی تیغ تبسم سے جو گہایل ہوتا

ہوتا پروانہ تو اس شمع پہ جلتا پر تو
شعلہ ہوتا تو یہ دل رونق محفل ہوتا

گول ہوتا بلی اغیار جو مین تل ہوتا | تیغ ہوتا تو رفیق کف قاتل ہوتا
ناک مین ہوتا کسی شوخ کے بنتا جو بلاق | حلقہ ہوتا تو بنا گوش کے قابل ہوتا
نت مین ہوتا کوئی ہوتی ہی جو ہوا [illegible] | آئینہ ہوتا تو او مہوش کے مقابل ہوتا

رونق افزا اگر وہ بت اظلم ہوتا
تو ہر اک مرغ چمن باغ میں بیدم ہوتا

گر نگین ہوتا ترے نام کو رکھتا دل میں
رہتا انگلی میں شب و روز جو خاتم ہوتا

صورت تیغ گلے ملتا جو وہ عید کے دن
ماہ شوال مجھے ماہ محرم ہوتا

ہوتا کار آمد میخانہ جو ہوتا ساغر
دیکھتا جام میں اوس مست کو گر جم ہوتا

سربراہی غم فرقت کی جو دیتا دل زار
پھر بھی پرتو مگر اسوقت کا حاتم ہوتا

پھول ہوتا تو کسیکا رخ گلگوں ہوتا
سرو ہوتا تو شبیہ قد موزوں ہوتا

سیر کرتا جو ترے سینہ پہ داغ کی وہ
اس گلستاں کا ہر اک پھول ہمایوں ہوتا

غیرت لیلی و شیریں جو ہوا تا لب بام
صاف فرہاد کوئی اور کوئی مجنوں ہوتا

روتا اوس حسن کے گر زینت آغوش کو میں
شور نالوں کا مرے طفل کا آغوں ہوتا

دوست کو دوست سے ملتے ہوئے گر دیکھا ہے
صاف پرتو وہیں دشمن فلک دوں ہوتا

لگا رہتا ترے ہاتھوں سے جو کنگن ہوتا
ہوتا مجھ تو میں وابستہ گردن ہوتا

کھلنے میں باغ کے آنے میں مزا ہی جو ہوا
ہوتا گر باد صبا داخل گلشن ہوتا

خار دشت جنوں کی اسے ہوتی چبھتی
پرزہ وحشت میں اگر پیرہن تن ہوتا

دامن دشت مین پلتا جو مین ہوتا کانٹا
پہول ہوتا تو کوئی شاہد گلشن ہوتا

تنگ پرتو ہوئین عریانی وحشت سے مدام
دشت ہوتا جو یہان صاحب دامن ہوتا

بخشتا دست جنون کو جو گریبان ہوتا
دیتا کانٹون کو اگر گوشۂ دامان ہوتا

صبح ہوتا تو مرے جیسے گریبان ہوتا
دشت ہوتا تو میسر کوئی دامان ہوتا

رنگ ہوتا لب رنگین پہ اگر پان ہوتا
بوسے لیتا کسی گلرو کے جو قلیان ہوتا

برق ہوتا تو کسیکا لب خندان ہوتا
ابر ہوتا تو کوئی دیدۂ گریان ہوتا

زینت پشت صنم ہوتا جو ہوتا چوٹی
حسن رخ ہوتا اگر زلف پریشان ہوتا

قیس ہوتا تو کسی لیلی کا ہوتا مجنون
ہوتا فرہاد تو شیرین پہ مین قربان ہوتا

کلک ہوتا تو ترے وصف مین ہوتا مصروف
گر زبان ہوتا تو تیرا ہی ثنا خوان ہوتا

نغمہ ہوتا تو تہا پرتو شب عشرت کا انیس
نالہ ہوتا تو رفیق شب ہجران ہوتا

ہوتا حسن سر جامن اگر انگو ہوتا
زیب ہوتا مین دوپٹہ کی جو بلو ہوتا

ہوتا ہر عضو زبان وصل میں ہوتی لذت
لطف ہوتا ہمہ تن کاش مین پہلو ہوتا

طاق کعبہ کا گمان ہوتا قد پر خم پر
باعث ضعف جو عشق خم ابرو ہوتا

آبرو کرمک شب تاب کی لیتا ہر اشک
کان مین مہ کا کوی گوہر گیسو ہوتا

تھا عشاق کی نظرون مین برابر قاتل
گر ترا تیر نظر دل مین ترازو ہوتا

ہوتا دم بہر نہ جد الطف نظار املتا
او مین سکندر کا جو آئینۂ زانو ہوتا

ہوتے گر چشم تیرے بہہ دیدہ گریان تیار
دم نظارہ تجھے سر و لب جو ہوتا

ہوتا خوش چشمون کی نسبت کے برابر پرتو
جوش وحشت مین جو مین دیدۂ آہو ہوتا

کیا ہوا گر اوس پری کا بند دروازا ہوا
چشم ظاہر بند کی تو دیدۂ دل وا ہوا

طوق قمری کو پہنایا اسلئے ای سرو قد
ہمسری کا اوسکو عاشق تجسے سودا ہوا

خاکسارونکو نتیجہ سرکشی سے ہیچ ہے
سرو سے باغ جہان مین کب ثمر پیدا ہوا

دیدنی تاثیر ہے اوسکی کمر کی یاد کی
نالہ بس منہہ سے نکلتے ہی کمر عنقا ہوا

تازہ غم دیتا ہی ابرو کا تمہارے دیکھنا
ماہ نو کے دیکھنے سے ماہ نو پیدا ہوا

اسکے دیکھے سے نظر آتا ہے پیچ زلف یار
حلقۂ زنجیر مرا اک دیدہ بینا ہوا

دلکو پہلو سے نکالا مین نے اوسنے غیر کو
وہ وہان تنہا ہوا اور مین یہان تنہا ہوا

وصل کی شب خفتۂ خوابیدہ پرتو جاگ اوٹھے
کیا موذن کی صدا پر صور کا دہوکا ہوا

بخم ساقی میں مینوشی سے دل اپنا نہیں کھلتا
پری بھی اب ای ہمدم مرا شیشہ نہیں کھلتا

جو وہ کہتا ہی مجھکو دیکھ کر یوں ناہنستے ہو لیکن
غضب انگشت حیرت کا کوئی غنچہ نہیں کھلتا

یہہ کسکی زلف کی کالی بلا سر پر پڑی آخر
پریشان ہوں میں خود کچھ باعث سودا نہیں کھلتا

عجب بند قبا ہے لیکہ اس صنم کی بند ہوتے ہیں
خداوندا کسی صورت سے یہہ عقدہ نہیں کھلتا

صبا یوں گل کھلتے ہیں لاکھوں باغ عالم میں
ہمارے دلکا اک یہہ غنچہ بستہ نہیں کھلتا

در میخانہ اک مجھپر ہی کیا ہی بند یا قسمت
کسی دن دیدۂ مست صنم دیکھا نہیں کھلتا

لکھے ہیں وصف جو ابروکے دیوان میں اپنے
ہمارے شعر کا معنی نہیں کھلتا نہیں کھلتا

حجاب شرم دامنگیر ہی ایسی ستمگر کو
شب وصلت میں بھی ہی بند اپنا نہیں کھلتا

مرادوں کی گلابی آسمانی پستی گیندی
بدن پر رنگ اسکے کہوں اچھا نہیں کھلتا

جواب خط کا قاصد منتظر ہوں پھر دن بیٹھا ہے
غضب ہے اک مری بستی میں منہہ انکا نہیں کھلتا

صفائی نقش آئینہ کا دکھلا دیتی ہی برق
عجب ہی وہ رد بین یہہ کہ عیب انکا نہیں کھلتا

آنکھوں میں تماشا ہی تری جلوہ گری کا
ہنگامہ ہے اب گرم پرستان میں پری کا

آجائیگی بس جان تن بیجان میں پھر سے
سونگھے جو کوئی ہار ترا مولسری کا

ہر بار الجھتی ہی ہی تار نظر سے
کیا کہئے تماشا تری نازک کمری کا

[illegible]

ثابت ہی ہر حباب سے اے چشم تر مجھے	دریا ہی شیفتہ ہی کسی کج کلاہ کا

پیر لو مسی پہ خال پہ کاجل پہ یار کی
پڑتا ہے صبر اس مرے حال تباہ کا

رہتا ہی راتدن مرا دیدہ بہا ہوا
گرداب اشک حلقہ زلف دوتا ہوا

جوش جنون کا زور ہی یہ کچھ بڑہا ہوا
ہی طوق ہی برنگ گریبان پہٹا ہوا

ہی غنچہ حباب سے نشو و نما ی گل
لخت جگر ہی آنکہ مین کب تیرتا ہوا

سودا کا داغ اپنی جبین پر چمک گیا
یاد آیا سر کسیکا جو ٹیکا بندہا ہوا

غنچہ مین جسطرح سے ہی پوشیدہ رنگ و بو
اسطرح راز عشق ہے دلمین چھپا ہوا

دست جنون دراز ہی مرنیکے بعد بہی
ہی سنگ گور صورت داماں پہٹا ہوا

ہستی کے قید سے ہو رہائی محال کیون
یہہ بہی کسیکا حلقۂ زلف دوتا ہوا

رکہتا ہی میر شعر کو حاسد نگاہ مین
مانند سنگ طور مگر تو تپا ہوا

دونا ہوا ہی شوق مرا بعد وصل کے
جب بیچ پڑگیا تو تصور سوا ہوا

یہہ بیزار دہر سراپا چہپا ہے
اس بیچ کا کون نہین مبتلا ہوا

وہ بت گیا تو جان بہی ہمراہ چل بسی
حیران ہون مین خود کہ یہہ کیا ماجرا ہوا

قاصد ہمارا مرغ تصور ہی آجکل
دروازہ اوسکا بند ہوا ہی تو کیا ہوا

ستم آسمان کیا دکھلاتا تھا
ہمیں خاک مین بہی ملاتا تھا

[illegible]

[illegible]

وہ رونیوالا ہون کہ تولد کے روز ہی	ایسی حجابی دہوم کہ محشر بپا ہوا
موی کمر کی یاد نے لاغر کیا یہہ کچہہ	میرے عدم کو بہی نہ یقین ہونیکا ہوا
آئی یہہ بے ستون سے صدا کوہ کن بعد	شاباش خوب حق محبت ادا ہوا

پرتو ہے بات بات مین تسخیر آپ کی
نا آشنا ہی سنکے سخن آشنا ہوا

تا زیست جہان مین ہے یہی کام کسیکا	ہی ورد زبان آٹھہ پہر نام کسیکا
پہلو مین جو تڑپا دل ناکام کسیکا	رسوا سر بازار ہوا نام کسیکا
بڑہتی ہی صفائی تو کدورت ہی زیادہ	قاتل ہے مری جان کا حجام کسیکا
کیا وصل کی لالچ نے کیا رہن ستائش	سو جان سے ہون بندہ بیدام کسیکا
برنالون سے آتی ہے شمیم عرق گل	عطار کی دوکان ہے حمام کسیکا

تہا پرتو بدمست شب وصل یہہ سرشار
لبریز مے سرخ ہوا جام کسیکا

دن رات اپنی آنکہہ مین پانی بہرا رہا	مد نظر جو چاہ ذقن یار کا رہا
جھگڑے فقط ہین عشق مین امید یاس کے	عاشق اسیر حلقہ خوف و رجا رہا
محو خیال یار ہون اسدرجہ راتدن	مین خود ہی یار ہا نہ رہا یار رہا

[illegible]

[illegible]

چھٹ جو سبز خطان سے پسا گیا — پامال اس چمن مین برنگ حنا رہا

بی فیض آب اور ہوا فیض غیر کو
پرتو مین اس چمن مین برنگ صبا رہا

میرا مرنا ہوا شکوہ بیداد ہوا — دہن گور ہی گویا لب فریاد ہوا

تھا جو طفلی سے ترے روی کتابی کا جنون — عمر گذری نہ گلستان کا سبق یاد ہوا

بینی و چشم پریرو کی جو لکھی تعریف — حرف یا دیوان مین الف کوئی کوئی صاد ہوا

تری تصویر ہی ہے ثبت و بیان مد نظر — ای پریزاد تصور ترا بہزاد ہوا

ہمسری قامت جانان سے جو کی ای قمری — سرو گلشن مین ابھی جرم سے آزاد ہوا

کٹ گیا تیری ادا مین مجھے حیرت یہ ہی — دست نازک ہی ترا خنجر فولاد ہوا

خانہ ویران نہ کہون درد کو کیونکر پرتو
کبھی شہر دل ویران نہین آباد ہوا

مارا ہوا ہون تیغ بت خانہ جنگ کا — پانی برای غسل ہو دریای گنگ کا

اک سنگدل کے ہجر کا بیمار ہون طبیب — نسخے مین ایک جزو ہی عیار تنگ کا

مین تیرے ہاتھون کمیں مین برباد ہی رہا — وہ طفل رشتہ دار ہون شاید پتنگ کا

امید صلح کسکو ہی اللہ کی پناہ — شر پر ہی اب مزاج بت خانہ جنگ کا

پر تو سوای درد سر انکا نہ تھہرا کیا
وعدے مین اوسکے طور ہے امید لنگ کا

کچھ غم نہین مجھے شب تار فراق کا
آنکھون نہین جلوہ ہے کسی مہ کے طاق کا

کیا بات واہ وا رے یکتائی حسن کی
سوجھا جو کہین ہی تو فقط جفت طاق کا

گذری مجھے وہ آئے وہ آنکھین ساری رات
دم بند ہو گیا تہا یہان اشتیاق کا

یہہ گرم جوش غنچے کیا مجھکو ہو تو
اوڑہتا ہی آہ رشک کے رنگ احتراق کا

پر تو اوس آفتاب کے دستار خوان پر
ہے چاند چند ماہ سے جلوہ طباق کا

سرمایہ ہوش کا مرے برباد ہو گیا
آسیب دیو عشق پری زاد ہو گیا

شاگرد ہو کے عشق مین اوستاد ہو گیا
ای قیس خوب تجھکو سبق یاد ہو گیا

کمبخت حسن خنجر فولاد ہو گیا
جو لطف خم برو ہوا جلاد ہو گیا

پروردگار کچھہ تو سمجھ ان بتونکو دے
میرا گلہ یہہ شکوہ بیداد ہو گیا

پہلے فقط جنون ہی تہا اب چالاکی ہی ہے
ہمسنگ قیس ہو کے مین فرہاد ہو گیا

ای شیخ کیا کہین کہ زبان لال ہے یہان
قاتل بتونکا حسن خداداد ہو گیا

ماہ صفر کی تیرہوین کو ای ریاض حسن
شمشاد قد کے صدقے مین آزاد ہو گیا

۳۰

یابند ہے ہوای حوادث مین رات دن
دل عندلیب گلشن ایجاد ہو گیا

کمبخت دخت رز کی بدولت خدا گواہ
ہر بادہ خوار ساقی کا داماد ہو گیا

صد شکر یاد شکوۂ بیداد کچھ نہین
گیا رہن بیخودی لب فریاد ہو گیا

رشک پری ہی کون یہان پوچھتا ہی
قاصد یہ اوسکے گھر کا پتا یاد ہو گیا

وحشت دو چند ہو گئی اسکے چھوانے سے
مژگان یار نشتر فصاد ہو گیا

سودای من کو دام مین جو آ گیا یہان
وہ عندلیب گلشن شداد ہو گیا

اوسنے کنوین مین دیکھکے منہ اپنا کیا
پانی ہی اب تو چاہ کا بہزاد ہو گیا

اوستاد اور طبع خداداد کا ہی فیض
پرتو جو فن شعر مین اوستاد ہو گیا

پرتو نے تیرے حسن کے ششدر بنا دیا
خورشید ہی کو جام کو خاور بنا دیا

آنکھون کو تیرے غمزے سمندر بنا دیا
اور پتلیون کو حد سکندر بنا دیا

طینت نے اپنی برابر بنا دیا
مظلوم مجھکو تجھکو ستمگر بنا دیا

اللہ رے حسن جلوہ کہ آئینہ کو آج
ای مہر تیرے عکس نے خاور بنا دیا

اللہ آبرو رہے دندان یار کی
ہر قطرۂ سرشک کو گوہر بنا دیا

برش نے وصف ابروی قاتل کی تعلیم
خامہ کو میرے غیرت خنجر بنا دیا

اور رشک آفتاب تری جلوہ گاہ نے	ہر ایک ماہ حسن کو اختر بنا دیا

کیا رفتہ رفتہ سخت ہوا پرلو اوسکا دل
خوی ستم نے ہاے ستمگر بنا دیا

گریہ نے میرے گھر کو سمندر بنا دیا	در کو شبیہ سد سکندر بنا دیا
آنسو کو سوز ہجر نے اخگر بنا دیا	ہر ایک آنکھ کو مری مجمر بنا دیا
ملتا ہے اوس گلی کا نشان مجھ ضعیف سے	ہجر صنم نے میل کا پتھر بنا دیا
ای گل ہے بے ترے مجھے ویرانہ صحن باغ	باد صبا کو ہجر نے صرصر بنا دیا
چادر بھی گلفروش مری گور پر ہو ایک	اوسکو جو آج پھولونکا زیور بنا دیا
مین جسطرف چلا غم واندوہ ساتھ ہین	فرقت نے تیری صاحب لشکر بنا دیا
جلوے نے تیرے ہر صنم رشک ماہ کو	ای مہر حسن بزم مین پتھر بنا دیا

پرلو کہون مین کیا لب و دندان یار کی
صانع نے اوسکو لعل اسے گوہر بنا دیا

دل کو خیال یار نے روشن بنا دیا	تاریک گھر کو وادی ایمن بنا دیا
مسجد بہہ ہندوؤنکو مبارک ہو صبح و شام	عشق بتان نے مجھکو برہمن بنا دیا
آنے لگا لہو عوض آنسو کے آنکھ سے	دریا کو ہم نے لعل کا معدن بنا دیا

ہی بیہودہ ہو گیا گلہ بھی تیرے سے خفا | کمبخت دل نے دوست کو دشمن بنا دیا

رخسار گل میں چاہ زنخداں ہے نرگس آنکھ | صانع نے روی یار کو گلشن بنا دیا

ہر اک صبح پڑ بکے فرنگن سے ہی یہاں | مدرس کو بھی حسن نے جرمن بنا دیا

روتا ہوں سرد مہری کو پر لتو کسی کی آہ
سر ا کو میرے گریہ نے ساون بنا دیا

بس جاؤں ہو کے شیفتہ گر چشم یار کا | سرمہ بنائینگے سر مشت غبار کا

نالہ بلای جان ہی دل بیقرار کا | دم بند ہو گیا ہی شب انتظار کا

فرقت میں پیش چشم ہی سینہ جو یار کا | ہر اشک خونی بنگیا دانہ انار کا

بلبل جو اوسکے ہاتھ سے بولے ستار کا | دھوکا ہر ایک پردے پہ ہو شاخسار کا

پھر کیوں نہ اوس سے ایک جہان کو فروغ ہو | خورشید چرخ عکس ہے رخسار یار کا

تجنیر نے کیا مرا دم بند سطرح | اللہ رے ضبط سوز غم ہجر یار کا

پھر کیوں ہے خط سبز میں زلف سیاہ یار | اے دل اگر گذر نہیں ریحان میں مار کا

کیا وصل کی بھی شب کوئی چالے کی رسم ہے | جمعہ کے روز ہمسے جو وعدہ ہے یار کا

تجھکو امین اپنے دیدۂ پر آب کی قسم | پانی کی ہے لکیر اقرار یار کا

پر تو سے آسمان بھی جلاد بحر میں

تار شعاع مہر ہے ڈورا کشار کا

منصف مزاج حسن ہے اوس گلعذار کا
ملتا ہی حکم عاشق کا کل کو دار کا

آئی مسیح بھی باغ میں موسم بہار کا
دونا مزا ہے زندگی مستعار کا

مرغ نگاہ ہوں ہمہ تن شوق دید میں
چاک قفس ہے روزن دیوار یار کا

راہی عشق لب نہ کسی کے مگر مجھے
ہر اشک لعل ہو گیا شمع مزار کا

ہیہات یوں سے اپنی تغافل ضرور ہے
ارمان اور کیا ہے ترے بیقرار کا

کیونکر نہ میرا ابلق دل ہیچ ہیچ کرے
ہے بوستان حسن میں موسم بہار کا

گل خار خار ہے گل رنگیں ہزار حیف
ہے رنگ منقلب چمن روزگار کا

عاشق کو وجہ زیست ہے جوش نشاط وصل
مرقد کی شب لقب ہے شب ہجر یار کا

کیا خوب واہ واہ جو خوش اک زشند دوش
پابند عشق زلف ہے عاشق عذار کا

تسکین سے رہی ہیں مجھے بیقراریاں
خوف و رجا مآل ہوا انتظار کا

ہے دردسر سرور خرابات دہر میں
نشہ سے مے کے رشتہ ہے ساقی خمار کا

پرتو زمین شعر ابھی کان لعل ہو
مضمون باندھتا ہوں لب سرخ یار کا

ہوا حلقہ بگوش اوس [illegible]
بر پا ہے جو فلک سے بھی دماغ اوس [illegible] کا

44

مری مژگان ترا دل مین اتر نہ دی ہو آتین	یہان فتنین رہتا ہی چھپا روزن کا
شعاع مہر رُخ دیکھ لے ای شیخ نابینا	اگر دیکھا نہین جلوہ ہمارے مصحف چلمن کا
تو مگر کیون نہ پہر وسکو کہون جسکے سراپا مین	ہین دانت الماس کی یاقوت لب رنگ کفن کا

اگر زنار ہے اسمین تو ہین خط شعاع اوسمین
مگر خورشید بہی ہمرشتہ ہے **پرتو** کی گردن کا

آج از خود رفتگی حد سے سوا تہی مین نہ تہا	کلبۂ احزان مین یاد بیوفا تہی مین نہ تہا
بیش و پس کیو مگر ہو یان آہ سوز انکا ہوا	وان نے قلقل لبون سے آشنا تہی مین نہ تہا
خون مرا کب تبا کا ہو گیا اس رشک سے	دست بوس رنگ لالہ حنا تہی مین نہ تہا
پہول تہے آہون کے شعلے نہ ہی سانس تہی نسیم	ضعف ہجران کی یہ بار جا گزا تہی مین نہ تہا
اسقدر گم کردیا تیری کمر کی یاد نے	گر یہین موہوم آواز بکا تہی مین نہ تہا
درد دل نے ہجر کی شب اسقدر بیخود کیا	بیقراری رات بہر حد سے سوا تہی مین نہ تہا

نقد دل اوس بیوفا کو جسنے **پرتو** دیدیا
ہای وہ کمبخت امید وفا تہی مین نہ تہا

محفل رقص صنم کل حشر زا تہی مین نہ تہا	ہر قدم پامال اک خلق خدا تہی مین نہ تہا
ہمقدم گلگشت مین باد صبا تہی مین نہ تہا	ساتھ اوس گل کے ہوا جا نفزا تہی مین نہ تہا

۴۵

ناز تہا غمزہ تہا عشوہ تہا ادا تہی مین نہ تہا
دا قسمت اونکے کو جیسین قضا تہی مین نہ تہا

نالے جب کرنے لگا عشق دہان یار مین
عمر یہین اپنے کہنے کو صدا تہی مین نہ تہا

یا رنگ ایدل تجہے جسنے نہ پہنچایا کبہی
وہ فقط تقصیر بخت نارسا تہی مین نہ تہا

آج کہینچا یار نے تجہکو جو ای بیدادگر
یہہ فقط گستاخی دست دعا تہی مین نہ تہا

پوچہی رنگین نے شب وصلت جو ناکامی کی وجہ
ناز سے اوسنے کہا میری حیا تہی مین نہ تہا

مستحق بوس لب کی کیا زلف دوتا تہی مین نہ تہا
سرو تہا نرگس تہی گل تہا اور صبا تہی مین نہ تہا

سر چڑہانیکے لیے کافی بلا تہی مین نہ تہا
خانہ باغ یار مین چار پرعوض کی جا تہی مین نہ تہا

روؤن ہی شومی بخت نگون کو بہر یون
تیغ ابرو اوسکی کل ظلمنما تہی مین نہ تہا

ضعف ہجر یار نے یہہ گم کیا ہی مجہے
نیستی مین خود قبا ہستی نما تہی مین نہ تہا

کاہش مجہنے گہٹا کر خار ای رنگین کیا
صحن گلشن مین مگر اوس گل سا تہی مین نہ تہا

زلف سے مین ہی سمجہتی مین الجہان جیتیا
معرکہ خوب پریشان کا پریشان جیتیا

آج کیا معرکہ یوسف کنعان جیتیا
ای فلک حسن مرے چاند کا میدان جیتیا

گر مرا دست جنون دشت سے دامان جیتیا
صبح سے چاک جگر کا ہی گریبان جیتیا

٤٦

حسن اوس یار کا لیلی سے جو میدان جیتا
قیس سے مین بہی کبہی بار بیابان جیتا

ہجر مین ابر سے یہہ دیدۂ گریان جیتا
رعد سے شور و فغان مین دل نالان جیتا

آج اغیار سے مین کوچۂ جانان جیتا
خوب شیطانون سے یہہ روضۂ رضوان جیتا

کٹ گئے دیکہہ کے عشاق خم ابرو کو
ترا خنجر بہی غضب تیغ کا میدان جیتا

مر گیا خلق مین زلفون کے تری خوب ہوا
جینا اگر اور بہی جیتا تو پریشان جیتا

نظر آتی نہ اگر زلف گرہ گیر تری
کسی صورت سے نہ دم بہر یہہ پریشان جیتا

کوس نصرت ہوی آواز گجر کی شب وصل
آج اک شرم کے پتلے سے جو میدان جیتا

سحر و شام ترا حسن جہانگیر ہی واہ
شمع سے انجمن اور گل سے گلستان جیتا

زلف کی دہن شب ہجران جو ہوئی [illegible]
کس طرح صبح تلک تیرہ پریشان جیتا

افعون سے مہر کے خالون مین لب یار آئے
سرخرو کیون نہ ہون پہر کہ بدن خستہ جیتا

تری زلفون نے پہنسایا دل پر داغ اپنا
بازی طاؤس سے کیا افعی پیچان جیتا

یاد رخسار مین نالے جو گئے جا جا کر
ترا عاشق ہی تہا دل سے گلستان جیتا

پاس اندا جو رہا جوش جنون مین مجہکو
پاؤن کے چہالون سے ہر خار مغیلان جیتا

وہ مسیحا جو لگاتا کوئی ٹہوکر دم مین
شیر قالین صفت شیر نیستان جیتا

دیکہنا زلف کے قبضہ مین ہی جو رخ صاف
واہ کافر بہی مسلمانون سے قرآن جیتا

حسن خبانے رخ اچاند یہ چمکایا ہے — تن ترا معرکۂ اختر تابان جیتا
خال لب سے بہی بڑہا یاد مضطر نے قدم — خضر سے مرحلۂ چشمۂ حیوان جیتا

بجہہ سے داغی نہ رہین اہل زبان کیون پرتو
معرکہ جب مرا اک طفل دبستان جیتا

سہل ہے ضعف مین مشکل کا بہی آسان ہونا — ورنہ ممکن نہین داماں کا گریبان ہونا
بہت آسان ہے انسان کا حیوان ہونا — سخت مشکل ہے یہہ حیوان کا انسان ہونا
ہجر مین گنبد نون بجہہ دل پر داغ اجڑا — میرے گلشن کو بہی آتا ہے بیابان ہونا
نالے بلبل کیطرح شام وسحر کرتا ہون — اوسکے گلچین بہی مضمر ہے گلستان ہونا
یون جو ہنسا ہو ہنسنے لاکہہ چہنین لیکن — گل کہان اور کہان وہ رخ خندان ہونا
کبہی نسبت نہین ادنی کو یہان اعلی سے — دیدۂ غول یہہ اور اختر تابان ہونا
یہہ خط گرد لب یار نہین ہے بیوجہ — چاہیئے خضر سر چشمۂ حیوان ہونا
رخ رخشان ترا کیون زلف مین چہپ جاتا ہے — ماہی یون ابر مین امر ع پیدا کا پنہان ہونا
لایق دید تقاضا ہے منہ اوسکے حسن کا — ظلم کر بیٹہنا اور آپہی پشیمان ہونا

کبہی ممکن نہین جمعیت خاطر پرتو
ہمنے اوس زلف سے سیکہا ہے پریشان ہونا

[illegible]

اوس ہجر کو در دہو کیا دل کے درد کا
گرمی قہقہہ ہی جواب آہ سرد کا

گلزار یوں کی ہوا نہ گئی بعد مرگ بہی
ہی رنگ میری خاک میں گلشن کی گرد کا

سینہ ہمارا دفتر ماتم ہے ہجر میں
ہی لخت لخت دل میں نشان فرد فرد کا

اوس پہول کے جنون میں خلش کی بہار ہے
ہی ربط خار سے کف صحرا نورد کا

خشکی تری کہ سیر ہے پرتو فراق میں
کیا ماجرا ہے چشم تر و رنگ زرد کا

زمزمہ نالے کو وہ ظالم رہزن سمجہا
نالۂ عاشق کو کوئی مرغ نوازن سمجہا

خلش ہجر ہوی خار رہ عشرت وصل
دامن باغ کو دل وحشت کا دشمن سمجہا

شکر صد شکر ہے سیر نوا ایگا کبہی
وہ جو ہیں دل پر داغ کو گلشن سمجہا

کان گوہر میں سمجہا ہوں شکوہ کہ گوہر اک
لب رنگین کو ترے لعل کی معدن سمجہا

جس طور کا دہوکا ہی دل سوختہ پر
اپنے سینے کو بہی میں وادی ایمن سمجہا

رات بہر بزم تصور میں عجب جلوہ تہا
دل صد چاک کو میں یار کی چلمن سمجہا

جسم کے مانند قلم سر کو کٹا نے پرتو
دل مرا یار کی دہلیز کو قطہ زن سمجہا

پتلا ہوا ہے حال فلک پر سحاب کا
دیدہ ہی دیدنی مری چشم پر آب کا

۴۹

[illegible]

تیرہ ہجر خال لب یار میں جہان — ہم کو ملا ہی خضر سے نسخہ خضاب کا

ساقی ترے فراق میں ہے تلخ زندگی — لیتا ہون کام لخت جگر سے کباب کا

اوس رشک گل بہار دل داغدار میں — پہولا ہی لالہ زار میں تختہ گلاب کا

بہجیں دیا ہے زیست کو اپنی جواب خط — کسکو ہی انتظار کسیکے جواب کا

ہی ماجرا وقت وصل و فراق یار — مضمون ہی خود دقیق ہی میری کتاب کا

قارون کیسطرح زیر گران باری حرام — بندہ جو ہی متاع جہان خراب کا

اوس مست کے فراق کی کیفیت اور ہے
پرتو کی چشم تر ہے پیالہ شراب کا

زیبا نہیں شراب کو موسم شباب کا — لازم ہی صبح شیب مین نور آفتاب کا

راحت حفظ ہی نرم مزاجونکی نام کو — بیداری ہی مآل ہمیشہ کے خواب کا

وقف نشاط گاہ رہنے یہ ہون — غمزہ ہی دیدنی ترے لطف و عتاب کا

دیتے ہیں بادہ خوار سمجھ سے ساقیا — زاہد کے زہد خشک پہ چہینٹا شراب کا

ہیں نامہ کریم بیان خوب ہی بری — خالی ہوا نہیں کبہی چشمہ سراب کا

کہتے ہیں ظالموں سے جو ہم وفا نہیں — دیکہیں نگاہ ہجر وہ معشوق داب کا

مرجان و لعل و نیلم و گوہر ہیں ایکجا — اشرف مسی ہے دست حنائی جناب کا

دل مین گڑ ہو تو نگاہ تصور ہے [illegible]

چشم بد دور اوسکا ہر ابرو

چونچ کا زاغ خال اور وہ نسکا [illegible] حال ہوا

لب رنگین کی گرد میں [illegible]

خون کی لعل لال ہوا

رباعی

[illegible]

متوالی نظروں سے مجھے دیکھا کرو نہ تم
چڑھ جائیگا نشہ مئے سر پر شباب کا

آئے وہ مہ جو بام پہ پرتو علی الصباح
ہو جائیگا طلوع غروب آفتاب کا

تھے جدا اوس سے جو یکسر ہمکو کیا تھا کچھ نہ تھا
ہو گئے محو دلبر ہمکو کیا تھا کچھ نہ تھا

تھا گمان ہمکو کہ دل اوسکی گرہ مین بچ گیا
دیکھ لی جب زلف وہ برہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

اضطراب دل نکلنے کا بہانہ ہو گیا
تھے جو محفل کے برابر ہمکو کیا تھا کچھ نہ تھا

تھا تعلق شادی و غم کا فقط اس جسم کے ساتھ
بن گئے جب خاک گر ہمکو کیا تھا کچھ نہ تھا

تھا ہمارا سینہ مجروح نگاہ سرمگین
رکھ دیا ہی اوسپہ گر مرہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

کیف راز عشق کب کیفیت عالم مین ہے
تھے اگر جمشید بنکر ہمکو کیا تھا کچھ نہ تھا

حسرت دیدار قاتل تھا ہمارا کالبد
ہو گئے جب نذر خنجر ہمکو کیا تھا کچھ نہ تھا

زیست کی محفل ہی پرتو اک خیالی بزم ہے
ہو گئی دو دن مین جب برہم تو کیا تھا کچھ نہ تھا

دانہ اگر لقب ہے ترے خال خال کا
پھندا ہی نام زلف کے ہر ایک بال کا

پروردگار تیرے ہو مرا دامن مراد
خالی کی بانجھوں کو ہی وعدہ وصال کا

مانگا جو بوسہ اوس سے تو چٹخائی انگلیاں
کیا خوب یہہ جواب ہے میرے سوال کا

۵۱

ہمقافیہ غزل جان صاحب
حافظ نواب قمر زمان خان
بہادر مظلہ العالی تخلص
خورشید الدولہ خورشید تخلص

بہتے مین اوسکے حق کی چڑیا کیون ہے	انگیہ بھی جال کا ہے دوپٹہ بھی جال کا
ہے محتسب کو بادہ پرستون سے احتساب	نا فرحرام سے ہی یہ نطفہ حلال کا

پرتو نہین ہے دورمہ چاردہ سے داغ
دیکھو کہ نقص ہی ہے نتیجہ کمال کا

ہمقافیہ غزل امانت لکہنوی

بال کہیرے ہوے منہ پہ بہت شاد آیا	لیکے گلدام چمن مین مرا صیاد آیا
دل پہ داغ کو میرے ترا قد یاد آیا	حسن افزائی گلزار کو شمشاد آیا
جلوۂ طور وہ موسی کو بہت یاد آیا	نظر ایسا جو ترا حسن خداداد آیا
سر پہ رکہے ہوے آتا ہی گلابی ٹوپی	بلبلو آج نئے داؤ سے صیاد آیا
ہو گیا ایک قمر چہرہ نگاہوں سے جدا	مہر کیا آیا مرے سامنے جلاد آیا
ہو مین بلبل شیدا نہ گلون سے نکلی	آج ہمراہ صبا باغ مین صیاد آیا
کیون کہین سرو کو آزاد کہ یاد گل ہے	اس چمن کو کسی سرکش ہی آزاد آیا
دل ویران مین خیال قد جانان دیکہا	ہی تعجب کہ نظر دشت مین شمشاد آیا
کر دیا بخت نے محروم تمنا ئے وصال	کہینچ کر تیغ کوئی دم مین وہ جلاد آیا
اس پہ طرہ ہے کہ کوتاہ تو ہی تیری جہوٹی	تنگ کیا جو مین جنون سے مرے صیاد آیا

اے غم ... کیا ... شکوہ کرے نہ کسی سے جدائی کا
ہی بہت ہوئی جدائی کا
بجھ سے ... ہی جدائی کا
بدن ... دل پہ ہی جدائی کا
... سے باز ... کا
ادعا ہے جو ... شنسائی کا
دم ہی ... کے جان ... مین
قرب ... رسوائی کا

خود بخود داد ملی شکوہ بیداد کی آج	دھیان تیرا جو ستمگر دم فریاد آیا
کیوں مجھے دیکھ کے ہو جاتے ہو ظالم	کیا کوئی ظلم فراموش تجھے یاد آیا
سخت جانی نے مری تیغ کا دم بند کیا	کٹ گیا آپ ہی غیرت سے جو جلاد آیا
بلبلو جال کے ہر قطع پہ ہی گلکاری بھی	دام و دانہ سے نئے آج وہ صیاد آیا
کیوں لب سبزۂ لب جاناں ہوا صورت نے	میں جو دنیا میں سراپا لب فریاد آیا
نزع آج کوئی غم جو انیس شب ہجر	مجھے اپنا دل گم گشتہ بہت یاد آیا
داغ سے خون محبت کے بچا دامن حسن	قتل کرنے کو مجھے ناز سے جلاد آیا
کھا گئی غنچۂ نوخیز کا دھوکا بلبل	انگیا پہنے ہو گلگوں جو وہ صیاد آیا
ضعف میں کوئی نہ تھا ہمنفس تنہائی	دل سے نالہ بھی نہ لب تک دم فریاد آیا

پھر وہی رنج و محن درد و الم ہیں پر لطف
پھر وہی ظلم بیدرد مجھے یاد آیا

ہمقافیہ بہ غزل جناب جلال لکھنوی

ای پری کوچہ میں جس دم ترا ناشاد آیا	بول اٹھا قیس کہ آیا مرا استاد آیا
تیغ کھینچے سوی مقتل ستم ایجاد آیا	بیگنہ ہو گئے کشتے جو جلاد آیا
ہے سر ضعف تری بیداد کی پابوس کو آج	دھم کر قبر سے کسری کا سر داد آیا

مشق بیداد کی اوڑان مین بہت شاد ہوئے
ہاتہ جب اونکے ہمارا دل ناشاد آیا

کاروان دل جانباز کمر کی رہ مین
پہر نہ پہر تے سوی شہر عدم آباد آیا

لیگئی جسکو اوڑا کر یہہ ہوای دیدار
اوس گلی سے نہ وہ پہر عاشق برباد آیا

تیرے دیوانے کے حصے مین نگار رہنا
پای آوارہ قیس و سر فرہاد آیا

رشک نے یار کے شانے کے نکالی ہرجان
بنکے یان دست اجل پنجہ شمشاد آیا

چار دیوار عناصر سے قفس سے بڑہکر
طایر جان ہمی اس باغ مین آزاد آیا

آگیا جوش جنون مین غمزہ یار کا دہیان
بنکے نشتر یہہ ترے دیکہنے فصاد آیا

جب کہا وصف سراپا کہنچی تصویر تری
ہاتہ بیدست مرے خامہ بہزاد آیا

رشک سے گہٹکے ہوا جسکا تارا جہتاب
شب جو کوٹہے پہ وہ بہر پریزاد آیا

دیکہا جب عاشق مضطر کو ترے خورشید
کہا بجلی نے سنبہلکر مرا اوستاد آیا

بے ستون شب غم آئینہ دار حیرت
تیرے جانباز کے حصے دل فرہاد آیا

شعلہ آتش گلزار نے پہونکا مجکو
بیطرح ای گل تر منہہ جو ترا یاد آیا

مدت طول اقامت سے کر سراپہ عیش
دلمین ارمان جو آیا وہ بہت شاد آیا

گر تجہے حسن خداداد ملا ہی ای بت
مرے حصے بہی عجب عشق خداداد آیا

زینت حسن اگر گوش تغافل سے تری
عشق کا بول ترانے لب فریاد آیا

پہر جنون کہینچ رہا ہی طرف زلف صنم — پہر مرا پاؤن سے آباد یہہ زندان ہوگا

خوش نگاہون سے نظر بازی کا پہر شوق ہوا — پہر بن مو کی جگہہ پہر مرے پیکان ہوگا

پہر رولاتا ہی الہی غم دندان صنم — پہر گہر بار مرا دیدۂ گریان ہوگا

پہر بہار آئی کرے گا کوئی گلگشت چمن — پہر قبا رشک سے ہر گل کا گریبان ہوگا

پہر دکہاتا ہی کوئی خواب مین آکر جلوے — در دیہہ ہجر کا پہلے سے دو چندان ہوگا

بہلا پہر سے مژگان کا جنون اٹہی حسن — پہر ہر اک آبلہ سرتاج مغیلان ہوگا

پہر کسی آنکہہ کی دوری نے بنایا وحشی — پہر مجہے شوق تماشای غزالان ہوگا

پہر کسی مصحف عارض کا خیال آتا ہے — پہر تصور یہہ مرا باعث ایمان ہوگا

پہر چکایئگی مرے تیری ملاحت قاتل — پہر مرا زخم محتاج نمکدان ہوگا

پہر وہ روٹہا ہے منا کر او سے پہر لاینگے — پہر مرے سر وہی احباب کا احسان ہوگا

آج پر تو لب خاموش وہ پہر ہلتے ہین
شور آباد پہر اب ملک خموشان ہوگا

ہمقافیہ بر غزل جناب شریف مدراسی مدظلہ و شاہ حضور مصنف دام اقبالہ

کشتہ ہے تیری تیغ کی ضو کا — نام روشن ہوا مہ نو کا

روز اول ہی روز آخر ہے — ہی ہنڈولا جرس و اروکا

۵۸

دامن راز محبت ہوا جیب سحر
پاؤن پڑہ پڑہ کے مجہے ضعف نے چلنے ندیا

جب سے انکہون مین سمائی ہے نزاکت اوسکی
پاس جانان نے مجہے انکہہ کو ملنے ندیا

یار نے جلوۂ رخ سے مجہے محرم نہ کیا
شمع بر بزم مین پروانے کو جلنے ندیا

آگیا جب وہ مری گود مین کچہہ دکہہ نہ رہا
انکہہ کو گرمیٔ صحبت نے اوبلنے ندیا

نازکی ہوگئی سد ہوس پامالی
دو قدم بہی اوسے ہمین کوچہ مین ٹہلنے ندیا

داغ اور اشک ہمین عشق سے حاصل ہوئے
نخل ماتم کو ابہی پہولنے پہلنے ندیا

اسقدر سیر فلک راہزن وصل رہا
ہجر کی شب بہی مرے دم کو نکلنے ندیا

خون رولایا تری مہندی کی تصویر نے بہت
پاؤن کے آبلون نے جب مجہے چلنے ندیا

ایک حالت پہ رہے داغ ہمارے دل کے
رنگ گلشن کو ترے غمنے بدلنے ندیا

اوس حجاب سے نہ چہپا رخ باین بیپردگی بہی
رات تجلی وہ دکہائی کہ سنبہلنے ندیا

کوسنے کا نہ گمان ہو کہین اوس بدظن کو
اسی ڈر نے کف افسوس بہی ملنے ندیا

پاس اعدا نے مری جان نکالی ظالم
مجہے ٹہنڈا کیا گر خنجر کو چلنے ندیا

تا نہ برہم ہو مزاج ستم آرا پرلو
ہمنے دل کو بہی شب وصل اچہلنے ندیا

مخمس یہ رنگ لایا ہے جوبن کسکا
بہارین ہین پہولا ہے گلشن کسکا

زرا درد کو کام فرماؤ صاحب — کوئی ہنسکے سنتا ہی شیون کسیکا

کسیکو ہنسی سے لگاوٹ ہی ہردم — یہہ بجلی جلائیگی خرمن کسیکا

کریگا قیامت بپا رفتہ رفتہ — ابہی سے ہی فتنہ لڑکپن کسیکا

ہی ڈر ڈرکے میری بغل سے کنارے — بُری چال چلتا ہے چتون کسیکا

یہہ طرفہ بہارین ہین گلکاریون کی — کہ خاصہ گلستان ہی دامن کسیکا

گلون کا جنون رنگ لایا سراپا — چمن کا گریبان ہی دامن کسیکا

حصول گلستان نہ ہر اشک رنگین — بر آغوش گلچین ہی دامن کسیکا

بلا سے پڑے آسمان ٹوٹ سرپر — ولیکن نہو دوست دشمن کسیکا

مجھے دل نے پہر کیون مصیبت مین ڈالا — جو ہوتا نہین دوست دشمن کسیکا

حجر کی زیارت ہی پتہر کی پوجا — ہی واللہ حاجی برہمن کسیکا

خط سبز ہے حسن رخسار گلگون — گلستان کی رونق ہی گلخن کسیکا

مہ و مہر کی گت خدا جانے کیا ہو — ضیا ریز ہی روی روشن کسیکا

مسرت کے جلوے دکہاتا ہی رکہو
ہی شادی محل جب سے مسکن کسیکا

کبھی مین نام نہ لون بہولکر جہیر لیت کا — مرے سر ہاتھ جو کینہ ہو تیری چوکہٹ کا

شب وصال بھی صورت نہ دیکھنے پائی
ہی دور حسرت دربان خانۂ ظالم
کمال ضعف سے آتی نہیں ہے ہونٹوں تک

خدا کرے کہ ہو خانہ خراب گھونگٹ کا
کہ پاسبان ہی خود اوسکے ظلم کا کھٹکا
ہی اپنی آہ میں بھی پردہ اوسکے گھونگھٹ کا

گناہ گار ہے پرتو جو زلف کو چھو کر
تو مار کوڑوں سے یا اوسکو دار پر لٹکا

منہہ پر آتا ہی نہیں شکوۂ بیداد ترا
ہم جو مایل ہوے تیرے تجھے الٹی سوجھی
باعث دور فرح خیزی ہے ساقی تری ذات
تو جو شیرین تھی میں فرہاد تو لیلی تو میں

کیا ستمگری ہے یہ ظالم لب فریاد ترا
نا ہی ہو نے لگا دل مایل بیداد ترا
تو سلامت رہے میخانہ ہو آباد ترا
ہو نہیں ہر رنگ میں دیوانہ پریزاد ترا

ہم دعاگو ہیں ترے حق میں ہمیں خوش کرنا
شاد ہو جائے جو پرتو دل ناشاد ترا

محبت میں میں مجنوں سے برابر باوفا نکلا
ہوئی اوسکی ہو پوری میری آرزوے دل
بتائیں دوست کسکو اور دشمن کسکو ٹھہرائیں
خدا کا شکر ہے اک دار پر قاتل کے مقتل میں

لگی دل میں جو اوسکے پاؤں میں یہ خون میرا نکلا
تمنائے وفا نکلی نہ ارمان جفا نکلا
کہیں ناآشنا نکلا کہیں وہ آشنا نکلا
زبان اپنی سے سو بار ایک لفظ مرحبا نکلا

اے شمع کم نا ہا پیکر
کہ کیا تو سو بار کیا تا
جو اکی بولے ہی ننہا جس کر
اونہین غصہ سو بار کیا تا
نہ یہ ہجو مون ہوتی جو اونکی اونکا
غم ہجر دلدار کو اج تشی
دل پہ پرتو زار کیا تا

جراح نکر بند کہ ناسور مین اپنے
پابند ہے مرغ نگہ ناز کسیکا

ناساز ہے ٹہاٹہہ انجمن درد ہی خالی
اسس بزم مین کوئی نہین مساز کسیکا

دل کی طرح اوسکو بہی گرفتار تو کرلے
ہے طایر جان بال پرواز کسیکا

اخلاص نہین اوسکی طبیعت ہی یہہ پرتو
غمخوار نہین ہے کوئی غماز کسیکا

اکہنہ پوچہی تو جلا گوشۂ رومال اپنا
سوز ہجران کی بدولت یہہ ہوا حال اپنا

ہو جو مین حاکم ملک طپش و سوز و گداز
شعلۂ شمع ہی کیا کوکب اقبال اپنا

نہو تکلیف جدائی سے بجز وصل فراغ
کبہی دل خوش نکرے غرۂ شوال اپنا

سرگذشت غم زلفای بت بیدرد نہ پوچہ
دیکہہ دشمن کو بہی اللہ یہہ جنجال اپنا

کب تلک آسیب بلای شب غم اور پرتو
ای پری اس سینہ کبہی سایہ ذرا ڈال اپنا

بہت خراب کیا یہہ بہت خراب کیا
ترے شراب ندینے نے دل کباب کیا

طلب بوسہ جب ہوگیا وہ شرما کر
مرے سوال نے ظالم کو لاجواب کیا

بہار جلوۂ ساقی گلعذار نے آج
ہمارے جام کو گل بادہ کو گلاب کیا

فراق ساقی مین میخانہ ہوگیا خالی
عجیب محتسب غم نے احتساب کیا

تو یہ بازارون کی شان یہہ گالی دینا
عشق لائق نہین ہر ان یہہ گالی دینا
بجتے انسان ہین حیوان بچھے یہ گالی دینا
اذیت کو ہی نقصان یہہ گالی دینا
اشنا تیری زبان سے ہو نہ گالی دینا
مری حالت پہ یہہ احسان یہہ گالی دینا

اور نہین
دوستون کو تو جو دینا ہی سے گالی دینا
دشمنون کو بھی نہ دینا ... سے گالی دینا
بھی جیسا ... یہہ گالی دینا
پہچان ہین ... نہوئے
واہ جی جان ... حیوان ہین نہوئے

انسان کی قدرت ... نہین یہی پہچان نہوئے
حیوان ... دامان ... پہچان نہوئے
... انسان نہوئے ... منصوب
... مضمون ... انسان نہوئے
... جان بھی ... شندہ ... بھی

اک آفتاب کی قربت سے دور ہی پرتو
عجب ستارون کی گردش نے انقلاب کیا

بی سود ہی غم عشق ہے بیکار کسیکا
واللہ کوئی ہو نہ گرفتار کسیکا

سودائی بنے کیون پھر آشفتہ پھر ہم
چارون طرف اب گرم ہی بازار کسیکا

مخلوق سے نومیدی امید معافی
خالق نکرے مجکو خطاوار کسیکا

ہم دیکھتے ہین آئینۂ دل مین تماشا
غم کیا ہا نہین ہوتا جو دیدار کسیکا

خورشید کی ممنون ہو پرتو کی شب ہجر
طالع جو دکھائے رخ ضوبار کسیکا

سرمایۂ خزان خلش ہجر یار تھا
گرچہ ہرا بھرا چمن روزگار تھا

ہوتی شب فراق مین تسکین کسطرح
دل ایک تھا رفیق وہ بھی بیقرار تھا

شبنم ہی اک مآل سے واقف تھی باغ مین
اوسکے سوا بہار مین کون اشکبار تھا

وہ پیاری نیند ہجر کی شب اسکو خواب ہے
جسکے سرہانے تکیۂ زانوی یار تھا

کیون اوسکو پیچ زلف کی پہانسی بندی بھلا
پرتو جو تیرے پاس سزاوار دار تھا

پہول ہوگا ہے گلشن مین تو خوشبو ہوگا
سبزہ اس باغ مین ہم رنگ الجہا ہو ہوگا

٦٥

سامنے ہو جو ترے چشم فسونگر کے یہ
کار کر جائینگے جادو یہ بھی جادو ہوگا

ایک عالم مرے قابو مین بس آجائیگا
میرے دلبر اگر اکدم مرا قابو ہوگا

ایک ہی حاضر و غایب کا رہیگا صیغہ
متکلم کی زبان پر جو کہین تو ہوگا

غم عشق صنم و رنج حوادث **پرتو**
سخت دشوار ہی کہ دل ترا یکسو ہوگا

گویا قران ہی یہان چاند اور مشتری کا
چوٹی مین کیا تمہاری موباف ہی زری کا

جو تنگ کیا ہی جانان مین تو ہونٹ سی کے
کسطرح پھر نہو گا دم بند جوہری کا

کہتی ہی چال اوسکی فتنے جگا جگا کر
آگے مرے چلیگا یہ سحر سامری کا

چہائی ہوئی ہی بدلی گھنگور آسمان پر
چلئے چمن مین گلرو ہی لطف میگسری کا

ناصح کو منہ نہ دینا بکتا رہیگا **پرتو**
واعظ سے سلسلہ ہی اسکو برادری کا

اگر اوس بحر ملاحت سے کنارا ہوگا
رو کے گرداب الم زخم ہمارا ہوگا

جان عالم کی خدا جانے بنیگی کیا گت
رونق افزا وہ اگر انجمن آرا ہوگا

پرورش ناز کے پہلو مین ہی اسکی اک عمر
دل مرا جب نہوا خاک تمہارا ہوگا

وہ قمر چہرہ گری بر کو جو خالی شب وصل
شرر نالۂ دل صبح کا تارا ہوگا

[illegible]

تو وہ ہی بلبل چمن واہ [illegible]

[illegible]

یون ہی چندے رہی اس شہر مین پری تو بیجار
نام مدراس کا گرمی سے بجا رہوگا

بجھہ سے عیسی کا عزیزون نے مرے کام لیا
جی اٹھا مین سر بالین جو ترا نام لیا

دم سنبہلنے نہین دیتا ہی جدائی کا خلل
ہمیں اٹھتے دلین کلیجہ کو اگر تہام لیا

صبح ہوتی ہی یہہ بی نور نظر آتا ہے
نور کیا ماہ نے عارض سے ترے دام لیا

سحر و شام سے دل لطف اٹھاے کیا خاک
کہ رخ و زلف سے کار سحر و شام لیا

کوئی پری کے برابر کا جوانمرد نہین
مول سر دیکے ترے غم کا سرانجام لیا

یاس از ردگی شوخ پریزاد رہا
زیست بہر رہن خموشی لب فریاد رہا

خود فراموش ہو مجھے یار فراموش نہین
مجھے بہولا ہی جو دل کو وہ مجھے یاد رہا

اوسکی آنکھون سے جو دی ہی اسے مردونے شمال
خلق کے مد نظر دیدۂ ہر صاد رہا

عاشق چشم ہو ہر شعر یہ کرتا ہون صاد
مردم چشم ہوس دیدۂ ہر صاد رہا

لب جانان کے تصور کا تصدق ہی فقط
شاد کہنے کو ہی جو یہ دل ناشاد رہا

ہای کیا ملک مشی مین وفا نا شدنی
ہوش پری کا دغا بازون سے برباد رہا

مہر چھپنے لگا داماں شفق مین ای چاند	اوڑھ کر لال دوپٹہ تو جو باہر نکلا
چودہوین رات سے رشک اسکو گہٹاتا ہی ترا	چاند جب نکلا افق سے ذرا گہٹ کر نکلا
جسنے دیکھا اسے وہ صبح کا تارا سمجھا	جب ترے سامنے یہ رونق خاور نکلا

یکیا اپنے پرائے مین کچھ اوس مہر نے فرق
غیر اوس برج سے **پرتو** کے برابر نکلا

لطف تیرا جو میرے حال پہ اب کم ہوگا	دفتر غم جو پریشان ہی فراہم ہوگا
ترے دم پر مرے دم کا ہی قرار ای سفاک	دم نہ دیگا جو تو میرا ہی ہوا دم ہوگا
عین صحت سمجھو تو رہ جائے تیرے ہجر مین ضعف	کہ ہے زخم دہان خوب یہہ مرہم ہوگا
اپنے آغوش سے کہتا ہون شب وصل یہی	صبح کے ہوتی ہی تو حلقۂ ماتم ہوگا

دلمین جاگیر نہو جائے یہ حسرت **پرتو**
حاصل آرزدی عیش جہان غم ہوگا

باور نہین کہ آئیگا مقصود بر مرا	بیطرح بے خبر ہے دل بیخبر مرا
روتا ہون داغ دلکا دکہا کر فراق مین	کیا جانئے نہین نال درد فزا کو رو کر مرا
ہین یہہ کرشمے برش مژگان یار کے	کیونکر رفو پذیر ہو چاک جگر مرا
قدر اوسکو آبرو کی جسے آبرو نہو	جوہر سمجھ سکیگا کوئی بد گہر مرا

٦٩

عمر بہر مین ایک ہی تو آرزو نکلی نہین
حسرتون نے دل مین پیدا وہ مرا دل ہو گیا
داغ پایا اور ہوئی لالہ رخون کا دل کیون
الفت سے حاصل وہ جو ہونا تھا سو حاصل ہو گیا
بس نہین **پرتو** وہ اپنا آپ بسمل ہو گیا

پرتو مین گرم شور ہون طنبور کی طرح
آزردہ ہو گیا جو وہ مطرب لپسر درا

خدا نے روز ازل حسن انتخاب دیا
مجھے شکیب دیا اسکو عتاب دیا

فراق یار نے سامان عیش لٹوایا
شراب شیشہ کو اور سیخ کو کباب دیا

دہن کے باب مین تیرے کیا جو مین نے سوال
نہ ایک اس زبان نے مرا جواب دیا

خدا ہی اسفل و اعلا مین فرق کرتا ہے
ثواب روح کو اور جسم کو عذاب دیا

فلک نہ مست رہے اپنے دور مین کیونکر
خدا نے اسکے پیالے مین آفتاب دیا

عجب گردش افلاک سفلہ پرور ہے
ثواب جسنے کیا آپ کو عذاب دیا

خیال رخ مین ہے رونے سے نخل غم سرسبز
عوض مین آب کے اس نخل کو گلاب دیا

پڑہا ہے جو مدحت عارض مین ہمنے رنگین شعر
چمن مین بلبل رنگین نوا کو داب دیا

لبون نے قتل کا میرے اٹہا لیا بیڑا
ستم شعار نے جب تیریون کو جواب دیا

تو اس زمانے کی نیکی سے درگذر پرتو
اگر ثواب کیا جان کو عذاب دیا

ہی میسر مجھے ذرات تماشا اوسکا
کیا تصور نے اٹہایا ہی یہ پردا اوسکا

ہمین فرقت مین بہی حاصل ہی نظارا اوسکا
آگے آنکھون کے رہا کرتا ہی جلوا اوسکا

پھسایا غم کے پھندے میں ہزاروں خوش مزاجوں کو — قسم سر کی شرامو ذی ہی تھا او سی زلف پیچاں کا

غم بت میں تڑپ کر سر پٹک کر جان دینا ہے — خدا حافظ مرے دلکا مرے سر کا مری جان کا

تصور اک خورشید رو کا طلوع صبح ہے — مرے سینے میں ہر دم ہے عالم محشر فتنہ انگا

گیا ہمسایہ میرے جو وہ خورشید رو **پرتو**
مرا صبح وطن میں بھی ملا شام غریبان کا

رہ رہ کے دل سے درد فراق بتان گیا — محمل کا تیرے لیلیٰ نجم ساربان گیا

نکلا جو نالہ اسکی کمر کے خیال میں — اتنا ہوا بلند کہ تا لامکان گیا

او گل غرور تھا جو بہار شباب پر — وہ دن گذر گئے وہ گھمنڈ اب کہان گیا

دل نے سفر کیا سوی گلزار کوی یار — یہ بلبل اوڑ کے جانب باغ جنان گیا

آہ رسا پہنچ ہی گئی آسمان پر
پرتو ہدف پہ تیر مرا بے کمان گیا

گلستان ہے دل پر داغ ہتا او گلبدن اپنا — سراپا مرمر فرقت سے او جڑا ہی چمن اپنا

لب و رخسار و خط و زلف پر اوسکے تصرف ہے — یمن اپنا حلب اپنا چمن اپنا ختن اپنا

نہ ہو گفت و شنید و دید تو بیکار ہیں یارب — یہ گوش اپنا نظر اپنی زبان اپنی دہن اپنا

تو مست حسن مست عشق میں اک حال دونو کا — رہی تیری چال سے ملتا ہوا ای بت چلن اپنا

۷۲

یہہ فیض مدحت ثقریرے عیب پری روہے
ہراک عیب سخن سے پاک ہے پرتو سخن اپنا

غم دندان میں ہی بیکار نہ رونا میرا
دیکھیے موتیونکا ہار پرونا میرا

بیشتر بارش ہے فصل میں آتی ہی چمک
اوسکا ہنسنا ہی شب وصل میں رونا میرا

خواب میں سیم تنوں سے ہی ملاقات نصیب
جاگنے سے تو کہاں ہی کہیں سونا میرا

صدمۂ ہجر سے ہوگا دل شیدا اگر ہے
غم میں اوس طفل کے تو ہیگا کھلونا میرا

دلکو زلفوں میں بسا کر لیئے بوسے رخ کے
دیدنی ہی کہیں پایا کہیں کھونا میرا

اوس فسونگر کو مرے جذبۂ دل نے کھینچا
لاکھہ جادو پہ بہی چل جاتا ہی ٹونا میرا

پردۂ راز مروت ہنو قاتل کہیں چاک
داغ خون گوشۂ دامن سے نہ دہونا میرا

گرچہ پرتو ہوں یہ ہوں مہر جہانتاب سخن
اس زمانے میں تہا اندہیرا ہونا میرا

لازم نہیں ہے دم پہ بہروسا قیام کا
ہر کام میں خیال کرنا مدام کا

ہی تیغ تیز عاشقوں کی لبلبی کی پردہ پوش
حیلہ ہی دل کی روک کلیجے کی تہام کا

ہی چوہتے آسمان کی سیر اسکے دور میں
نام آفتاب ہے مرے ساقی کے جام کا

بے نور آجکل ہی یہ کچھہ چشم امتیاز
منہ ایک کہتے ہیں حلال و حرام کا

حال دل اور کہوں کیا تجھے قاصد جا کر

ہرگز نماز عشق میں پایا نہیں گیا	یہ قاعدہ رکوع و سجود و قیام کا
عاشق نماز عشق سے منہ پھیرتے نہیں	یاں قاعدہ نہیں ہے مصلی سلام کا

کرتا ہے یاد ظلم فراموش کا سبق
پتلا بنا بنا کے وہ **پرتو** کے نام کا

نہ یہ کاتر ہجر کی میں دل داغدار ہوتا	نہ میں بیقرار ہوتا نہ جگر فگار ہوتا
جو نکرتی شہر نزاکت تو عجیب ہے حلاوت	تری ناوک ادا سے میرا بیڑا پار ہوتا
شش و پنج جدائی غم و درد آشنائی	یہ بلا ہے کہاں سے رہتی وہ اگر دو چار ہوتا
نہ ہوں کے بس میں ہوتا نہ شکیب و صبر کرتا	مرے دلربا کو الٰہی مرا اختیار ہوتا
تو جو وعدہ پہ گھر آتا مرا مدعا بر آتا	مجھے شادمانی ہوتی ترا اعتبار ہوتا
کرو غافلو نہ تکیہ نہیں اعتبار دم کا	کوئی کار خیر کر لو یہی یادگار ہوتا

چلو دیکھ آئیں **پرتو** بت رشک مہر کی ضو
جو یہ جلوہ گر ہوا ہے کہاں بار بار ہوتا

مجھے منصرف جواب لب خاموش کیا	آج قاصد کے بیان نے ہمہ تن گوش کیا
فکر رخسار نے زرد کیا ہے دن کا	غنچے نے زلفوں کے تری شکوہ سیہ پوش کیا
مرا ساقی جو لگا ہاتھ سے دینے ساغر	اس حلاوت نے مجھے رند بلانوش کیا

۷۷

دکہہ جائیگا کسیکا کبھی درد سے جو دل
پھر دل کسیکا اوس سے دکہایا نہ جائیگا

پرتو جولات ماریگا دست سوال پر
وہ دل کسیکے ہاتہہ ستایا نہ جائیگا

آغوش سے مرے جو صنم دور ہو گیا
شاید نیا ستم کوئی منظور ہو گیا

چونک اوٹھی خواب مرگ سے مردے مزار میں
نالہ کا شور غلغلہ صور ہو گیا

آتا نہیں نظر جو یہ عاشق کو جیتے جی
کیا عارض نگار رخ حور ہو گیا

جب اوس پری کے وصل سے مایوس جان ہوی
سنگ ستم سے شیشۂ دل چور ہو گیا

خالی کیا جو خانۂ دل رشک مہر نے
پرتو ہجوم درد سے معمور ہو گیا

شیخ کے بخل کو خنجر کے برابر سمجھا
بے جلم حقہ کو میں لاشہ بے سر سمجھا

ترے ابرو کو میں خنجر کے برابر سمجھا
اور مہ نو کو کوئی لاشہ بے سر سمجھا

منہ کو ناصح کے نگر اور کوئی شئی جانا
بند کو کوزۂ شتر کے میں برابر سمجھا

عشق کہتے ہیں کسے اور ہے کیا اوسکا حال
ناصح اتنا تو سمجھ پھر مجھے اگر سمجھا

دل ناداں ترا ناداں ہی رہا ای پرتو
عشق بت کھیل سمجھتا ہے تو بہتر سمجھا

جلکر مزا وصال کا سب خاک ہوگیا
اک شمع وسے ملتی ہی سوزاک ہوگیا

ساقی ترے فراق مین امساک ہوگیا
جام شراب ساغر تریاک ہوگیا

یان شیب آگیا وہان عین شباب ہے
مین سست ہوگیا تو وہ چالاک ہوگیا

مشتاق تکتے تکتے تری راہ آخرش
ای شوخ بیوفا ہمہ تن تاک ہوگیا

اوس گھر کا اب رقیب کو دروازہ منع ہے
ناپاک بر طرف ہوا گھر پاک ہوگیا

اوس سے کیا سوال مکرر جواب کا
قاصد بھی رفتہ رفتہ بیباک ہوگیا

وہ گل جو آیا باغ کتے سارے گل کے کان
چمپے کا منہ بہار مین بے ناک ہوگیا

ہے پائمال خرام تغافل جو مہربان
دل پائمال گردش افلاک ہوگیا

کس مست کی ہی تاک مین انگور چشم شوق
مشہور عام نام جو یون تاک ہوگیا

غم حاصل سرور گلستان دہر ہے
ہسنے لگا جو پھول تو دل چاک ہوگیا

ساقی ترے فراق مین جب جوش مے ہوا
گویا ہر ایک شیشہ کا بس کاک ہوگیا

دل کسطرح سے جان بھی قاتل پہ وار دی
سر اپنا آج زینت فتراک ہوگیا

بھائی ہے سیر سکو جو حمام کی تو یان
دل مین بھر کے کینہ دلاک ہوگیا

جب سے ہی وقف پنجہ جوش جنون عشق
سو ٹکڑے میرا جامہ ادراک ہوگیا

سودائیون کی خاک سے شاید خمیر ہے
دل چاک ای کلال جو یون چاک ہوگیا

اوس آتشین عذار پہ انکہہ اپنی سینک لی	اچھا علاج دیدۂ نمناک ہو گیا
پای نگہ کو خار رہِ رشکِ عشق مین	ای بت ہر ایک ریشۂ مسواک ہو گیا
آخر شبِ وصال قمر وش جو ہو گئی	دستِ جنون سے جیب سحر چاک ہو گیا
پہنچا یا لاکے ایک فرنگن کا آج خط	احسان میرے سر پہ ترا ڈاک ہو گیا

بہنی ہے مہر وش نے سنہری جو پیشواز
پر تو نثار جلوۂ پوشاک ہو گیا

ہمقافیہ بر غزل امیر لکھنوی

ارتباط جسم و جان تہا پہر جدا کیونکر ہوا	صورت دل آشنا نا آشنا کیونکر ہوا
انکہہ سے پنہان وہ نور کبریا کیونکر ہوا	خاک غفلت پر کنار آشنا کیونکر ہوا
ایک شاہ جسکا غم موجب آزار ہے	پہر ہمارا درد محتاج دوا کیونکر ہوا
کیون ندانستہ اوسے نا آشنا کہتے ہین لوگ	ہے اگر نا آشنا ظلم آشنا کیونکر ہوا
ہجر مین سو سو ستم گذرے دل بیتاب پر	ایک مشق نے نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا
ای شہنشاہ جمال و بادشاہ دلبران	تجہپہ جو عاشق ہوا پہر وہ گدا کیونکر ہوا
آپ نے مجہسے لئے صبر و شکیب و ہوش و دل	پہر تقاضا مجہپہ الٹا آپکا کیونکر ہوا
دیکہہ لے میری پریشانی کو اپنی زلف مین	مین پراگندہ کہون کیا کیا ہوا کیونکر ہوا

ہے زبان مدعا خود لال اے آئینہ رو
کچھ نہ حیرانی کی پوچھو کیا ہوا کیونکر ہوا

دلبری کے داؤ سے واقف نہیں ہے یہ اگر
دل ہمارا پھر گرفتار ادا کیونکر ہوا

گر نہیں ہے ناز اوس معشوق کا انصاف کش
بیخطا عاشق سزا وار سزا کیونکر ہوا

طی مرے دل سے کری منزل جدائی کی ہوی
یہ نہایت نرم تہا اتنا کڑا کیونکر ہوا

میری قسمت کی غلط برگشتگی ہے ہمدمو
کیا بتاؤن دشمن جان آشنا کیونکر ہوا

منہ چڑہا آئینہ شاید اوس صفائی حسن کے
ورنہ یہ پتہر کا ٹکڑا خود نما کیونکر ہوا

جب کہا مین نے کہ مجہ سے دلنے کی پہلو تہی
ہنسکے وہ کہنے لگا یہ ماجرا کیونکر ہوا

پوچہتا ہو ہمین یہ دل سے روز فرقت بار بار
یاد ہے کچھ وصل کی اک شب مزا کیونکر ہوا

ایکدم پوچہی زبان تیغ ہی سے سرگذشت
منہ سے قاتل نے نہ پوچہا کیا ہوا کیونکر ہوا

عاشق و معشوق مین تہا جسم و جان کا ارتباط
پہر خدا جانے کہ دم تن سے جدا کیونکر ہوا

کچھ نہیں کہلتا ہے راز بستہ روح و بدن
ظرف روزن وار مین ضبط ہوا کیونکر ہوا

داستان ہجر اک طومار غم ہے الاماں
کیا کہون رنگو مین تم سے فیصلا کیونکر ہوا

نہ غیر یار کوئی اور آرزو رکہنا
قدم کو مستعد راہ جستجو رکہنا

طبیو روغن بادام ہو پیئے تذ مین
رعایت غم خوش چشم چرب خو رکہنا

ہی محتسب کے مکان کا یہی نشان ای آہ | یہاں شیشے سب سر دیوار یاد تو رکہنا
وہی ہے دوست جو غیبت مین اپنا پاس کرے | یہہ کچہہ خلوص نہین پاس مین و برو رکہنا
نہ توڑ دیدہ مشتاق او دہر تار نظر | عسنزیز اوسکو مثال رگ گلو رکہنا
نہ آنو نام کو میر ہون رند توبہ شکن | جو محتسب تجہے ہی درکار ہو وضو رکہنا
بہنگے چشمے مری آنکہہ سے ہی ای گل تر | نہ اسطرح ہوس سیر آب جو رکہنا
فراق یار مین تنہائی و خموشی سے | جو ہمکلام نہو کس سے گفتگو رکہنا
ہی ایک آنکہہ سو وہ بہی نکو رہو اسکی | نہ میرے زخم پہ سوزن پئے رفو رکہنا
بتنگ ہے دل دانا بلاکشون سے مگر | یہہ بہی سبب نہین ساقی ترا کدو رکہنا
بغیر زر کے ہے دشوار سرخروئی دہر | یہہ لال خان جو نہین خاک سرخرو رکہنا
خمار باعث لغزش ہی مستی ہشیار | ضرور تر ہی عصای ید سبو رکہنا
ہو فکر خوبی باطن کی بہرہ کے ظاہر سے | جو رنگ اوڑ ہی تو اوڑ ہی اس چمن مین بو رکہنا
ہی خلق صرف نماز و دعای استسقا | تو کافرون مین مسلمان کی آبرو رکہنا

ہوس جو دید کی پرہو ہی آنکہین کیون ہون
نگاہ شوق پریشان نہ چار سو رکہنا

ہوگا علاج بہول کے گوش صمیم کا | جہونکا چلا ہی تیری گلی سے نسیم کا

ہی صاف آبروی جہان ہو سیلگی	دعوی لب صدف سے ہی دُرِ یتیم کا
ہر روز اک نئی صورت مین ہی ظہور ہر	جلوہ نیا ہی یار کے حسن قدیم کا
وہ سلطنت ہی سلطنت ملک ملک کلم	سلطان کو جسکے خوف نہین ہی غنیم کا
گلشن مین چل رہی ہی ہوا اسکے رنگ کی	کیون زیر ران رنگ ہی گلگون نسیم کا
ان جراتون سے جان یہ میری تو بچگئی	غایت ہی اور کیا دل بیباک و بیم کا
دونون سرای عالم فانی سے چل بسے	بیشک ہے رشتہ دار مسافر مقیم کا
رومال کو سرشک کے موتی عطا کئے	حق نے دیا ہی ہاتھ تجھے بہی کریم کا
فاقون کے مارے ہوکے مرینگے گناہگار	ہوگا اگر نہ فضل غفور الرحیم کا
یہہ تین حرف حاصل ام الکتاب ہین	مضمون ہے بسیط الف لام میم کا
کب ہے سبب زبان قلم مین شگاف ہے	واصف ہے اوس نگار کے لعل و نیم کا
تجنیس سحر گلبدنان سے ہی ناک بند	احسان نہین ہی قوت شم پہ شمیم کا
حسن مصاحبت نے یہہ پایا بڑہا دیا	عالم ہے دست بوس تمہارے ندیم کا
ہوتے ہین خدائی تصدق اگر تو نہین	ہوگا لقب حرم ترے گہر کے حریم کا

پرتو ہے امر زمانہ کی حکمت ہی دیدنی
لائق ہے ہر طبیب خطاب حکیم کا

مطلق نہین ہے زیر و بہر و سا مزاج کا
دیکھو رکھو نہ کل پہ کوئی کام آج کا

ہون وہ مریض عشق لب شکّرین یار
طفلی سے ہی مزا مجھے مصری علاج کا

اونچا جنون اہل دول سر سے ہو گیا
حیوان ہما کا بہہ ہوا سر تاج تاج کا

حاجت ہر ایک صاحب دولت کو بھی ہے یان
محتاج بادشاہ ہے نقد خراج کا

ہم مست فکر ساقی گلگون عذار ہین
کسکو ہی اشتیاق شراب زجاج کا

دل لگا بات بات مین ٹوٹا خدا کی خیر
کیا یہہ بنا ہوا ہے خمیر زجاج کا

یہہ جسم خاکی خاک رہ عشق یار ہو
ہر دم بیان خیال رہے امتزاج کا

ہر دل مین گنج خصلت قارون سما گیا
باطل ہے نقش داد و دہش کے رواج کا

جس منہہ مین ورد ہی سخن حفظ آبرو
بھاتا ہے گا زخم لب احتیاج کا

اس سال ابر دیدۂ **پرتو** کو کیا ہوا
مدراس مین جو قحط پڑا ہے اناج کا

کر دیگا عتاب خاک تیرا
جل جائیگا دردناک تیرا

ہم تاڑ گئے ہین ای ستمگر
تاڑے تیرے تپاک تیرا

گر خاک شکستہ دل سے بن جائے
ٹوٹیگا کلال چاک تیرا

چاک جیب سحر کا ای مہر
مشتاق ہے سینہ چاک تیرا

ساقی کی سلامی تو یہ چل جائے	ای شیشہ اوڑا دون کاک تیرا
اوسے جتنے دئے ہین لے لے	ہو جائے حباب پاک تیرا
بتلائے اگر سحر شب وصل	سر توڑونگا ای کلاک تیرا
ڈاکو کی طرح سے لوٹ ڈالون	خط لائے کوئی جو ڈاک تیرا
بیداد رہے جو یون ہی تیری	عاشق ہوگا ہلاک تیرا

پرتو کو نہین پسند ہشیار
تکتا یہہ کسیکو تاک تیرا

ہے عکس سے یار ہر اک چہرہ کا	سراسر بنا روشنی مین بہبو کا
او سے روزن در سے جھانکا جو مین نے	کیا بند ظالم نے اپنا چہرہ کا
تمہین چڑھ ہے گر پیار کے مانگنے سے	کہو پیار کیون مانگتے ہو مٹھو کا
ہوا قطرے قطرے یہ یاقوت کا خون	گل اندام نے ہان کہا کر جو تہو کا
ابھارا اوسکے جوبن کا قیامت میری	پکا آم تو غل ہے کوئل کی کو کا
گنہ کسقدر روز ہوتے ہین لیکن	وہ رکھتا نہین اپنے بیندے کو بہو کا
نگاہ طلبگار کیونکر نہ جل جائے	کہے وہ پری رو سراپا بہبو کا
شب وصل گردون سے نیچے پرے زیر پرے	کسیکا کباد وہ کسیکا شلو کا

تری انگیا کا کہو کرو یاد آیا — جو کانسا جہہا پاؤن مین گہو کرو کا

کہا یار نے ہوش مین آکے یہ لو
کہ خوب آپ نے زہر اوتارا جہو کا

بڑا حق اگر ہے پسر پر پدر کا — تو چہوٹا ہی کچہہ ہے پدر پر پسر کا

نہین رنج قاتل مجہے اپنے سر کا — بڑا بوجہہ دوش سے بارے سر کا

نہو تو کہین غرق بحر تفکر — نہ پوچہہ آشنا ماجرا چشم تر کا

پسر مولوی کا ہی جاہل تو کیا فخر — کہ ملتا نہین علم والدین ترکا

اگر دل ہے کعبہ تو پہر جان لینا — گرا وسہین سویدا عوض ہے حجر کا

جو ہو دین دنیا کے ہمرہ تو کرتا — نظارہ ادہر کا تصور ادہر کا

جو تا تہہ آنے رومال میلا تمہارا — بناؤنگا پہاہا مین زخم جگر کا

یہہ انداز دست جنون کا ہے کسکے — گریبان پہٹا ہی تہا ای سحر کا

برای خدا تیرے قربان قاتل — کوی تیغ ابرو کا اور ایک تیر کا

گیا گو دسے جب تو پہرو ہ نہ آیا — ستم ہی کیا تو کیا کسقدر کا

بحکم کہا ہے بیانِ صغیرا
بڑا حق ہے یہ تو پسر پر پدر کا

بشر کا تو بہ نعوذ باللہ شر سے خاک اعتبار ہوتا
مگر یہہ ممکن ہے بی تامل خراب و بدنام و خوار ہوتا

یقین ہے مانند بو کے ہوتا ہوا ہی رنگ بہار گلشن
گلون سے وقت خرام وہ گل صبا جو یکدم دو چار ہوتا

جو دھیان اوس شعرو کا ہوتا فراق مین وجہ جوش گریہ
نکل کے انکھون سے قطرہ قطرہ سرشک کا خود شرار ہوتا

خیال تیرے عذار گلرنگ کا اگر رہتا رفتہ رفتہ
مرا دل داغدار اوگلبدن سراپا بہار ہوتا

سنور رہے ہین جو اوس سے پرتو پری عذارون کی روز زلفین
جو گرتا شانے کے چاک سے سیل زہر دندان مار ہوتا

قصور کیا ہے مری خطا کیا یہہ بی سبب کا عتاب کیا
کہو رکاوٹ یہہ ہمسے کیسی یہہ غصہ ہمپر حجاب کیا

داغ جگر ہین کباب جلکر کنار رو سینہ مین گرم مجمر
فراق ساقی مین بہہ گیا سر سرور جام شراب کیا

کیا ہی از خویش رفتہ بت نے دکہا دکہا کر جمال رعنا

کیا نہین عشق گلعذار عبث
دل مرا ہو اسے قرار عبث
روزن در سے او گئین انکہین
شکوہ درد انتظار عبث

خدا ہی جانے مجھے خبر کیا ثواب کیسا عذاب کیسا

تری گلی کی ہے خاک تن پر ہوا ہون مشہور خلق مجنون

یہی ہے عزت یہی ہے شوکت کہا انکا خلعت خطاب کیسا

وہ بد جو اوسکو نہین گوارا وہ نیک ہے جو پسند آیا

یہی ہے **پرتو** مرا طریقہ پہر اور اچہا خراب کیسا

ہمقافیہ غزل جناب میر حیدر علی آتش لکھنوی

اکیلے گہر مین ہمنے سینہ چہو نیکا محل پایا
گیا رنج دو عالم دل سے اسمین پاؤن کیسے ہیں
شکار دل کیا پہلو مین رہکر چشم جانان نے
رسائی خط کی زلفون سے بہی پیچھے ہو گئی آخر
گنہ جب آگیا ہے صادر ہوا بس رو دیا مین نے
کسی مظلوم پر بہی رحم کچھہ آتا نہین تجھکو
چہڑا یا جب اجل کے تفرقے نے مجہہ سے عاشق کو
سراسر زخم کے انگور سے مجھکو ہوا ثابت
نظر کی جسنے ہنگام جمال آئینہ رو یاں

کسیکے سر و قد سے گلشن عالم مین پہل پایا
ترے ایوان عالیشان کو عشرت محل پایا
ہرن جسکو بتاتے ہین وہ سے گرگ بغل پایا
حلب کی فوج نے اچہا ختن مین بہی عمل پایا
ہوا میلا جو دامان نظر فی الفور کلپایا
کہان سے آشنا پتہر کا کلیجا ای اجل پایا
وصال حور جنت مین ہوا نعم البدل پایا
کہ صاحب کی عنایت سے نکلواروں نے پہل پایا
مرے ہر عضو کو تصویر کے مانند شل پایا

ہمقافیہ غزل از جناب [illegible] لکھنوی

نہیں ہوتی کبھی راحت نصیب مردم آزاران
یہاں اکثر دغا بازون کی صحبت مین خلل پایا

کیا کرتے ہو جو مجھ سے وصل مین کیون پیچ کی باتین
زبان نے مستعار اسی پر کیا زلفون سے بل پایا

جبینی افشان جو اوس نے زلفین تو ہو گیا روشن
سواد ہند مین گورون کے لشکر نے عمل پایا

کسی اک پیچ سے جاتا نہیں ہے پیچ بالون کا
سر آر دیکھو ہر چیز نے بے طرح بل پایا

دم گریہ لگا ہونٹون مین جو اوسکا روی خندان ہے
شگفتہ چشمہ جاری مین اسی پر تو کنول پایا

ہمقافیہ بر غزل جناب میر حیدر علی آتش لکھنوی

زبان تیغ سے ہمنے جواب برمحل پایا
سوال بوسہ پر نخل ستم کا سر کو پھل پایا

جو کچھ پایا جوانی نے تمہارا برمحل پایا
لبون نے رنگ اور زلفون نے سینے نے بل پایا

فراق یار جگر مین مژدہ وصل اجل پایا
مقدر کے فدا ہمنے عجب نعم البدل پایا

جگہ ہے دیدہ اغیار مین صد مرحبا اسکی
تن لاغر نے میرے خوب ہے کو محل پایا

رہے شب ہر ہمارے طالع بیدار کے جلوے
کسی شب قمر کو خواب مین زیب بغل پایا

لگایا خال عنبر ابروی پرخم مین اوس بت نے
الٰہی غدر ہے یہ عید کے کعبے مین محل پایا

وہی ہے سمت کا رد ہے اگرچہ سالہا گذرے
نہ پایا تھا مزاج یار لیکن آج کل پایا

نکالی جبکہ قاتل نے تو اک عالم کی ثوابی
نیام تیغ کو بس برقع رد اجل پایا

گیا اک ماہرو بر سے تو اک خورشید رو آیا
بغل نے انقلاب چرخ سے نعم البدل پایا

پہون کو دیکھہ کر اوس قد موزوں کی ادا نے
نہال قامت سرو خرامان نے یہ پہل پایا

گریبان کو مرے رشتہ رہا صحرا کے دامان سے
برا ہو ضعف کا دست جنون کو اپنے شل پایا

ہوس دیدار کی بر روز رہی جب وہ مقابل تہا
مجہے غش آگیا حسن مقدر کا خلل پایا

ہوا دم بند زنجیر و کمند و تیغ و خنجر کا
پریرو جب سے تیرے ابرو و گیسو نے بل پایا

ہمیشہ جلوہ لخت جگر ہی دیدۂ تر مین
شگفتہ ہمنے اس چشمہ مین اک تازہ کنول پایا

یہان بعد خرابی مال موذی ہاتہہ آتا ہے
جو اوجڑا خانۂ زنبور لوگون نے عسل پایا

ترے دیوانے کا اقبال ہے یہہ دیدنی ایجان
بیابان قیس سے فرہاد سے جبر اجبل پایا

بگاڑا ابرو کو او دنیا بی جان مجنون نے
سراپا ہمنے اس کمبخت دل ہی کا خلل پایا

تری منزل کو ای خورشید اوج حسن پرتو نے
کبہی بیت الشرف پایا کبہی برج حمل پایا

ہی آجکے دن وعدۂ دیدار کسیکا
ہون صبح سے بیطرح طلبگار کسیکا

رستہ لیا ہمت نے ہی شام شب فرقت
مشکل مین نہین کوئی مددگار کسیکا

کچہہ سوز الم ہی ہی مرے دیدۂ تر مین
کچہہ گرم ہی کچہہ سرد ہی بازار کسیکا

کیا فکر جو اس سال کی ہی دہوپ بہت تیز
سر پر ہی مرے سایۂ دیوار کسیکا

۸۹

اکبار ہے سینے مین نظر آتا ہی پہر کیون
گر چاند نہین ابروی خمدار کسیکا

ملکون سے مری آنکہون نے دیکہی جلش خار
دیکہا نہین جب سے گل رخسار کسیکا

گلگشت کو آوے گل کی ہی لالہ کی مجہے سیر
گلزار کسیکا ہی تو کہسار کسیکا

سودا ہی طبیبون کو جو منظور ہی درمان
میرا دل دیوانہ ہی بیمار کسیکا

بیگانہ عالم ہی یگانہ ترا ای جان
عاشق جو ترا ہی وہ نہین یار کسیکا

کیفیت دنیا سے نہین مجکو سروکار
ای ساغر جمشید ہون سرشار کسیکا

پہر بنتی ہے کیون اوس بت طناز سے **پرتو**
ناز آپ اٹہاتے نہین زنہار کسیکا

مردم چشم تصور ہی جو چہرا تیرا
سحر و شام مین کرتا ہون نظارا تیرا

عاشق زار ہون ای شاہد رعنا تیرا
جلوہ دکہلا کہ ہون مشتاق نظارا تیرا

جان دیوانہ کو مبہوت بنا رکہا ہے
ای پری ہو گیا جس روز سے سایا تیرا

حسن خوبونکا جو تل جاے ترے حسن کے سات
چشم انصاف مین بہاری رہے پلا تیرا

یون جو ہی گا تری محبت تجہے بیدردو دلستان
ہو دل زار کہین حال نہ بتلا تیرا

رنج دیتا ہی تقابل مجہے اوس سینے سے
دیکہہ نارنج نکالون ابہی کہتا تیرا

سن تو ای کان جواہر نہین الماس سے کم
مری ان آنکہون مین ڈیمان کا اکا تیرا

عاشق و معشوق میں ہی فرق پرتو کسقدر
بیوفائی گل کی دیکھی اور وفای عندلیب

سو جان سے ہر دل ہی خریدار محبت — کیا چار طرف گرم ہی بازار محبت

چھپتے ہیں چھپانے سے بہی اسرار محبت — پیدا ہیں ہر چہرہ سے آثار محبت

خود دال ہی تیشہ زنی کوہکن اسیر — اظہار محبت میں ہی انکار محبت

غم اوسکا فلاطون زمانہ ہی مقرر — ہوتا ہی علاج دل بیمار محبت

اس سے تو فرشتوںکو ہی دشوار ہی بچنا — کیونکر نہو انسان گرفتار محبت

کیا خون تمنا سے سرسبز ہی اسکی — پہولا ہوا دیکھا نہیں گلزار محبت

گو کوہکن و قیس نے دی جان پر اے دل — پروانوں سے سیکھے کوئی اظہار محبت

لب شکر سے ہوتے ہی نہیں بند کوئی دم — ہی ہر دم زخم نمکخوار محبت

گر زلف سے چھوٹے تو ہے پیچ میں غم کے — چھٹتے نہیں زنہار گرفتار محبت

دن کو طپش اور منتظری رات کو پرتو
مکشوف ہوے مجھ سے یہ اسرار محبت

مجھ سے جو غیر ہو تو کرو جستجوی دوست — آتی ہی پیرہن سے مجھے اپنے بوی دوست

کہتے ہیں دلکو غنچہ گلزار کوی دوست — ہی بند اسمیں لیکے سویدا بوی دوست

یان دل کے آئینے ہی مین ہر دم ہے روی دوست
مجنون نہین ہو نہین جو کرون جستجوی دوست

تان ہمنشینو سن لو وصیت یہی ہے ایک
لاشہ مرا لحد مین رہے روبکوی دوست

تا زندگی نہ فرق ہوا اس اتحاد مین
ہے جسم دل مرا تو ہے جان آرزوی دوست

آواز اپنی دوست کی آواز ہے مجھے
کانون مین یہ بھری ہوی ہے گفتگوی دوست

ہر اشک آنکھ مین گہر آبدار ہے
ہر حال مین ہے مد نظر آبروی دوست

ہون شاکی رقابت جذب کمند عشق
کھینچا نہ ایکدم بھی مجھے اپنے سوی دوست

پھانسی ہے میرے حق مین گلو بند سر بسر
سردی کی فصل مین جو ہے زیب گلوی دوست

دشمن سے انتقام کا **پرتو** نہو خیال
منظور چشم عشق رہے حسن خوی دوست

ہے بوی یار سیر بہار چمن عبث
ہے زلف مشک ریز ہے مشک ختن عبث

شیرین کی آرزو مین ہوی تلخ زندگی
آخر کو اپنی جان سے گیا کوہکن عبث

جسکے دہن کے ہوتے ہی مین جب کلام ہو
پھر ایسے بے دہن سے ہوا ہے سخن عبث

ہے اپنا جسم بے حرکت تیرے دور مین
کہتا ہون ای پری مین تجھے جان من عبث

وہ بانکپن کہان ہے وہ اٹھکھیلیان کہان
چلتا ہے آسمان کسیکا چلن عبث

انکی قبا مین بھی ہین گریبان کے میرے چاک
ہستے ہین حال زار پہ گل پیرہن عبث

اک ماہرو کے ظلم ہیں ہر شب نئے نئے	دیکھے رہا ہے پھر مجھے چرخ کہن عبث
ہے زیور و لباس کا بار گران پسند	ہم تجکو یار کہتے تھے نازک بدن عبث
خود دولت جمال سے قارون حال ہے	رکھتا ہے دل میں زر کی طمع سیمتن عبث

اک جان ناتوان پہ یہ دو بار تھے
پرتو فراق یار میں فکر سخن عبث

وہ خفا ہوگا نہ کھینچ اے دل ناشاد عبث	تری فریاد عبث شکوۂ بیداد عبث
تیغ افکار حوادث سے کٹا جاتا ہوں	ای فلک ہے تو مری جان کو جلاد عبث
اک پریزاد کا غمگین ہوں او رہ جائیگا نقش	کھینچتا ہے مری تصویر تو بہزاد عبث
صید کی فکر میں ہو جائیگا خود صید اک دن	فکر نخچیر عبث ہے تجھے صیاد عبث
سخت جانو نکا نہ اک معرکہ مارا تو نے	سختیاں ہیں تری اے خنجر فولاد عبث
اگر آ جائیگا وہ سرو تو گر جائینگے	اپنے عالم پہ بہت تنتے ہیں شمشاد عبث
یہ وہ ہے دور کہ یک لحظہ نہ تر ہو ہرگز	خشک ہوتے ہیں ہزاروں لب فریاد عبث
کہیں خاکی سے پریزاد کا بنتا ہے نباہ	دل ہوا فکر پریزاد میں برباد عبث
بھول جاتا ہے ادھر سے اسکو جو بھولا ہو	کرتے ہیں دوست فراموش کو ہم یاد عبث
یہ بھی اس طرح کے چرخ ہیں انہیں کیا قدرت	آسمانوں سے کیا کرتے ہیں فریاد عبث

اپنی خدمت مین تو صاحب کوئی رکھتا تھا
بندگی سے کیا تمنے ہمین آزاد عبث

لطف تھا ہوتا اگر وصل صنم پیش وصال
جان شیرین سے ہوا تلخ تو فرہاد عبث

راست یہ ہی کہ ہی پابند تکبر پر تو
شعرا کہتے ہین شمشاد کو آزاد عبث

ہمقافیہ بر غزل امانت لکھنوی

دلکو مقابلہ ہی نگاہ بتان سے آج
تاب نظارہ لاؤن الہی کہان سے آج

بیمار پرسیان ہین زبانی رقیب کی
حضرت کو رحم آیا ہی اتنا کہان سے آج

بی اختیار ذوق اسیری نے کر دیا
کہتا ہون مرغ دل کو ہی صیاد سے آج

ہر بات پر نگار کی سوجھی ہی کسطرح
نخرہ یہ سیکھ آئے ہو صاحب کہان سے آج

اسکا نواب پائیگا فردای حشر کو
ای آسمان ملا ہی مجھے دسمہ مہربان سے آج

کس لا زن ہی تیغ کہ نیدلی حق ہو نہوئی
دل ہامم کر تڑپتے ہین بیحرمتان سے آج

ہر روز آج ہان جو ہی کل پھر نہین ہی
مانونگا مین نہین تری حجتی زبان سے آج

ای جان جان وصال جو ممکن نہین ترا
در گذرے بس فراق مین ہم اپنی جان سے آج

گلگشت گلستان کی کر و صورت نسیم
مجھ ناتوان کو خوف نہین باغبان سے آج

ای زہرہ وش ترے دہن سے بہت دون سے کان کو
اک آدہ چیز ہو تری میٹھی زبان سے آج

بی اختیار شوق ہوں تیرے لباس پر — طوفانی کشتی صبر کی ہی بادبان سے آج

ہی اوسکی چال یا غضب چلتا ہوا ستم — شمشاد پائمال ہیں سرو روان سے آج

کس فکر نے کیا ہی تمہاری زبان کو بند — کچھ بولتے نہیں ہیں جو صاحب زبان سے آج

برسات کے ہیں طور کچھ اندیشہ کا ہے — تشریف لیکے جائیں نہ میرے مکان سے آج

گردو نیہ کون عاشق دندان یار ہے — موتی برس رہے ہیں جو یوں آسمان سے آج

کل ای چمن بہار ہوگا تو سرخرو — گھبرا نہ زرد روئی جو رخسار خزان سے آج

یہ اور تیری مانگ ہے ارض و سما کا فرق — ہمنے ملا کے دیکھا اوسے کہکشان سے آج

ہمراہ ازدحام ہی لشکر کی طرح سے — آتے ہیں تیر کتنے بت غمزہ دشمن سے آج

دکھلانے تیغ کو تیغ زبان سرخ — خونخوار کا نہ خون ہو کہیں بگمان سے آج

پرتو سے اتفاق کے پردہ میں ہی نفاق
یہہ تازہ اتفاق نکالا کہان سے آج

ہمقافیہ بر غزل امیر

ہی رات وصل کی کہیں نہ دکہائی صبح — جز صبح حشر صبح نہوای خدای صبح

عاشق کے دل دکہا ئیگی کیا خوب ہی سزا — جنت میں کوئی بیر نہو گا سوای صبح

ہنگامہ شباب ہے پیری میں سر و تر — ہوتی ہی سر درات سے تیشکر ہوای صبح

زلفوں کو یوں جھٹکا کے نہ زنجیر کھینچ دے
ہونے لگے نہ شام ہی پیدا بجائے صبح

کرتا ہوں سوتے وقت خدا سے یہی دعا
منحوس کوئی شکل نہ مجھکو دکھائے صبح

کیونکر نہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہو تاثیر شب فراق
ہم شام ہی سے روتے ہیں ہر شب بجائے صبح

چھپتے نہیں ہیں کام کوئی فصل شیب کے
ہر اک پہ آشکار ہے سب ماجرائے صبح

گر سینہ ریش ہو کسی بچھڑے کی نہیں
پھر کیوں شفق کے خون میں تر ہے ردائے صبح

ہوتی سیاہ یوں نہ ہو بھر شیب میں سفید
جب شب لگا گئی تو دیا زخم ہائے صبح

ظالم جو سو گئے ہیں تو سوئیں حشر تک
فتنہ کی طرح انکو نہ اگر جگائے صبح

پیری پہ آرزو کا بر آنا ہے منحصر
ہوتی ہے مستجاب ہمیشہ دعائے صبح

جو جوت بو لیتے ہیں سحر گاہ بہر نان
تنور آفتاب میں انکو جلائے صبح

آرائشیں جوانوں سے بوڑھوں کو کہاں زیاد
سرخ و سفید رہتی ہے اکثر قبائے صبح

آتی ہے دوڑ دوڑ کے پرتو شب وصال
دست جنوں سے توڑ دوں کیونکر نہ پائے صبح

خون سے میرے ہوا ہے خنجر دلدار سرخ
چشم جوہری ہر رنگ دیدہ ہشیار سرخ

آنکھ اوس گل رو کی غصہ سے ہوئی ہے لال ہائے
آتش گل سے ہے چشم نرگس بیمار سرخ

عہد میں اوس بت کے ہولی نے جمایا ہے یہ رنگ
ہو گیا ہے شیخ جی ہر کا فرو دیندار سرخ

کیا کہیے بات وصف لب لعل یار کی
ہمرنگ لعل ہو گئی پرتو زبان سرخ

گشت خون سے دم ہوئے لاکھوں ہزار بند
کھنچتی ہے یہ تصور اوسکی چشم مست کا
مین بھی کر لونگا نظارا دیدۂ دل سے ضرور
روز اک دستار باندہی باندہتی رہن می
دیکھنا ہاں گر کبھی برو تمہارا درمیان

راندہ رہتی ہین آنکھین یار کی تلوار بند
غم نہین اسکا جو ہو جاتے در خمار بند
فکر کیا ہو جائین گر سب روزن دیوار بند
شیخ جی پیر مغان کے ہو گئے دستار بند
والدین تمہارا اپنے ہاتھ سے تلوار بند

کیون نہو پرتو تجھے دیوار کا اوسے یقین
جب نہ تب رہنے لگا ہی اب در دلدار بند

اوسکا وہ آغوش سے جانا اگر آتا ہی یاد
ہجر کی شب مین اگر نور سحر آتا ہی یاد
گر تجھے زاہد کسی مسجد کا در آتا ہے یاد
اوس سرو کا خرام ناز اگر آتا ہی یاد
چاک کرتا ہون مین اپنا سینہ مانند کتان
آمد و رفت نفس مین تیغ کے رگڑتے ہین صاف

ساتھ ہی مجکو بھی اپنے سے سفر آتا ہی یاد
خندہ اوس خورشید وش کا سر بسر آتا ہی یاد
مجکو بھی اپنے بت کافر کا گھر آتا ہی یاد
ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہون میرا سر آتا ہی یاد
ہجر کی شب جب رخ رشک قمر آتا ہی یاد
غنچۂ ابرو بت قاتل کا گر آتا ہی یاد

آسمان پر گر کبوتر کوئی آتا ہی نظر
تو وہ مجھکو اپنا مرغ نامہ بر آتا ہے یاد

اسلئے گلزار مین دیکھا نہین گل کیطرف
مجھکو ای بلبل کسیکا روی تر آتا ہی یاد

روز بہی ہے رنگ شب تاریک آتا ہی نظر
ہای جسدم مجکو وہ نور نظر آتا ہی یاد

اضطراب دل گرا دیتا ہی مجہپر بجلیان
ہجر مین اوس شوخکا خندہ اگر آتا ہی یاد

بے سبب روتا نہین مین بلبلون کو دیکہہ کر
ایکبحر حسنکا جوبن مگر آتا ہی یاد

دیکہنا ہی ہوگیا چاک قبا کا وجہ غم
سینہ پہٹتا ہی کسیکا چاک در آتا ہی یاد

ہم بہی ہو جاتے ہین اپنی زندگی سے بس خفا
جب ترا وہ روٹہنا ای فتنہ گر آتا ہی یاد

وحشت مین ٹکرا رہا ہون سر زمین پر الحذر
کیا کسیکا ہی مجکو سنگ در آتا ہی یاد

طایر دلکو ہجوم رنج ہی ہوتا ہی دام
اوس پری کا گیسوی مشکین اگر آتا ہی یاد

تازے ہو جاتے ہین پہر زخم جگر ہی عمر
جب کسی سفاک کا تیر نظر آتا ہی یاد

چلکے سنگ آستان یار سے ٹکرائینگے
اک یہی ہمکو علاج درد سر آتا ہی یاد

شام سے تا صبح روتا ہون منہ کو ڈہانپ کر
تیرا بردا جبکہ اور رشک قمر آتا ہی یاد

ہم بہی بیخود آپ اپنے سے ہو جاتے ہین بس
یار کا اندازہ رفتن اگر آتا ہی یاد

جسمین آتا ہی کہ پرتو سر کے ٹکرے کیجئے
وصل مین جہنجلا کے کہنا ہای گر آتا ہی یاد

ہی جو صرف صفت روی کتابی کاغذ	پر فضا ہی رونق باد بہاری کا غذ
وصف منظور ہی اوس غیرت شیرین کا مجھے	مانگ لاؤن ابھی فرہاد سے مصری کاغذ
شعر ہین وصف مین اوس دستِ حنائی کے رقم	نظر آتا ہی لگائے ہوے مہندی کاغذ
گلعذاروں کی صفت سے یہ بھرا ہی سارا	مول لونگا یہ دیوان گلابی کاغذ
یہ مقدر کا گلہ ہی کوی بات او نہین	میرے نامیکو سمجھتا ہی وہ ردی کاغذ
خط و لب کی ترے تعریف مجھے لازم ہے	لال دو چار ہون دو چار ہون دھانی کاغذ
مسی آلودہ لبون کی ترے لکھی جو صفت	ہی سیاہی سے لگائی ہوے مسی کاغذ

اب بسنت آئی ہے مضمون جو لکھنا ہو تو
کسی رنگریز سے رنگوا ئیے گیندی کاغذ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ہاتھ مین لا کے جو دے قاصد دلبر کاغذ	ہو عصا آج یہ طالب لاغر کاغذ
گل عارض کے ترے وصف جو لکھے ہمنے	ہوا خوشبو ورق گل کے برابر کاغذ
تا ہو جاوے دل اوس پردہ نشین کا میلا	خط لفافے مین لفافے کے ہی اوپر کاغذ
حال بیماری غم اوسکو دکھایا لکھکر	عالم ضعف مین ہی چادر بستر کاغذ
پاؤن مین اوسکے ابھی سونے کے سیجن ڈالون	سیم اندام کا لائے جو کبوتر کاغذ

فیض بخشون ہی کے قسمت ہر طرف کی بار ہی
کب کوئی بہتر لگانے بے ثمر اشجار پر

ہین یہان ایذا دہندون ہی کو پرتو راحتین
باغبین پڑتی نہین ہی چشم گلچین خار پر

اے جنون داغ جلا کے ہین نمایان سر پر
سیر کی جا ہی کہ ہوا لالہ ہی گلستان سر پر

لئے پہرتا ہون تصویر حسینان سر پر
کیا طلسمات سے پیدا ہی پرستان سر پر

دل عاشق کو کیا کرتے ہو کاکل مین اسیر
واہ تعمیر ہے کیا خانۂ زندان سر پر

دیکھئے شوق شہادت ہی کیا سنگ قاتل
قیس کا آپ لئے پہرتا ہون سامان سر پر

روز فرقت تو بصد آفت و مشکل گذرا
اب اٹہا لی ہی بلا ای شب ہجران سر پر

ہی یہ تعبیر کہ ہونگا مین سراپا زخمی
پڑ گیا خواب مین جو سایۂ مژگان سر پر

ہون جو آوارہ تصور مین کسی لیلا کے
پاؤن مین خار ہین اور خاک بیابان سر پر

پاس صیاد کا مجھکو ہے فقط ای **پرتو**
ورنہ نالون سے اٹہا لون مین گلستان سر پر

نقاب سہانی ہے رخ رنگین پر فن پر
کر جائی ہی گستا ای عندلیب زاغ گلشن پر

نظارے اوس پریرو کے مین موقوف اسکے روزن پر
نکیون پہر قہقہہ دیوار کا ہو ہو چلمن پر

ہما جب عکس دندان دیکہکر آئینہ مین وہ بت
ہوا ثابت کہ بجلی گر پڑی ہیرے کے معدن پر

عداوت چرخ کو ہوتی نہین اے دل کسو سے
نہین پڑتی ہی آفت برق کی زنہار گلشن پر

رولاتا ہی مجھے اے دل کسی مطرب پسر کا غم
گمان اوس گن کا ہوتا ہی مرے فریاد شیون پر

کسیکے زلف کا کشتہ ہو یہ اوسکی نشانی ہے
کہ یہین کہولے ہوے رہتے ہین افعی پیر مدفن پر

جلاتا ہی دل عاشق کا لا کیگا بلا ظالم
مقرر آتی ہی ہر صبح آفت شمع روشن پر

جلایا آتش ہجران نے مجکو اک فرنگن کے
گرائیگی کسیدن آہ اپنی برق لندن پر

جلایا چاندنی کو اپنی آہ گرم سے نے پرتو
شب ہجران گرائی برق ہمنے مہ کی خرمن پر

ابرو کی فرد فرد ہی روی جناب پر
صدقے ہزار جان سے اس انتخاب پر

وصف ایسے خوش جمالون کے لکھے کہ واہ واہ
خورشید چرخ غش ہی ہماری کتاب پر

ہوتا ہی گل ہی سبزہ یہ ثابت ہوا ہے مجھے
دیکھا جو خط سبز عذار جناب پر

بلوس جو چرخ حسن کے ہاتھو نہین دیکھا کر
آتا ہی رشک ماہ کو جام شراب پر

رکھتا ہی چرخ عاشق و معشوق کو جدا
آتا ہی حیف اس ستم انقلاب پر

ہوتا ہی شبہ یار کی تصویر کا مجھے
مانی لعبتہ ورق آفتاب پر

اوس بحر حسن کا ہی یہ جوبن ابہار مین
یا اولٹے دو پیالے دہرے ہین یہ آب پر

اب بجلیان ہی گرتے ہین بجلی ہو دیکھنا
ہنستا ہی تند خو وہ مرے اضطراب پر

مشاطہ گوندہتی ہی جو چوٹی مین یار کی
آتا ہی رشک مجکو نصیب گلاب پر

گریان ہے ابر ہی تپش برق پر فلک
روتا ہی اکجہان مرے اضطراب پر

پرتو ہماری بزم سے کمظرف دور ہین
آتا نہین خیال ہی جام حباب پر

خاک دیکہون ہر کسیکو روی جانان دیکہکر
انکہہ تارون پر نہ ڈالو ماہ تابان دیکہکر

زہر کہا جاتے ہین افعی زلف پیچان دیکہکر
زرد ہوتا ہی زمرد خط جانان دیکہکر

بحر گر فریاد کرتا ہی زبان موج سے
ابر شرمندہ ہے میری چشم گریان دیکہکر

کیا عجب ہے اس برس موتی اگر مفقود ہون
خشک نیسان کا ہوا منہ اسکے دندان دیکہکر

خون رلواتا ہی مجکو دیدہ ناسور سے
آسمان ہمصورت سوفار خندان دیکہکر

اشتیاق قتل مین جامہ سے مین باہر ہوا
آج ای قاتل تری شمشیر عریان دیکہکر

ہوتی ہی راحت پس ایذا مقرر دہر مین
دیکہینگے دو تسرا آیا رزندان دیکہکر

دو بجہا کر آب گل مین طوق ہی ہنگرو
ہون جنونی حلقہ گلزار جانان دیکہکر

جان لے میری پریشانی علی ہذا القیاس
آئینہ مین صورت زلف پریشان دیکہکر

خون آلودہ ہی ای پرتو ہر اک گل کی قبا
مشک ہوا گنج شہیدا انکا گلستان دیکہکر

ہی کیا بہار داغ مرے جسم زار پر
ہوتا درخت گل کا ہی شاخ چنار پر

سرمہ غضب ہوا صف مژگان پر — ظالم نے دو دہری باڑ لگائی کنار پر

کاجل لگا ہی ابروی خمدار یار پر — سید ہی تیغ ظلم ہمارے شکار پر

سبحہ ہی یہ اشک کے نہیں قطرے شب فراق — موتی ٹکے ہوے ہین گریبان کے تار پر

مسی سے ہو گئی ہین سیہ دانت یار کے — نیلم کا ہی گمان گہر آبدار پر

رویا جو یہ تو اوسکے نہ اک گل کھلا — پڑ جائے میرا صبر اس ابر بہار پر

مرغ دل اپنا اوسکے سراپا مین پہنس گیا — دہوکا قفس کا ہی مجھے تصویر یار پر

ہوتی ہی قدر شیب مین افزون شباب سے — فصل خزان کو فوق ہے فصل بہار پر

اللہ رے حسن آنکھیں لگا چوندہو گئین — جلتی ہی برق طور سراپای یار پر

ہو کر نگر مری سحر وصل رہ گئی — گھونگھٹ رخ عروس شب انتظار پر

ہی بحر حسن جوش پہ اوس رشک مہر کا — مانند بلبلون کے ہی جوبن ابہار پر

روتا ہی ابر دیدۂ پر آب پر مرے — بجلی تپان ہی حال دل بیقرار پر

عاشق ہمارا صورت گل خندہ زن رہا — تھا نشاں خار گل کا گمان نخل دار پر

ہر لحظہ دل کو کاکل جانان سے ربط ہے — رہتا ہی خوف نای نہ چڑہ جای دار پر

گوہر کے بدلے دل ہے مرا اسکے بالے مین — تہیکا ہی عندلیب کا سوراخ مار پر

اوس لالہ رو کے عہد مین یہ انقلاب ہے — بلبل نے آشیانہ کیا کوہسار پر

رشک ہے مجھے زمردین بالیکا عکس ہے	یا خط سبز ہی گل رخسار یار پر
ثابت ہوا یہہ خال تہ زلف سے مجھے	حملہ ہی حبشیونکا مقرر تتار پر
چون گوش روزہ دار پر اللہ اکبرست	اسطرح اپنے کان ہین آواز یار پر

مژگان جنگجو کا جو پرتو کو دہیان سے
بیک خیال چلتا ہے خنجر کی دہار پر

اوڑہ جاے رنگ گل رخ جانان کو دیکہکر	مرجہاین غنچے اوس لب خندان کو دیکہکر
دیکہون چمن کو کیا رخ جانان کو دیکہکر	کانٹون کو دیکہونگا گل خندان کو دیکہکر
پڑہنے لگا مین سورۂ یوسف ہزار بار	یاد آیا چہرہ جبہۂ قرآن کو دیکہکر
یہہ جسم داغدار سے یاد آگیا	محفل مین اپنی سرو چراغان کو دیکہکر
پر جوش آبہ لب رنگین یار سے	خون رو رہا ہون لعل بدخشان کو دیکہکر
معذور ہون جو بادیہ گردی ہے اپکیون	بیکل ہین پاؤن خار مغیلان کو دیکہکر
دندان یار انکہو مین پہرنے لگے مری	لوٹا کیا مین گوہر غلطان کو دیکہکر
سینے پہ تیر کہا کے اپنا ہی قامت آگیا	سکتہ ہوا مین سرو گلستان کو دیکہکر
بیکار اس برس مجہے رکہا جو ضعف نے	اٹہہ اٹہہ رہی ہین ہاتہہ گریبان کو دیکہکر
نظارہ مین نے ظالم و مظلوم کا کیا	دیکہا فلک کو اس دل نالان کو دیکہکر

ہر چند حال دیدۂ تر کی ہے دیدنی	روتا ہے پر اثر مرے دیوان کو دیکھکر
بے یار رہیے ہی شعلۂ دوزخ سے کم نہین	مین جل رہا ہون شمع شبستان کو دیکھکر
نوبت یہان رسید مگر ہی وہی خیال	یاد آیا کوچہ یار کا زندان کو دیکھکر
کرتے ہین الامان قیامت کے فتنے آج	آئین رقص ظالم دوران کو دیکھکر
کیا بات ہی قمر کی کہ خورشید چرخ پہ	جلتا ہی تیرے عارض تابان کو دیکھکر
یاد آگیا مجھے چہ بابل کا ماجرا	بی اختیار اسکی زنخدان کو دیکھکر
جلتا ہون رشک سے گل یاری کیطرح مین	ہو ہتون مین یار کے نئے قلیان کو دیکھکر
خندان ہے اوسکے کوچے مین ہر ایک زخم دل	ہنستے ہین آدمی ہی پرستان کو دیکھکر
یاد آگئی زمین ترے کوچہ کی مجھے	ای ظلم پیشہ گنبد گردان کو دیکھکر

انسان کا وہ حسن ہے پرتو خدا گواہ
دیکھیگا حور کو کوئی انسان کو دیکھکر

رکھیگا یون ہی گرد دل زار توڑ کر	جائیگی آہ گنبد دوار توڑ کر
ہان ہان ہے پاسبان کی بگڑتا ہی کیا مرا	جسمین ہے گھس پڑون تری دیوار توڑ کر
سنتے ہین یہ کہ وہ بت کافر ہی مہربان	تسبیح ہم بنائینگے زنار توڑ کر
ایذا دہی مین غیر کی نقصان ذات ہے	آفت مین لیئے ہین سر خار توڑ کر

شعر

منشی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی

ظالم سے دور ظلم کی طینت نہو سکی	برچھی بنائی خنجر خونخوار توڑ کر
لالا کے ہم شراب ہی پیتے رہنگے شیخ	مسجد بناؤ خانۂ خمار توڑ کر
دلمیں تمھینی ہی دیکھکے دندان یار کو	رکھدون صدف مین گوہر شہوار توڑ کر

پرتو نگاہ بد کا تحمل محال ہے
دیکھینگے اوسکو طاقت دیدار توڑ کر

ہمقافیہ بر غزل سید آغا حسن صاحب امانت لکھنوی

دامن ہے ہمارا گرد امن کے برابر	گلگون جنون تیزی توسن کے برابر
جوبن ہے گلو لگا ترے جوبن کے برابر	اتراتے ہین گلزار مین جوبن کے برابر
ہم غنچۂ حسرت سے گلا کاٹ ہی لینگے	ہوتی نہین وہ تیغ جو گردن کے برابر
ای بت تری الفت نے کیا کعبہ مین بھی جا	زنار ہی آتے ہین برہمن کے برابر
شاعر دہ سیہ رو ہین جو کہتے ہین گل اندام	مسی کا ترے رنگ ہے سوسن کے برابر
پوچھا ہی ہر روز بیان تیر ہوس کی	دل چاک ہے میرا تری چلمن کے برابر
صحبت سے نہین فیض کبھی سخت دلون کو	آئینہ ہوگیا اوس رخ روشن کے برابر
کثرت ہی بھی خط کی رخ رنگین پہ تمہارے	گلشن نظر آنے لگا گلخن کے برابر
پوچھا نہین اک دن بھی کیا جانیہ گذری	دل لیکے ہوا دوست بھی دشمن کے برابر

آیا نہین گہر میرے شب ماہ وہ کاذب | گو اکثنہ تہی دروازہ کے روزن کے برابر

اوس حور کے کوچہین تصور کی ہی گلگشت | آئین نہ ملک بہی مرے توسن کے برابر

ہی خون سے لبریز یہ اک چاک گریبان | عاشق ہے ترا شاہد گلشن کے برابر

کہتا ہون کسیکے مسی آلودہ لبون کو | نیلم کے برابر کبہی سوسن کے برابر

کہتے ہین اگر زلف کو کالون سے مشابہ | دکہلائین رخ صاف کو ہی من کے برابر

ہین چاک گریبان ہین کسی گل کی قبا کے | مجنون کا گلا اور مری گردن کے برابر

گریان ہون مگر وہ رخ خندان نہین آگے | بجلی نہین ہی مری خرمن کے برابر

اوس دوست کے دفتر مین حساب اپنا ہی پرتو
شکر کہ محسوب ہون دشمن کے برابر

اوسکی زلف کی یاد مین ہے جسم زار سبز | پانی سے اس کنوئین کے ہی شاخ چنار سبز

ہون تار سبز ہون پردۂ ستار سبز | دم مین کریگا سبکو خط سبزیار سبز

رہتا ہی رات دن جو تصور مین خط یار | ہوتا ہی اپنا مزرع دل لاکہہ بار سبز

سبز نگین مین لطف ہی یارود کا بہت | آہ رسا مین اپنی ہون سارے شرار سبز

کس نوبہار حسن کا منظر ہے خط | رہ رہ کے ہوگئے مرے نظرون کے تار سبز

کس سبز خط کی یاد مین فریاد ہی مری | ہین شکل برگ کاہ کے سارے شرار سبز

کشتہ ہون کسکے افعی کاکل کا ہمدمو
شمع مزار سبز ہے سنگ مزار سبز

تاثیر کیا پسینے مین تیرے حنا کی ہے
انگیہ ہی سرخ آج جو کل تک تہی یار سبز

ہی طرز اوسکی چال مین باد بہار کی
اوس گل کا پای تا بہ ہوا لاکہہ بار سبز

گلشن کو بہی جنون ہی خط سبز یار کا
گل سبز برگ سبز ہین اور شاخسار سبز

مدت ہوی ہوا کسی بگنیہ کا قتل
ہی تیغ اوسکی زنگ سے آئینہ دار سبز

لطف عذار غازہ جانان ہین ہی عیان
کیا عکس خط سے ہین در و دیوار سبز

کرتا ہی جوش کسکے خط سبز کا جنون
ہوتے ہین ہر برس چمن و کوہسار سبز

یہ جوش پر ہی عشق خط گرد لب ترا
حقہ بہی اپنی بزم مین رہتا ہی یار سبز

رہکر دہان زلف مین تاثیر زہر سے
دکہلائی دے رہی مین در آبدار سبز

رہ رہ گئے اوسکی یاد مین تاثیر خط بس
یاقوت کا بہی رنگ ہوا لاکہہ بار سبز

انگیہ ہی اوسکی سبز اگر کچہہ عجب نہین
ہوتا نہین ہی کیا شجر میوہ دار سبز

ہولی مین اس برس ہے عجب رنگ کی بہار
ہندو ہر ایک ہے روش شاخسار سبز

ہی جوش پر کسیکے خط سبز کا جنون
دستار کیون نہ شیخ کرین اختیار سبز

ہم خاکسارون کو بس مردن بہار ہے
رہتا ہی کوئے یار مین اپنا غبار سبز

تاثیر ہی یہ دام خط سبز یار کی
بہتے ہی ہو ری جاتا ہی زنگار سبز

زلفون نہین تیری دیکھکے موتی کوای پری | کہا کہا کہ زہر ہوگئے دندان مار سبز

داغ جنون ہرے ہوے اب کی بہار مین
پرتو ہی اس برس ہین مزار لالہ زار سبز

ٹھہری نہ ایکدن فلک پیر سے گریز
تقدیر کو ہماری ہی تدبیر سے گریز

کیونکر ہو دلکو کاکل پیچیر سے گریز
دیوانہ اور خانۂ زنجیر سے گریز

یہہ قامت خمیدہ مرا اور ضبط آہ
رہتی نہین کمان کو ہر اک تیر سے گریز

نقش خیال مجکو غم ہجر نے کیا
کرنے لگی نظر مری تصویر سے گریز

ممکن نہین ہے جمع مخالف ہون ایکجا
اس بزم مین ہے شمع کو گلگیر سے گریز

منت پسند مجکو کسی ایک کی نہین
رہتی ہی میری نالون کو تاثیر سے گریز

ہمدم ہی یار ضعف مین عشق نگاہ یار
کیونکر کمان ہوکے کرون تیر سے گریز

عاشق تمہارا ہو رہون پابند غیر
ہی عکس کو بھی کاغذ تصویر سے گریز

جو رزق ہو نصیب نہ نفرت ہو اوس سے کیون
کرتا ہی کوی طفل کہان شیر سے گریز

نفرت ہی خط سے مصحف رخسار یار کو
قرآن کو ہی کسلئے تفسیر سے گریز

پرتو ہی اوسکے ابروی خمدار کا خیال
سر کو نہین ہے یار کی شمشیر سے گریز

۱۱۴

[illegible] زمانہ مین نقص
[illegible] نہین نقص
[illegible] جہان مین نقص
[illegible] سیا غرض

ایسا ہی عکس خط بت شوخ و سنگ سبز
ہوتا ہی زعفرانی دوپٹہ کا رنگ سبز

اوس سبز خط کا باغ کو سودا ہی آنگل
کیا بلبلوں کا صورت طوطی ہے رنگ سبز

ہین پرتو خط و لب و دندان یار سے
شمشیر سرخ بانک سفید اور خدنگ سبز

شاید تھا زیر ران کسی سبز رنگ کے
دکھلائی دے رہا ہی جو گھوڑیکا تنگ سبز

اوس سادہ رو کا سبزہ جو ہی خط تو کیا عجب
ہان اکثر آبگینہ پہ ہوتا ہی رنگ سبز

لب سبز اوسکے عکس خط سبز سے ہوے
یاقوت کا ہر رنگ نے مردہی رنگ سبز

پرتو جنون ہی مجکو کسی خط سبز کا
ہوتے ہین میرے جسم پہ لگتی ہی سنگ سبز

کیا خزانہ اسے مل جاتا ہی دلدار کے پاس
دل ہی رہنے کو جو راضی نہین مجھ زار کے پاس

زلف بکھری ہوئی آتی نہین رخسار کے پاس
بدلی چھاتی ہی اگر مہر پر انوار کے پاس

چین دلکو نہین جب تک نہ ستانے مجکو
لیچلا پھر مجھے اوس شوخ جفاکار کے پاس

قتل کرتا ہی ہزارون کو ہوین کھلا کر
گو کہ خنجر نہ رہا اوس قاتل خونخوار کے پاس

ناتوانی نے کیا ہی مجھے بس فرش زمین
صورت سایہ پڑا ہون تری دیوار کے پاس

کبھی حسرت ہے کبھی یاس کبھی غم کبھی درد
اک نہ اک دوست ہی حاضر ترے بیمار کے پاس

ابرو زیب سراپای جوانمردی ہے
چلو پانی کے سوا کچھ نہین تلوار کے پاس

مجھ گرفتار بلا سے وہ پری نافرخ		حکم اسکا ہے یون سایہ دیوار کے پاس

چین ہوتا ہو تو پرتوؔ ہوا ذیبت ہے پیشہ
نہین جاتا کوئی گلچین چمن خار کے پاس

بخیرتِ گلشنِ جنت ہی دیارِ مدراس		صاف رشکِ گلِ بخیار ہی خارِ مدراس
لے جو وہ شام اودہ صبح بنارس کہ ضرور		دیکھتا ہے جو کبھی لیل و نہارِ مدراس
ہے جب این ضعف رہِ خلق مین ثابت قدمی		کیا توانا ہی سراپا دلِ زارِ مدراس
سینہ صافی کے سبب دور کدورت ہی یہان		سرمۂ دیدۂ عنقا ہے غبارِ مدراس
ایک حیرت زدہ تصویرِ خیالی ہو جائے		خواب مین ہو جو پریشان دوچارِ مدراس
کہین جز ملکِ عدم پائے نہ زنہار شفا		بہاگ کر جائے اگر سینہ فگارِ مدراس
ایسے پیدا ہین ہر وکے بچائے ہوئے یان		مرکے چہوٹیگا جو چہوٹیگا شکارِ مدراس
یار کو یاس ہے اس شہر مین ہی شہر بدر		حسنِ امید ہی ہے زیب کنارِ مدراس
اسکو مجھ سے مجھے اس سے ملی ایسی لذت		مجھ پہ مدراس نثار اور مین نثارِ مدراس

ترے پرتوؔ کا اجالا جو ہی اوسکے منہ پر
نقطۂ مہر ہے اک خالِ عذارِ مدراس

تدبیر سے جاتی نہین تقدیر کی گردش		تقدیر سے پہر جاتی ہی تدبیر کی گردش

ہے بہر نگہ دوست تماشائی حیرت | ہے میری ہی صورت مری تصویر کی گردش

برگشتہ کیا آنکھ پھرا کر جسے دیکھا | کستی ہے تری آنکھ میں تاثیر کی گردش

تلوار پھرانیکا جو شوق اسکو ہوا ہے | دل کرتی ہے نگہ سے مرا شمشیر کی گردش

آونگا نہیں پیچ میں تسبیح پھرا لے | معلوم ہے زاہد تری تدبیر کی گردش

پستے ہیں برابر دل نادان ہو کہ دانا | چکی کی طرح ہے فلک پیر کی گردش

برگشتہ مجھے دیکھ کے آوارہ ہوا ہوں | اللہ رے اس خواب کی تعبیر کی گردش

اک رات کا سونا بھی نہیں اسکی گرہ میں | چھوٹی ہے فقط طالع اکسیر کی گردش

وہ شعلہ توقیر میں جو گوشہ نشین ہیں | تحقیر ہے سودائی توقیر کی گردش

دل زلف میں پھنسنے کی تمنا میں تبہ ہے | صیاد کی گردش ہے کہ نخچیر کی گردش

آرام فسادی کے مقدر میں نہیں ہے | کہدیتی ہے چشم بت بے پیر کی گردش

آوارہ سیہ بخت نہیں بال برابر | قسمت میں نہیں زلف گرہ گیر کی گردش

پھرتا ہوا سی وہن میں کہ او سے کرو بات | ہے دیدنی بخت لب تقریر کی گردش

رہتے نہیں اک جا کبھی میں سے موذی | تقدیر میں پھرتی ہے گلگیر کی گردش

بیگانہ صفت ذات سے ہوتی نہیں پرتو
ہمگردش خورشید ہے تنویر کی گردش

خوبان حسن جیسے ہیں درخشاں عارض
ہو گئے غیرت مہر و مہ [illegible]

غنچہ لب سبزہ خط سبز تو آنکھیں نرگس
وان کیا ہو گئے ہیں رش[illegible] عارض

یاد رخ سے ہوئی روشن شب تاریک فراق
ہو گئے مجھکو چراغ ش[illegible]بران عارض

سحر و شام سے جلوہ رخ و کاکل کا فزون
مہ و خورشید سے بڑھکر ہیں وہ خندان عارض

ایسے لکھے ہیں مضامین ترے رخسار و نمکے
نظر آتا ہے مرا اک صفحۂ دیوان عارض

اسکے کفار فدا ہوتے ہیں دیدار آسیر
ہند ہے زلف تری اور عربستان عارض

ہو گیا مجھکو یقین ان لب رنگین سے ترے
ای پری رو ہیں مگر شہر بدخشان عارض

منہ چھپاتے ہیں وہیں بس ابر میں خورشید و قمر
دیکھیں پرتو جو کبھی یار کے تابان عارض

صحرا کو جائیں کوچۂ جانان سے کیا غرض
بس خار و خس ہمیں گل و ریحان سے کیا غرض

کیا حلق کاٹنے کو نہیں تیغ تیز تیز
ای شوق قتل ابروی جانان سے کیا غرض

بیٹھے بٹھائے کسلیے کھا کھا کے غم مریں
کیا کام یار غم ہجران سے کیا غرض

کر لینگے دید دیدۂ آہو کی دشت میں
اوس فتنہ گر کے دیدۂ فتان سے کیا غرض

دیکھینگے سیر مصرعۂ موزون کی اپنے ہم
باغ جہاں میں سرو خرامان سے کیا غرض

پھر نظارہ جائینگے دریا کے سمت کو
ہمکو کسیکے چاہ زنخدان سے کیا غرض

یان ہست و نیست میں سر موفق ہی نہیں | اوسکی کمر کی ہستی نہین ہی عدم غلط
حال ... دل آئینہ نہین | ہی سخت باطنون سے امید کرم غلط

پرتو یہ حرف حال پریشان تحریر سے
اپنی طرح نہو کہین اپنا قلم غلط

نظارۂ رخ گلگون سے ہی نظر محظوظ | فقط نظر نہین بلکہ دل و جگر محظوظ
شمیم زلف معنبر صبا اگر لائی | ہوا دماغ طلبگار بسر محظوظ
جو کہو کے آپ کو تیری کوئی خبر لائی | ہوا بہت ترا شیدا آ بیخبر محظوظ
پہنچکے کوچۂ جانان مین خط اٹھاونگا | کریگی مجھکو مری خواہش سفر محظوظ
شب فراق ہو نہین ہاے اوسقدر مغموم | شب وصال ہوا یار جسقدر محظوظ
جو پوچھے یار نے رومال سے مرے آنسو | ہوا مین دیدۂ تر سے زیادہ تر محظوظ
غم فراق سے مغموم تو ہے ای ظالم | یہ بندہ وصل سے تیرے نہین اگر محظوظ
شب فراق مرے دیدۂ تصور نے | کیا مجھے ترے دیدار سے مگر محظوظ
سفید زردی خجلت کریگی حشر کے دن | کرینگے خوب لئیمون کو سیم و زر محظوظ

یہ عین مہر سے ای مہربان رہے طالع
ہی سیر جلوہ سے پرتو کا گھر کا گھر محظوظ

محفل سے جلد یار کی کوئی اٹھائے شمع
رستہ نہ دل جلانیکا اسکو بتائے شمع

پروانوں ہی کی خاک سے تھی آبروی باغ
سوز و گداز ہوئی سے نشو و نمائے شمع

ظلمت مین نور نور مین ظلمت ہے دیدنی
روشن مکان ہے مگر اندھیر جائے شمع

یہ زینت چمن ہے تو وہ رونق مکان
گلشن مین جائے گل کی ہی محفل مین جائے شمع

عاشق وہ تیرگی کا یہ اوسکی رقیب ہے
پروانہ گر کے شب مین کیونکر بجھائے شمع

کسکو پسند سوختگی ہی پتنگ کی
ہم دل جلون کی بزم سے کوئی اٹھائے شمع

ہم بیکسون کے سوز سے پتھر پگھل گئے
پھر کیون نہ بزم یار مین آنسو بہائے شمع

رہنے دو یار کا رخ روشن نقاب مین
پرتو بجا ہی یہ کہ ہی فانوس جائے شمع

داغ فرقت کا ہی پھر یہ کسطرح روشن چراغ
کہتے ہین جلتا نہین ہے کوئی بے روغن چراغ

ڈوبتا ہی بزم سے جب مہر تجھکو دیکھکر
خاک ہوگا پھر ترے ہوتے کوئی روشن چراغ

اک جگہ پر دو مخالف جمع ہو سکتے نہین
دیکھنے ہو نہین تا ہے آب مین روشن چراغ

سایہ افگن آج کسکا روی روشن ہو گیا
باغ مین جو بن گیا ہی ہر گل گلشن چراغ

شکل ہے اوس شعلہ رو کی چشم تر مین جلوہ گر
یا الٰہی ہو گیا کیا آب مین روشن چراغ

اسطرح ہی زلف تیری عارض روشن کے ساتھ
جسطرح پھرتے ہین لیکر راہ مین رہزن چراغ

کیون نہ دون تشبیہ روی شعلہ رو کو شمع سے
زلف پیچان سے وہ ہوا تو ہے رخ روشن چراغ

رابطہ جس سے ہوا وہ بن چھوٹا ممکن نہین
کوئی روشن ہو نہین سکتا ہے بے روغن چراغ

ہر شب ہجران خیال عارض پر نور مین
خانۂ تاریک دلمین اپنے ہے روشن چراغ

اسطرح پہلو مین ای پرتوی ہے سوزان دل مرا
شعلہ زن ہو جسطرح کوئی تہ دامن چراغ

جب سے ہوں بیقرار پراگندہ جان زلف
شب بہر مری زبان پہ ہے داستان زلف

تعریف مین جو اسکی زبان کہولون تو کہون
ہمشان قدر پاک شب قدر شان زلف

ہر ایک پہول ہے ثنا خوان روی یار
سنبل کا بال بال ہے مدح خوان زلف

ہر دم ہے ایک عاشق حیران روی صاف
ہر شب ہے ایک شفتہ بے زبان زلف

روشن ہے آفتاب رخ یار سے مدام
ممنون آفتاب نہین ہے جہان زلف

سنبل ہے ایک پہول کہلا ہے گلاب کا
رخسار نو بہار نہین درمیان زلف

ثابت ہے منہ سے کہیت کیا ہے یہ چاند نے
دل چہینتی ہے میرا شب ضو فشان زلف

حلقے سے زلف کے نظر آیا وہ گور گال
گویا دکھا رہی ہے یہ چاند آسمان زلف

ظلمت ہے بین نور مین آفت نگاہ پر
ای یار شمع رخ پہ بلا ہے دخان زلف

پیچیدہ اوسکے منہ پہ وہ اور میرے سر پہ ہے
دیکھو کہ دود آہ ہے ہمہ دودمان زلف

۱۲۲

عین شباب شیب ہے موئے سپید کے واسطے
یہ گرد روی یار ہے وہ گرد روی ماہ
ظالم نے بال بال میں موتی پرو دیے

دندان ہے مسی سفید نہیں ہے دہان زلف
ملتا ہوا ہے ہالے سے کچھ دود مان زلف
دندان ضرور تھے جو ہر آئے دہان زلف

بندہ جل کے ربط دل کو پریشان کرندے
پرتو بلا ہو کہین یہہ مہربان زلف

ممکن نہین کہ آدمی سے چھوٹ جائے عشق
عشاق لاکھون قتل ہوے کوئی یار مین
عرش برین ہے اسکا ہے پایا بلند تر
ہر ایک کو ہے انس یہان ایک سے ضرور
عاشق کو بعد مرگ کے حاصل ہے زندگی
جسکا مقام کعبہ ہے وہ کون ہے پہر اور
ہر چند خاک چہانی جہان کی مگر کہین
جو مر گیا وہ داخل دربار ہو گیا
لب خشک رنگ زرد نفس سرد چشم تر

خلقت ہے جب بشر کی ہوی ہے برائے عشق
آتی ہے ذرہ ذرہ سے یان کچھ صدائے عشق
مومن کا دل خدا نے بنایا برائے عشق
خورد و بزرگ سب ہین اسیر بلائے عشق
وہ ابتدائے عشق ہے یہہ انتہائے عشق
دیکہا نہین کسیکو ہے بہنے سوائے عشق
معشوق کوئی اور بنایا سوائے عشق
کہتے ہین جسکو گور ہے وہ بستر اعشق
کہتے ہین ان تمام کو نشو و نمائے عشق

پرتو یہہ آسمان و زمین پر محیط ہے

دیکھو فرشتے بھی ہین اسیر بلاے عشق

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم لکھنوی

ہر ایک دل نہین گو روی یار کے نزدیک	اس ایک پہول کی بو ہی ہزار کے نزدیک
تڑپکے دل مرا یار کی شکل لیتیگا	جو آئینہ نظر آجانے یار کے نزدیک
شگفتہ گل مرے سینے کے ہی ہوا باغکے ساتھ	یہ کوی کام ہی ابر بھار کے نزدیک
نگاہ یار کی دور سے مرے دل پر	شکاری دوڑکے آیا شکار کے نزدیک
نمود غنچۂ نوخیز یار کہتی ہے	دن آتے جاتے ہین فصل بھار کے نزدیک
ہی محو زلف سے غفلت تو کالے کوسون دور	خیال خواب ہے شب زندہ دار کے نزدیک
جو دور فکر سے غیرون کی ہوگیا عاشق	نہین ہے دور کہ ہوجاے یار کے نزدیک
دوچار ہوکے نکرنا مجھے اسیر بلا	بری ہو یہ نہ بجاؤ چار کے نزدیک
اٹھاکے مٹھی مین مٹی بنادیا سونا	یہ خاک زر ہی ترے خاکسار کے نزدیک
خفا ہو مری گستاخیون سے ای پیارے	کچھ اختیار ہی بے اختیار کے نزدیک
سوار یونہین سوارونکو کہا گیا یکدست	نہین ہے باگ گو اوس نی سوار کے نزدیک
ہی اوسکے پیش نظر نور آفتاب مراد	ہی روز رات ہی شب زندہ دار کے نزدیک
بھار سینہ پر داغ آئینہ ہوجاے	ہو لالہ زار کسیکے مزار کے نزدیک

ہے گو دبیر گل حسرت سے اسکے گلچین کا
نہ جاتے چمن روزگار کے نزدیک

خوشی سے پہول گئے ہاتھ پاؤں عاشق کے
یہ زار جیسے ہوا کوی یار کے نزدیک

رکہے فقط مجہے دم پر کیون تیرے ابرو
بغیر دم نہین کچہہ بھی کٹار کے نزدیک

جواب نالۂ بلبل کا صاف صاف دیا
زبان تیز ہی گویا کہ خار کے نزدیک

تو دلمین جب سے نہین درد و غم ہین گہیرے ہوے
بس ایک گاؤن بسا اس دیار کے نزدیک

ہے اعتبار زبان کے لئے ہنر رلو
دروغ پیشہ ہے بے اعتبار کے نزدیک

پڑ گیا کیا مرے سررشتۂ تقدیر مین بل
پیچ ہین طوق مین اپنے تو ہین زنجیر مین بل

مو دیون کے ہین مقدر مین ازل سے سب پیچ
کسلئے پھر نہو زلف بت بے پیر مین بل

ہای تیز ہای کیا تنگ بت کجرو کا مزاج
بات پر پیچ ادا تیز ہی تقریر مین بل

سخت جانی کا مری ہای برا ہو دم قتل
پڑ گیا اوس بت سفاک کی شمشیر مین بل

آج جو دیکہتے ہین ترچہی نگہ سے وہ ادہر
صاف آتا ہی نظر شکل کمان تیر مین بل

یار کی کاکل پیچان نظر آئی تہی جو شب
رہا دن بہر مرے اس خواب کی تعبیر مین بل

ہان جو طفلی سے طبیعت مین ہے اوسکی پر لو
دیکہے افسوس دیا دایہ نے کیا شیر مین بل

تھا جو پامال خرام بت بے پیر مین دل
ملگیا اسکے غضب تو وہ اکسیر مین دل

سیر ہو خاک خیال بت بے پیر مین دل
کبھی لگتا ہی نہین گلشن تصویر مین دل

تیرے لب سے نئی قلیان جو لگی اوہم حسن
رشک سے ڈوب گیا آج عرق گیر مین دل

چاہیے شربت دیدار ہی ظالم دم قتل
سیر ہوتا نہین آب دم شمشیر مین دل

یکتا دل مین بتون کے اثر ای پرتو زار
تھے طپان لاکھون مری نالۂ شبگیر مین دل

ہی اشتیاق دید مین کیا بیقرار دل
پہلو سے اگے آنکھ مین رہتا ہی یار دل

یہ کچھ غم فراق سے ہی بیقرار دل
پہلو سے ہو رہا ہی جدا بار بار دل

تڑپا رہا ہی ہو کے بہت بیقرار دل
کرتا ہی آہ راز مرا آشکار دل

غمزے کو دو نکہ اونکے کرشمہ کو ناز کو
سینے مین ایک ہے نہین کچھ تین چار دل

زلفین ہین دام تیر ہین نظرین ہوئین کمان
اوس شوخ کا نہو کوئی کیونکر شکار دل

ہر ایک رہگذر پہ اوسیکا خیال ہے
ایسا ہوا ہی محو دم انتظار دل

کرتا نثار اوس گل رعنا پہ باغ مین
اک دل تو کیا اگر مجھے ہوتے ہزار دل

اوس گلبدن کے ہجر مین پرتو خدا گواہ
کیا کیا دکھا رہا ہے خلش کی بہار دل

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

پامال اضطراب ہو پروردگار دل
بیتاب کرنے پائے نہ پھر بیقرار دل

ہے جب سے عاشق گل رخسار یار دل
چالون نے ایکدل کے بنائے ہزار دل

داغون کی روشنی نے ہو کا بنا دیا
ہوگا بس فنا ہی چراغ مزار دل

بیٹھے بٹھائے کاکل پیچان مین پھنس گیا
سو دام کا کسی کے ہوا ہے شکار دل

لوگو گلہ کسیکی کدورت کا کس لئے
سمجھو کہ سر کا ہی مشت غبار دل

وہ چشم ناز اشارہ کرے جا ہے اگر
بر سے نکل ہی آئیگا بے اختیار دل

راہ فراق یار مین آنسو کے ضبط سے
مانند آبلے کے ہی ناپایدار دل

دن رات تیری شوخ نگاہون سے ہو میان
پہلو مین کسطرح نہو پھر بیقرار دل

اک دل کے ہجر میں نہ کہ گلرخان نے ہائے
تلوارون پر لٹا کے بنائے ہزار دل

کیا کیا بنائے جان پہ میری خبر نہین
ملتے بتون کے جڑ گیا پروردگار دل

اب جانتا ہے زلف حسینان کو اک بلا
صدمے اٹھا چکا ہی جو دو چار بار دل

ٹپکیگا بنکے قطرہ خون آنکھ سے مری
ہوگا تڑپ تڑپ کے جو بے اختیار دل

بوچھار اسقدر ہے تمنا کے تیر کی
پہلو مین ایکدل کے بنے ہین ہزار دل

نالون نے کردیا تہ و بالا فراق کے
لوٹا ہے آگے ہو نہ یہ ملک بار بار دل

کسکا خیال باعث تسکین ہو گیا
جس روز سے ہی شفتہ مست خواب ناز

سنبھلا جو آج ہو کے بہت بیقرار دل
دیوانہ بنگیا ہی مرا ہوشیار دل

پرتو تجھے وہ دوست فراموش کیا کرے
دن رات اوسکے پاس ہے اک یادگار دل

چرخ نے باغکو کسطرح دئے گل پر گل
کاش اسطرح دیتا دل بلبل پر گل

جسطرح جھوم کے گرتے ہین ہجوم گل پر گل
اسطرح نہین گرتے سر بلبل پر گل

کیے مستی مین جو دل کیا وہ گل اے شیشہ مئی
کرون قربان مین ہزار و تری قلقل پر گل

پھول کی چوٹی سے پہر رنگ گلے ہار ہوا
ہو مری طرح نہ صدقے تری سنبل پر گل

جوڑا باندہی ہوے لونکا کر باغکی سیر
کہین عاشق نہوا طرہ سنبل پر گل

دست گلچین سے کہین غنچہ نہ رہین خرم
جسطرح ہنستے ہین بلبل کے تغلغل پر گل

ہمہ تن گوش ہین لیکن نہین سنتے ہین کبھی
شور بلبل سے اب آئے ہین تغافل پر گل

کان بہرے ہوے فریاد عنادل کے سبب
کیون نہ اب باہین کرنی تجاہل پر گل

داغ دیتی ہے سوالوں پہ مرے خو تیری
وا ڈالون لب انداز تامل پر گل

دست رنگین سے جو ساقی مرا بھر دیتا ہے
خار رکہتا ہے بہار قدح مل پر گل

خندہ زن کیون نہ ہین کہی دور خزان بعد بہار
کچھ نظر رکھتے نہین دور تسلسل پر گل

۱۲۹

ہم کیوں نہ ... [illegible] ... دل
خالی کیا ہے ... [illegible] ... مکان دل
پہلو میں درد ... [illegible] ... دل

اعجاز دیدنی ہے نسیم بہار کا
پانی سے جل رہے ہیں ہزاروں چراغ گل

اک غنچہ بولتے ہیں کسی کے دہن کو ہم
ہستی میں کیا عدم سے نکالا سراغ گل

دیکھے گلابی رنگ پہ خود مست ہیں ہزار
ساقی چمن کی بزم میں ہے وہ ایاغ گل

چوٹی میں ڈالتے ہی تو اے آفتاب حسن
جو تجھ سے ملک پہ چڑھ گیا فوراً دماغ گل

کس کے گل عذار کا سودا ہے باغ کو
ہر اک ہزار رہا جو جلاتے ہیں داغ گل

اے گل گلابی جوڑا پہن کر ہے بیٹھے
داغ جگر ہو جائے کہیں تجھ سے باغ گل

گل گوں گلبدن [illegible] گر دیکھا ہے
دامان کوہ ہو نہ گریبان باغ گل

پھر تو اندھیری رات میں وہ گل جو آگیا
گلزار میں صبا نے جلائے چراغ گل

[illegible] وصف زلف و رخ سیمبر قلم
دکھلا رہا ہے جلوۂ شام و سحر قلم

لکھتا نہیں ہے خط کوئی ظالم کو اسلئے
ہوتا ہے بے قصور سر نامہ بر قلم

کیونکر رقم ہو حال مری سخت جانی کا
صفحات ٹوٹ ٹوٹ گئے بیشتر قلم

تحریر قسمت سازی صرصر کو باغ میں
برگ خزاں کے ساتھ ہیں بلبل کے پر قلم

لکھتا ہوں عارض و لب شیریں کا اسکے وصف
بنتا ہے شاخ گل کبھی گہ نیشکر قلم

اعجاز وصف سینۂ رنگین یار سے
ہو جائیگا ابھی شجر پر ثمر قلم

مضمون کر رہا ہون رقم درد دل کا آج	اکسیر بنا ہوا ہے مری چشم تر قلم

لکھنا جو ہو رقیمہ ستمگر کے نام پر
پرتو ضرور ہوگا محبت کا سر قلم

ہمقافیہ برغزل جناب خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی مرحوم

رشک حور و پری و ماہ ہو تم	سب حسینون کے بادشاہ ہو تم
در دولت پر امن پاتے ہین	عاشقون کے جہان پناہ ہو تم
چشم مجنون مین حسن لیلی ہے	مری آنکھون مین خوش نگاہ ہو تم
منھ نہ پھیرینگے تم سے اہل نیاز	کعبہ رویون کے قبلہ گاہ ہو تم
دل عاشق ہے جسکا پای تخت	اس جہان مین وہ بادشاہ ہو تم
نظر آتے ہین کیون جدا برسو مین	دیکھنے کو تو ایک ماہ ہو تم
مجھ سے کہتے ہین انتظار مین لوگ	راہ مین کسکے رو براہ ہو تم
جو گنہگار ہے عذاب مین ہے	سچ تو یہ ہے کہ بیگناہ ہو تم
دیکھو آئینہ عذار صاف	مری حیرانی کے گواہ ہو تم
رہ بازار حسن ہے مسدود	مجھے ہر سمت سد راہ ہو تم

دو نو مطلب کے آشنا **پرتو**

۱۳۳

خواہ وہ مہربان ہو خواہ ہو تم

ہمقافیہ بر غزل جناب خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

یار سرتاج مہر و ماہ ہو تم — خوبرویون کے بادشاہ ہو تم

ہی ہر اک شخص کو پناہ حاصل — اک مرے حق مین بے پناہ ہو تم

مین نے دیکھا جو پیار سے اسکو — ہنسکے بولا کہ بد نگاہ ہو تم

سجدے کرتے ہین تمکو مرد خدا — حق شناسون کے سجدہ گاہ ہو تم

تاج رکھتے نہین ہو کیون سر پر — خوش جمالون کے بادشاہ ہو تم

آسمانی نقاب لازم ہے — حسن کے آسمان کے ماہ ہو تم

رخ نظر کا تمہاری کہتا ہے — رستہ لینے کو روبراہ ہو تم

ہو خفا کر دیا دغا نے مری — راست پوچھو تو بیگناہ ہو تم

مرا قاتل ہے پنجۂ رنگین — اس شہادت کے خود گواہ ہو تم

پاؤن جادے سے ہٹ نہین سکتا — اپنے سالک کو سد راہ ہو تم

لیکے دل سر پہ شر کیا برپا
خوب پرتو کے خیر خواہ ہو

ہجر ساقی مین گئے جو میخانہ وقت تنگ ہم — سمجھا اک دست دعا ہر خالی پیمانہ کو ہم

بے سبب ہر بات پر وہ تند کیوں کہتا ہے تو
جانتے ہیں کذب گو تیرے قسم کہنا نیکو ہم

کوی دیوانہ ترا ساقی او دھر جاتا ہے نہیں
ہجر میں جنگل سے کم تر ہیں میخانیکو ہم

دل کچھے سمجھا نے ہو ترل اور رہتے ہیں پر نہ سنتا ہی نہیں
ای پری سمجھا ئیں تیرے سیر دیوانیکو ہم

عاشق تیرہ جبین ابھی ہی گا مینگے ضرور
لائیں خاطر میں کیا ہاں ناصح سمجھانیکو ہم

رخصت بزم غم شعلہ عذاران اور بھی
اک پتنگہ جانتے ہیں خوب پروانیکو ہم

گو کہ دیتا ہے یہ ترغیب تماشای جہان
کان تک دیتے نہیں پر دل کے سکھلانیکو ہم

ہنسکے وہ بے مہر یہ تو مجھسے یون کہنے لگا
اک تماشا جانتے ہیں تیرے ترسانیکو ہم

بمقافیہ بر غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

کہتے ہیں رشک چہارم چرخ میخانیکو ہم
جانتے ہیں چشمہ خورشید پیمانیکو ہم

دل جلون کو اور جل جل کر جلاتا بزم میں
آنے کی پروانگی دیجیو پروانیکو ہم

ای پری پیکر نہ کہنا اس طرح ہر بار اگر ہو
تو اوڑاتا ہی تو ہیں موجود اڑجانیکو ہم

ای برہمن یون اگر بت کو تو بولیگا خدا
توڑ کر مسجد بناتے ہیں تیرے بتخانیکو ہم

خانہ دل میں جلاتے ہیں چراغ داغ ہجر
نور سے معمور کرتے ہیں سیہ خانیکو ہم

فرقت سیب زنخدان کی ہوی گرمی زیاد
ملتے ہیں بد تر بیٹے تبر یدیہ ہیدانیکو ہم

ہے دل وحشی تصدق جلوہ جان بخش پر رات دن الجھا ہوا رہتا ہے اسکے شانہ سے	اے پری تجھپر فدا کرتے ہین دیوانیکو ہم زلف کا دیوانہ کہتے ہین پریشانیکو ہم

تو جو آجائے کہان نالہ دل پر تو مین پھر
ہر طرف خلوت سے کر ہی دینگے بیگانیکو ہم

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

دیکھتے ہین گلشن مقصود مینجانیکو ہم	کیون نہ بولین پہول پر لبریز پیمانیکو ہم
جیسین آتا ہے جلا کر شمع اوس گل کے حضور	شمع کو پروانہ کر دین خاک پروانیکو ہم
اک پری کے ہجر نے دیوانہ ایسا کر دیا	بے پری ہین اب پرستان تک ہین آنے جانیکو ہم
مست ہین کیفیت حسن بتان سے رات دن	رفتہ رفتہ کر چکے میخانہ بت خانیکو ہم
ہو جو دمساز دل تیرہ خیال روی صاف	آئینہ خانہ کرینگے اس سیہ خانیکو ہم
دیکھنا اسکا ہے آسیب غم سیب ذقن	تخم غم پاتے ہین تیرے غم مین سیدانیکو ہم
ہے دل شیدا طلبگار جمال جان جان	پاتے ہین ہشیار مطلب اپنے دیوانیکو ہم
جو شکر لب تجھ سے گل گیسو ہے وہ پر درد ہے	دیکھتے ہین آنکھون سے دل چاک ہر شانیکو ہم

دل نہین ہے مثل ناز دلربا پرسان حال
اپنے سے پاتے ہین پر تو خوب بیگانیکو ہم

١٣٦

کب عرق کے قطرے ہین مژگان دریا بار مین	دیکھئے موتی پروئے ہیجر گل نے خار مین
خاکساروں مین ہوا کرتے ہین اکثر نکرو فن	دہوپ مین سونا ہی سایہ دیوار مین
پڑگیا ہنسنے مین کیا عکس دروندان یار	پھول موتی بنگئے ہین موتیا کے ہار مین
اسقدر لاغر کیا ہی ایک بت کے عشق نے	ہر رگ گردن کا رشتہ ملگیا زنار مین
ہی تعجب مجکو وہ ظالم کبھی ہنستا نہین	غیر ممکن ہے ہنو خندہ لب سوفار مین
عشق نے ابی ہستی باقی نہ رکہا فرق کچھ	سبحہ مین زنار مین کفار مین دیندار مین
ہوگا خون ثابت تری گردن پہ ظالم دیکھنا	یون ہی گر مرجائینگے ہم حسرت دیدار مین
ابرو و مژگان و چشم یار سے کہلتا ہی یہ	فتح و کسر و ضم ہین یکجا مصحف رخسار مین
کج مزاجی دیکھیے اوسکی کہ ہی سب مین کجی	چال مین انکار مین اقرار مین گفتار مین
کیا تعجب انقلاب چرخ فرقا اندازسے	گل بیابان مین ہون اور خار ہون گلزار مین
ابروی خمدار ہیہے جب دیکھے ہین ترے	بال آتے ہین نظر ہر تیغ مین تلوار مین
جبین ہیں پھر کے بدلی سرپا بوس آج	نصب کیجیے سر کو اپنے آستان یار مین

یاد آتا ہے وہ چہرہ سینہ پھٹتا ہی مرا
چاند بھی رلتو ہی اک جلاد ہجر یار مین

طلعت خورکا ہی عالم جلوہ رخسار مین | صاف نور صبح صادق ہے نقاب یار مین

محو ایسا ہون خیال ابروی خمدار مین
خم نظر آتا ہی شکل طاق ہر تلوار مین

جب خرام ناز پر مایل ہوا وہ خوشخرام
رفتہ رفتہ دل ہزارون بسگئے رفتار مین

ای جنون آزاد ہو مین منت زنجیر سے
جوش وحشت ہے خیال کاکل دلدار مین

اوس پری کے کوچہ مین اگر نکلنا ہی محال
کیا مقید ہو گیا ہی سایہ بہی دیوار مین

گل جو کہلتا ہی فراق یار مین دیتا ہی داغ
نشتر ہزارون ہین نسیم صبح کے رفتار مین

وہ جو آیا جی گیا اور جب گیا مین مرگیا
اپنی مرگ و زیست ہی رعنائی رفتار مین

ہو گیا ہر ایک جے ہر طایر بسمل کی شکل
آئینہ مقتل ہوا ہے پیشگاہ یار مین

ای فلک دیکہا فروغ حسن کی کیا بات ہے
چادر مہتاب ہے رومال دست یار مین

اپنی ہستی مین ہین آثار فنا پرتو تمام
گنبد تربت کا عالم ہی عیان دستار مین

ہمقافیہ پر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

کاٹ کا جوہر نہین ہی ابروی خمدار مین
تیز تر ہین کب ہلال چرخ کی تلوار مین

ہو کے زیر بام جو نکلا وہ دیوانہ ہوا
سایہ کا عالم ہے تیرے سایہ دیوار مین

چال کی گرمی پسینا راہرو کو لائی ہے
سرد کر دیکا اثر ہے گرمی رفتار مین

چہرہ پر نور پر خط کی نموداری نہین
جرم آیا آفتاب عارض دلدار مین

آنے کو آتو گیا جانا مگر دشوار ہے
زلف نے ڈالی گرہ پای جمال یار مین

تجھ عزیز جان کو نسبت کیا عزیز مصر سے
حسن تیرا وہ نہین ہے جو بکے بازار مین

دیکھتا ہون رات دن بیٹھا اوس بت کو سامنے
جلوہ نور خدا آئینہ رخسار مین

ایک مشت پر ہی تو کیا مین ہزارو ن مین کیون
نغمہ ہای گل ہین ای بلبل مری منقار مین

پھول پامال ہوا پر وہی رنگین ہو گئے
فرش برگ گل ہے ای گل جا بجا گلزار مین

سختی دوران سے اوسکے در پہ ٹکراتا ہون سر
سخت بختی لیگئی فرہاد کو کہسار مین

واہ میر گرم نغمون کا تتبع اور یہ
پڑ گئے چھالے گلوی مرغ آتشخوار مین

اوسکے جاتی ہی نظر آنے لگا عالم سیاہ
پھر اک تل تھا رخ صبح فراق یار مین

اک پری رو کا رہا ہی انتظار ایسا مجھے
نور ہی خواب پریدہ دیدۂ بیدار مین

چارہ سو ٹکا درد سر جاتا رہا اونکے دم کے ساتھ
حسرت امید شفا ہی حرص کے آزار مین

جب خیال آتا ہی اسکی غفلت بیجا کا ہائے
نیند آجاتی ہے چشم مردم بیمار مین

عاقبت وا ماندگی اُنکی قناعت گو کہ ہے
پر ہی پرہیز قناعت حرص کے آزار مین

ان پریشانون کی قسمت پر تحیر ہی مجھے
دیکھتے ہین زلف منہ آئینہ رخسار مین

صفحہ صفحہ غیرت طاوس پر لو کیون نہو
ہی حساب داغ دل سب دفتر اشعار مین

آسمان سے خانۂ پرنور جانان کم نہین
ذرۂ روزن ہے ہمسر نیر اعظم نہین

سر کو کل ٹھوکر سے فرصت دیکھنا اکدم نہین
آج شغل سرو گر سرکش کی گردن خم نہین

دولت دیدار سے ہو تجھی عاشق بہرہ مند
کون کہتا ہے پھر اوس محبوب کو حاتم نہین

شور نالہ مین نہ کیونکر ہو مرے سر کا غرور
کونسا وہ راگ ہے جسکے لئے سرگم نہین

منہ مین تیرے دیکھکر کہتا ہون ایکجان زہر رشک
پیچوان کا پیچ مجھکو مار سے کچھ کم نہین

پرعرق اوس چہرۂ روشن کا کیون ہے پھر جاوقن
کہتے ہین گر چشمۂ خورشید مین کچھ نم نہین

مے کی کیفیت ہے یاد چشم مست یار مین
رند بے پروا ہین ہم خواہان جام جم نہین

دل دیا سر کے طرح دی جان بھی راہ عشق مین
ہم بھی خود حاتم ہین پر تو حاجت حاتم نہین

طاقت صحرانوردی دست قدرت مین نہین
کون کہتا ہے کہ پردہ اپنی وحشت مین نہین

مردم آزاری سے پاکان ازل محفوظ ہین
وقت بچہ زور انگشت شہادت مین نہین

انتظاری مین مزہ مجھے جو دکھاوت بہر
وصل کی شب مین نہین وہ روز فرقت مین نہین

سیکڑون تدبیر کی لیکن گردش سے چھٹتے
پھیرنا تدبیر کا انسان کے قدرت مین نہین

ناتوانی تیرگی حد سے زیادہ اسقدر
شور نالو مین نہین اور جوش رقت مین نہین

سر جڑی سفلہ تو ممکن ہی نہین ترک ستم
کون ہے وہ جو فلک کے ہاتھون آفت مین نہین

وصل گر ممکن نہین تو ہو ہی جائیگا وصال
کوئی وقت نام کو اس اپنی وقت مین نہین

کاکل مشکین سے روشن جلوۂ رخسار ہے
دیکھنا اہل نظر کیا نور ظلمت مین نہین

کیا کہین بیداد تیرے ہجر کی بیدادگر
کون وہ دن ہے جو یہ تو مصیبت مین نہین

عیان ہے عارض رنگین جانان زلف پیچان مین
نہان گلزار کا ہونے لگا ہی سنبلستان مین

بہار آئی گھٹا چھائی ہوا بدلی گلستان مین
صباح عید کا عالم ہی بزم می پرستان مین

ہماری خاک کا جوبن جو دیکھے کوئی جانان مین
تو خجلت سے گلون کا رنگ اوڑ جائے گلستان مین

ہر اک داغ جگر پر چشم بینا کا ہوا دھوکا
نہ دیکھا غیر نرگس پھول اوس نے گلستان مین

ہمارے سیل گریہ سے رہا سوز درون امین
نہ دیکھی ہے یون آتش بھڑکتی جوش باران مین

رکھا دست حنائی اوسنے عارض پر نزاکت سے
ہوا ثابت کہ گل پر ہو لا ہی بلبل شاخ مرجان مین

عذار یار پر زلف دوتا کیونکر ہی ای زاہد
گذر ممکن نہین ہے مار کا گر باغ رضوان مین

خیال عارض جانان دل ویران مین خاک آئے
بہار جلوہ کیا ہوگی گلستان کی بیابان مین

الٰہی اب وہ آئینگے ہمارے حجرۂ دل مین
خیال خام ہی انکی بلا جائیگی زندان مین

ادہر تو دیکھئے تاثیر عشق اسکو بھی کہتے ہین
مرے رونے سے پانی بھر گیا اوسکے زنخدان مین

مرے دست جنون نے ایسی کچھ سینہ خراشی کی
برنگ گل بھرا ہی خون ہر چاک گریبان مین

خیال روی جانان کسطرح ہنگام گریہ ہے
چراغ مہر پر آتی ہی آفت فصل باران مین

ہوا ہون چوم کر لبہاے جانان مست ای ساقی
مجھے کیفیت می ملگئی ہی آب الحیوان مین

عتاب شعلہ رو کا دیدنی اعجاز ہے پرتو
تری کا نام تک باقی نہین چاہ زنخدان مین

سبق گویا کتاب عشق کا ہم یاد کرتے ہین
کبھی گریہ کبھی آہین کبھی فریاد کرتے ہین

شب فرقت جو دانتون کو تمہارے یاد کرتے ہین
ستارون کیطرف ہم دیکھکر فریاد کرتے ہین

کہلا جب منہ تو شکر منت جلاد کرتے ہین
ہمارے زخم دل کب شکوہ بیداد کرتے ہین

کسیکے ابروی خمدار کو ہم یاد کرتے ہین
اٹھا کر ہاتھ کعبہ کے طرف فریاد کرتے ہین

برا ہو ایسی غفلت کا چمن مین آشیان بلبل
بنا کرتے ہین اور اندیشۂ صیاد کرتے ہین

نہ آئین وفا دیکھا نہ انداز جفا دیکھا
کرم کرتے ہین کچھ ہمپر نہ وہ بیداد کرتے ہین

مزے ایسے چکھائے آب خنجر کے ہو ترا یدل
دہان زخم تک شکرانہ جلاد کرتے ہین

جنون منت نہ مانیگا بھلا کیا اپنے قدمونکی
کہ چل چل کر بھی گھر زنجیر کا آباد کرتے ہین

وہ وعدہ پر نہ آتے ہین تو انکی یاد سے ہردم
دل ویران کو اپنے ہم وہین آباد کرتے ہین

کبھی آنکھین دکہاتے ہین کبھی تیور چڑھاتے ہین
ستم ہر روز اک تازہ ستم ایجاد کرتے ہین

غرض کیا حور سے پریون سے کیا مطلب ہمین ناصح
ہین آدم زاد وہ گر عشق آدم زاد کرتے ہین

رہی فرہاد و مجنون مبتدی ہی عشق کے فن مین ۔ یہہ ہم نے کسب فیض صحبت استاد کرتھین

مرے جانب سے دلکو سخت کرتے ہین الٰہی خیر ۔ غضب کرتے ہین یہ بت موم کو فولاد کرتے ہین

سمجھتے ہین مگر خود رفتہ ہین جوش محبت مین ۔ بجا ہی حضرت ناصح جو کچھہ ارشاد کرتے ہین

شبیہ عارض جانان چمن مین چلکے دیکھینگے ۔ دل ناشاد کو ہم اپنے یون ہی شاد کرتے ہین

غرور عشق و سوز سینۂ مجروح سے ہر دم ۔ امیر و داغ پر مضمون مرے ایراد کرتے ہین

غزل لکھتے ہین وصف دیدۂ جانان مین جب پرتو ۔ سر بزم اپنی انکہون سے سخنگو صاد کرتے ہین

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی

جو بہوسے بھی میری سخت جانی ملو کرتے ہین ۔ فسان دیکے خنجر تیز تر جلاد کرتے ہین

تمہاری یار کی داد پسند جب یاد کرتے ہین ۔ حباب قلقل جاجات سے فریاد کرتے ہین

سبق اونکو پڑھا کر کون یون جلاد کرتے ہین ۔ کہ پابند محبت پر ستم ازاد کرتے ہین

حسین انسان پری پر رشک کی بیداد کرتے ہین ۔ جلا کر آتشی کو خاک آدم زاد کرتے ہین

بیا بے لاکہہ ہم فریاد پر فریاد کرتے ہین ۔ وہ کچھہ سنتے نہین بیداد پر بیداد کرتے ہین

فراق سرو قدان مین نہایت تنگ کرتا ہے ۔ ہم اپنے دلکو آج آغوش سے آزاد کرتے ہین

حد اسکا ہوا سر کہار ہا ہی ای پری پیکر ۔ جو گھنگرو پاؤن پڑہ پڑہ کر ترے فریاد کرتے ہین

دل ویران مین آتے ہین وہ پھر آہستہ آہستہ
نئے سر سے دوبارہ اپنا گھر آباد کرتے ہین

حسینوں کے ہی قول وصل کا کچھ اعتبار اے دل
نخایت منہ سے کہتے ہین مگر بیداد کرتے ہین

بتو مجھ سے نہ بولو تم کیا آزاد تب تجھکو
خدا کے بندے کو تم کسلیئے آزاد کرتے ہین

دل آشفتہ سے انکھوں نے تیری شوخیان دیکھی
ادا اس سے یہ حق خدمت استاد کرتے ہین

خدا کو بھولکر ہرگز نہ کہنا زاہد و کافر
زبان عشق بت سے ہم خدا کو یاد کرتے ہین

رہی دل کے نگر مین انجمن امید و حسرت کی
کہ ہر اک شہر مین اک انجمن ایجاد کرتے ہین

وصال دختر رز کی عجائب تر ہی کیفیت
اس اک لڑکی سے صحبت سیکڑون داماد کرتے ہین

دل پر داغ اس مطلب سے ہی اوس طفل کا ہدیہ
کہ درس ابن و فتر غم سے ستم کا یاد کرتے ہین

ہوین انکھین لب مژگان نم دیدہ فریادی سے
کہ سب صید یا زبان موج سے فریاد کرتے ہین

نہین کرتے ہین خون بیگنہ سے لال شمشیرین
عمل نامہ پہ چھڑ رنگینیان جلاد کرتے ہین

سفارش میری کرتے ہین تمہارے کان مین زلفین
پریشان دل پریشان کیلیئے امداد کرتے ہین

نہین ہے سخت جانون کے دلو نہین دخل بیتابی
کہ پارے سے حذر آئینۂ فولاد کرتے ہین

جو آتے ہین ادہر گلزار کو ہی گلعذاران سے
صبا کے جھونکے سروح قوت شمشاد کرتے ہین

دل مجروح کو ہم سخت کرتے ہین جدائی مین
گمس خانہ کو اپنے خانۂ فولاد کرتے ہین

نہین مستی مین ہی مطلب فراموش گوش میخواران
بجا لاتے ہین جو پیر مغان ارشاد کرتے ہین

تمہاری زلف کی صحبت بلا ہو ہی گئی آخر
کہ مجہپر تیز دندان شانہ شمشاد کرتے ہین

لٹاتے ہین متاع صبر ایام جدائی مین
یہ دولت اپنی تیرے واسطے برباد کرتے ہین

تمہارا نام لیتے ہین مرا منہہ دیکھکر ہمدم
مجہے ناشاد تو ہمین آشنا دلشاد کرتے ہین

قفس مین گو کہ مرغان چمن خاموش ہین باہم
زبان دل سے برشکرانہ صیاد کرتے ہین

عبث کہتی نہین خلقت فلانے نے حماقت کی
دغا پیشہ مگر حجام کو استاد کرتے ہین

پڑہاتے ہین ہوس مشتاق کی اپنی نجابت سے
اگر ہم چاہتے ہین داد وہ بیداد کرتے ہین

نظر مین جب سے تیرے مطلع ابرو کا جلوہ ہے
رسا مصراع ماہ نو یہ ہم ایراد کرتے ہین

تمہاری چشم و ابرو کی ثنا مین شعر لکہ لکہ کر
ہر اک مصرعہ کے نیچے اپنی ہم اک صاد کرتے ہین

اگر ہی سخت دل وہ بت کرین ہم سخت تر دلکو
اگر پتھر کیا اوسنے تو ہم فولاد کرتے ہین

جو اعشق ستم نکدہ مین ہین مال اندیش و آخر بین
عوض شادی کے اپنے دلکو غم سے شاد کرتے ہین

زبان حال او ذرہ ذرہ سے کہے بلبل کے گلشن مین
بیان ماجرائے خانۂ صیاد کرتے ہین

خدا آباد اونہین رکہے صد و سی سال عالم مین ١٣٠
قدم سے اپنے برق گہر مرا آباد کرتے ہین

داغ روشن ہوگئے اپنے تن محرور مین
مین بہی برق طور سے کچھ کم نہین ہون نور مین

مانگ اوسکی دیکہہ کر ثابت ہوا مجھکو یہی
کوندتی ہین بجلیان قلب شب دیجور مین

١٤٥

جو تھی مایہ ہجو اوسکی ہی بلند آوازی
تار دہن بزم کے سوا کیا خاک ہے طنبور مین

حاسد نا چیز اور مجھہ سے تقابل واہ واہ
پنجہ شہباز کی قوت ہے پای مور مین

رو سیاہی کا بنا مظہر عدوی ہاسنج
مرحبا طلعت ہے کیا اپنے سخن کے نور مین

لو لگی ہی ایک شعلہ رو سے اسکی ای کلیم
ہو عوض بتی کے دل میرا چراغ طور مین

اسقدر ناسور ہین اسمین تفاوت کچھہ نہو
گر ملا دون دلکو اپنے خانۂ زنبور مین

ہی تصور زلف کا تیری شب ہجران مجھے
سانپ آتے ہین نظر ای مہ شب دیجور مین

تل لگا کر ناک پر ثابت کیا اوس شوخ نے
جلوۂ حسن پری کو شیشۂ بلور مین

ہے دل سوزان مین اپنے کیا بہار داغ عشق
پہول لالہ کے کہلے دامان کوہ طور مین

معجزہ ہی چشم مست عشق جانان کا فقط
رس بہرا ہی **برق** اب ہر زخم کے انگور مین

جو اہل آبرو ہین کچھہ اونسے ضرر نہین
طغیانیونکا آب گہر سے خطر نہین

ہو مست نشہ ئی غفلت سے غافلو
ہے ہے مسافرونکو خیال سفر نہین

زیبا نہین ہین بود ہون کو نیار لو لیے
اس بزم مین فروغ چراغ سحر نہین

بیہہ محو ہون نظارۂ تصویر یار مین
اسکی طرح سے مجھکو بہی اپنی خبر نہین

کھٹے ہین مال باعث رنج و ملال ہے
لیکن متاع حسن کو چوری کا ڈر نہین

وان ضعف ہجر یار نے سمجہا دیا ہے مجہے
پیک خیال کا بہی جہانتک گذر نہین

آئے وہ میرے دل مین کدہر سے بتائیے
واللہ وہ مکان ہی یہ جسکا در نہین

ای رشک باغ کسلیئے بلبل سے سرکشی
کیا ماجرا بہار کا مد نظر نہین

دل توڑ سبکو کہیل سمجہتے ہین بے شعور
لوگو نکا ڈر نہین تو خدا کا بہی ڈر نہین

کہتا ہون یہ زبانی ہر اک سرو باغ کی
دنیا مین راست باز کے شانو پہ سر نہین

کرتا ہی سیر اکجہان کی خدا کی شان
مثل نسیم طایر نکہت کو پر نہین

صبح شب فراق ہی کیون غم نہ کہاوین
لوگو جہان مین روزہ کوئی بے سحر نہین

گرداب بحر اشک ہوا حلقہ دوات
کب وقت فکر شعر مری آنکہ تر نہین

بچکر قلم سے جائیگا پرتو مرے کہان
کچہ ایسے تیز طایر مضمون کے پر نہین

نہین ہے گر ترا ہمرنگ کوئی گلعذار و نہین
کہان ممکن ہی میرا ہمنوا ای گل ہزار و نہین

چمن ای گلبدن ہے گر ترے سینہ فگار و نہین
نظر آئے یکیون کہ سایکیسر غدار و نہین

پہنچیگا خون عالم مردمک کے سر پہ ای قاتل
گلے کشتے ہین لاکہو تیری آنکہون کے اشارو نہین

تمہارے عارض رنگین گلرو کے میسر ہون
دل نالان مرا بلبل کے بدلے ہوستار و نہین

پہنچ جاتے ہین اوسکو چمین گلگون تصور پر
شمار اپنا ہی از روز ازل ہوا شہسوار و نہین

رہیگا یون ہی گر ای برق وش یہ اضطراب دل
نہ ٹہریگا کبہی رشتہ ہمارا بیقرار روئین

دم فریاد مجھکو دہن ہی کس مزے کے دانتون کی
ستارون کی چمک ہے آہ سوزان کے شرار روئین

ہماری آنکہہ مین ہر دم سے عکس گل کا جانان
مگر افعی ہین ان روزن مقید ہی حصار روئین

پس مردن ہی آنکہون نہین عدو کی ان نظر بنکر
غضب ہے دفن ہی کشتہ تمہارا سو مزار روئین

تمہاری تیغ یا یون ہے نیا اک زخم ہی دلپر
بہلا تیغ زبان کی آبداری ہے کنار روئین

گئی وہ پارسائی ہوگئی دستار رہن می
کہلونا بنگئے ہین شیخ اگر بادہ خوار روئین

ہزارون چاک ہین دلمین ہمارے صورت غنچہ
مگر اس بیکسی نے آبرو رکہہ لی ہزار روئین

نظر آئے الہی اوسکے بالے کا کہین موتی
مری آنکہین ہین واشکل صدف امیدوار روئین

نکلجائے اگر دم آرزوی دید مین اپنا
رہیگا داغ حسرت دلپہ تیرے یادگار روئین

ندیکہا اوس گل رخسار کا ہمرنگ ای **پرلو**
بہت دیکہا ہی ہمنے یون تو پہولون کو بہار روئین

آرایش دہن نہین دندان اگر نہین
قیمت پذیر یان صدف بے گہر نہین

سرمہ لگا کے کر کبہی ظالم ادہر نگاہ
بیکار ہی جو مرغ کے بازو مین پر نہین

ہمجنس کو ہی ربط ہی ہمجنس سے یہان
بارش کے زور سے کبہی دریا کو ڈر نہین

صیاد دام لیکے چمن مین ہی داؤ پر
نادان عندلیب کی دم کو خبر نہین

ہمقافیہ غزل شیخ امام بخش ناسخ

پر توبہ تجربہ ہے کہ ہوجاتا ہی خراب
پیش نماز جمعہ کوی کام کر نہین

برہین ہی یار جام مئ ناب ہاتھ مین
رکھتا ہی آفتاب کو مہتاب ہاتھ مین

جب اوسکے غم نے بی سر و سامان کردیا
ای کلید عالم اسباب ہاتھ مین

در دخا سے اوسکے یہ روشن ہوا ہی چشم
جلوہ نما ہین کرمک شب تاب ہاتھ مین

رکھا ہی ہاتھ یار نے زلف و عذار پر
ہی آشیان قاقم و سنجاب ہاتھ مین

پہنچون کو جسکے بوج رہے انگلیان تلک
کسطرح لے وہ جام مئ ناب ہاتھ مین

کہتے ہین دیکھ کر مری چشم پر آب کو
ہی پتلیون کے یہ کوئی گرداب ہاتھ مین

دیکھین کلیم ادہر پئی نذر جمال یار
رہتا ہی راتدن دل بیتاب ہاتھ مین

اللہ ری تیزیان تری برق نگاہ کی
مہندی کا رنگ ہوگیا سرخاب ہاتھ مین

ہاتہون مین میرے یار کا پلو نہین مگر
ای آسمان ہی چادر مہتاب ہاتھ مین

اسدرجہ غرق ہون عرق شرم مین کہ ہین
سارے خطوط موج سراب ہاتھ مین

جو دانے چھالے ہین ہین پہر فکر کیا جووان
ہین حلقہ ہای گوہر شاداب ہاتھ مین

دن رات ہی جو مشق خیال نگاہ یار
خنجر سے ہو کے تیز مین اعصاب ہاتھ مین

وہ دن کہان کہ ہاتھ مین دامان تھا اوی ری
دروازے کا ہی اب ترے قلاب ہاتھ مین

آنسو یہ پونچھے موج ہوئین انگلیان مری
پیدا ہوا طلسم سیلاب ہاتھ مین

پرتو مریض عشق لب سرخ یار ہون
تسکین کو ہے دانۂ عناب ہاتھ مین

ہے عکس یار آنکھ مین آنسو رواں نہین
یوسف تو ہے کنوئین مین مگر کاروان نہین

جو بخت ہین اونسے نہین بہرہ ور کوئی
ثابت ہی ہے کہ تیغ کا پانی رواں نہین

اوس شعلہ رو کے منہ پہ نہین تار زلف کا
آتش بھڑک رہی ہی سر مو دھوان نہین

اوسکے سوا آنسکا دلین دوسرا
دربان خیال یار ہی گو پاسبان نہین

دیکھا ہی کسنے غنچہ پستان کھلا ہوا
پیدا دریشہ زینت باغ جہان نہین

حضرت تو اتنی آپ کی آواز دیکھئے
ہی شور رعد آہ دل ناتوان نہین

آکے اشک ہجر مین تھم تھم گئے ہین
مانند ابر آنکھ کا پانی روان نہین

تھڈا ہی ایک تیر جگر دوز الاماں
ہی یہ کمان پتنگ کی اسکے کمان نہین

گالی وہ دے رہے ہین ادہر دم بخود ہین ہم
گونگون کی طرح منہ مین ہمارے زبان نہین

فریاد سے فراق مین یکدم نہین ہے چین
پرتو کوئی جرس سے ہماری زبان نہین

دشت جنون کی خاک ہی کیا زیب تن نہین
وحشت مین احتیاج مجھے پیرہن نہین

غم عشق دل مین ہے اسطرح ہو نگاہ آنکھون مین جسطرح
کرون قطع ربط مین کسطرح کہ دو دل کا فرق رہا نہین

ہو دل ہزارون کے مبتلا نہین ہے سبب تجھے کیا ہوا
تو ہی آ کے دیکھ لے ناصحا کہ بلا ہی اسکی ادا نہین

شب وصل ظلم دو چند ہین یہان پھر شوق کے بند ہین
کہ یہ پرتو آج کمند مین مرے بت کے بند قبا نہین

یہہ نقشہ ہے خیال خنجر ابروی پرفن مین
نہین ہے فرق کچھ اپنے دل مجروح و قطرزن مین

ابھی یہ تفرقہ انداز یان ای چرخ دون کس تک
بیابان گردی مین ہم اور وہ گل سیر گلشن مین

نہ کیون روتا رہون دن رات ہجر مین ابر کی صورت
گیا وہ برق وش ہمکو ہے میرے عین ساون مین

خرامین گل کے وہ جلوے کہان ہر ہر کے جھونکے مین
برنگ برگ گل بلبل کے پر اوڑتے ہین گلشن مین

فدا ہین جانباز اسیر تو او سیر آدمی قربان
عذار شعلہ رو کی لو نہین ہے شمع روشن مین

غرض کیا گلشن ایجاد سے بینا جو ہوا کہین
جہان کی سیر حاصل ہے بشر کے خانہ تن مین

ضرر روشندانون سے موذیون کو کب پہنچا ہے
گر گئی گر کے بجلی کیا مہ روشن کی خرمن مین

مبارک شیخ کو تسبیح کی لذت ہوا ای پرتو
مزا ملتا ہے ہمکو الفت طفل برہمن مین

ہوے ہین لال کیون دندان ناسخ پرفن مین
کہین یاقوت گر تو نہین ہیرے کے معدن مین

ہر اک گل برگ گان ہوتا ہی اک شمع فروزان کا
ترے رخسار رنگین نے لگا دی آگ گلشن مین

نہ سکا ابر تر نے چاند کی کیا روشنی دھو لی
شب مہ بھی شب تاریک سے بڑھکر ہے ساون مین

دم گریہ نہو کیونکر تصور اوسکے گیسو کا
گھٹا چھائی ہوئی رہتی ہے صبح و شام ساون مین

جو حاجت ہی فسان کی اوسکو قاتل سخت حیران ہون
نہین کیون ربط تیری تیغ مین اور میری گردن مین

بہ لاغر ہون کہ کستا ہی گلا اعصاب سے قاتل
تری تلوار کا ڈورا ہی ہر رگ میری گردن مین

یونہی گر حسرت دیدار مین ہم خاک ہو جائین
غبار اپنا لگیگا اوس پری کے نعل توسن مین

رہا کرتی ہین امیدین عوض حورون کی ای **پرتو**
نہین کچھ فرق جنت مین اور اپنے خانۂ تن مین

نہین ہے نال مسکین شعلہ رو کے روی روشن مین
ستارے نے بنہ لی ہے مہ کامل کے دامن مین

مین وہ آتش قدم بلبل ہون دم بھر بھی جہان بیٹھا
وہین اک آگ سی لگجاتی ہے شاخ نشیمن مین

الہی خیر اوس بت کے چڑھا ہے منہ نہایت یہ
رقیب روسیہ کی پڑ گئی ہے روتی روغن مین

نہین ہوتے ہین کیا مضطر ہی قانع وقت مجبوری
اندھیرے کو گوارا کرتے ہین سب قحط روغن مین

سکندر شون کو دبا ہے یہان ہر چرب طینت سے
نہین باور تو دیکھو ڈوبتا ہے آب روغن مین

اوٹھا ساقی پیالے آج لطف بادہ نوشی ہے
بہار آئی نسیم جانفزا چلتی ہے گلشن مین

مکین جسمین نہو وہ کاٹ کھاتا ہی مکان **پرتو**
اوداسی ہے نہین جب سے دل اپنا خانۂ تن مین

تیری آفت کا پتلا وہ بحر حسن چہتین مین
یہ تیغ ناز سے گلگیر سے کہتی ہی وہ قاتل
جلایا اوسنے خرمن کو تو اوسنے اپنے عدا کو
دل مضطر ہمارا آہ سوزان سے فروزان ہے
مرے رونیکی سکر منزل ہے پہر کیون وہ ظالم
دل مضطر مین اپنے کب ہے تصویر اوس پریرو کی
بنے ستاری وحشت یہ قصہ پاک ہو جائے

ٹپکتے ہین دل عشاق موتی بیکے لٹکن مین
تفاوت ہے نہایت شمع مین عاشق کی گردن مین
نہین فرق آہ سوزان مین مری اور برق روشن مین
لگا دی ہے یہ کسنے آگ اس یار کے معدن مین
جو مینہ برساوہین بجلی چمک جاتی ہی ساون مین
پہنسا ہی جہانک کر طفل حسین یار کے مودن مین
گریبان کے لئے جہگڑا ہی میرے دست و گردن مین

حرارت دیدنی ہی سوز فرقت کی معاذ اللہ
کہ برقؔ سے موم بنکر ہی نرمی طوق آہن مین

یہہ بہی تو ادسکی طرح ای فتنہ گر ملتا نہین
اشرف المخلوق کہتے ہین تمام انسان کو
جمع کرتے ہین جو زر منعم تو کیا اس سے حصول
قتل ہو جائیگا اوس کو چین رہتا ہی یہ ڈر
آنسوؤن کے ساتھ آنکھون سے بہے ہین اسقدر
زخم کاری کی ہوس مین کب سے ہون مشتاق دید

کچھ نشان عاشق موی کمر ملتا نہین
حیف ہی پہر کیون کوئی بیدا شر بشر ملتا نہین
سرد ہی بازار گروہ سیمبر ملتا نہین
ڈہونڈہتے ہین لکہ کے خط ہم نامہ بر ملتا نہین
سینہ صد چاک مین لخت جگر ملتا نہین
کسلئے چلہ سے وہ تیر نظر ملتا نہین

گرنہ مارا ہی نگاہ سرمگین یار نے
کیون نشان زخمی تیر نظر ملتا نہین

لامکان پرتوؔ ہی اوس بت کی اقامت کی جگہہ
لاکہہ عاشق ڈہونڈہتے پہرتے ہین گہر ملتا نہین

اسکی فرقت مین کہان محشر بپا ہوتا نہین
چاک کس گل کا گریبان ای صبا ہوتا نہین

نام کا منعم کبہی حاجت روا ہوتا نہین
کچہہ تصور سے ترے مطلب ادا ہوتا نہین

پیرہن ہین چاک ہر دیوانہ و فرزانہ کے
اس جنون گہ مین ہرا چاک قبا ہوتا نہین

جوش مستی مین کئے مستون نے چکنا چور جام
می بہت پینے سے کیا محشر بپا ہوتا نہین

ٹہنڈہی سانسین کیون بہرین جو نام کے عشاق ہین
گلشن تصویر مین دخل صبا ہوتا نہین

عاشق ناشاد کو مارا ہی کیون اسنے اگر
تیغ تیرا خندۂ دندان نما ہوتا نہین

عالم حیرت مین ہر پابند ہی آزاد ہے
بلبل تصویر گل کا مبتلا ہوتا نہین

ٹہنڈہی سانسین کم نہین ٹہنڈہی ہوا سے ہجر مین
پرتوؔ دل چاک خواہان صبا ہوتا نہین

فرق ربط زلف و عارض مین ذرا ہوتا نہین
کوی دم بہی جہر شبیر سے جدا ہوتا نہین

کب خیال وصل تیرا دلربا ہوتا نہین
کب مری بزم تصور مین مزا ہوتا نہین

عالم حیرت مین ہر فیاض ہی بے فیض ہے
گلشن تصویر ہرگز پر فضا ہوتا نہین

پہیر چرخ تفرقہ انداز تیغ کہکشان
زیر تیغ یار گر میرا گلا ہوتا نہین

ہجر مین اک زہرہ وش کے لب ہین یون محو فغان
ساز سے جسطرح دم بہر سر جدا ہوتا نہین

شوق مردون نے یہان کہینچا تری شمشیر کو
کاہ مین کب جذبۂ آہن ربا ہوتا نہین

سر سرا مین کٹ گیا اسپر ہی مینای شراب
محتسب سے ڈر کے ساقی پارسا ہوتا نہین

کیون تری باتون نے کہینچا عاشق لاغر کا مال
لعل ای جادو بیان گر کہربا ہوتا نہین

جتنے دانا ہین وہ دیوانے ہین تیرے ای پری
خطۂ یونان کب وحشت سرا ہوتا نہین

ہی تنگ ظرفون کی قسمت مین یہان حرف سوال
جام کب محفل مین کچکول گدا ہوتا نہین

اوسکی لعلون کے اسیرون کو حیات خضر ہے
طایر جان قید ہستی سے رہا ہوتا نہین

بر سے میرے تان کی صورت گیا وہ خوش گلو
دیکہئے ناسازی قسمت سے کیا ہوتا نہین

ہی تصور مین مرے تصویر اوس خورشید کی
ہین کبہی منت کش مانی ذرا ہوتا نہین

سر مین میرے ہے جنون موی مژگان صنم
پاؤن ہی خار مغیلان سے جدا ہوتا نہین

جو ازل سے زشت خو ہین نیکخو ہون کسطرح
بوم کا سایہ کبہی ظل ہما ہوتا نہین

جا کے مسجد مین خدا کو یاد ای **پرتو** کرو
وہ بت ناآشنا گر آشنا ہوتا نہین

نام کے ظالم سے ہرگز کچھ ضرر ہوتا نہین
شعلۂ رنگ حنا کیا بے شرر ہوتا نہین

کون تیرا عاشق موی کمر ہوتا نہین
تا عدم در پیش یان کسکو سفر ہوتا نہین

کب ترا چہرہ پہان پیش نظر ہوتا نہین
بیخبر تیرا کوئی دم بیخبر ہوتا نہین

اوس پری پیکر کے گہر کا ہی جو قاصد بنا
آدمی کیا وان فرشتونکا گذر ہوتا نہین

پہر کہجور کو اوس سہی قد سے ہی کیون نشو و نما
سرو اس گلزار مین گر بر ثمر ہوتا نہین

کب نہانے مین نہین ہوتی پریشان منہ پہ زلف
مہر کسدن آشنای ابر تر ہوتا نہین

جب جہلکتی ہی خرام ناز مین اوسکی کمر
ہر قدم کیا لامکان زیر و زبر ہوتا نہین

قطرہ نہین گر یہ عرق غصہ سے ہی روی صنم
چشمہ خور سے تلاطم کا خطر ہوتا نہین

ہی جنون تیرا زمین سے آسمان تک شور خیز
چاک کب ای مہ گریبان سحر ہوتا نہین

کب تلک **پرتو** رہے یارب گرفتار الم
ہو وصال اپنا کسیکا وصل گر ہوتا نہین

رونے مین یان کب خیال سیمتن ہوتا نہین
حلقہ ماتم کب اوسکی انجمن ہوتا نہین

نسخہ تسخیر کوئی شیخ جی بتلائیے
کیا کرین ہم رام طفل برہمن ہوتا نہین

کیون نہ محفل مین گرے پردہ وہ مجہہ سے شعلہ رو
شمع کا فانوس کیا یان پیرہن ہوتا نہین

کیا فلوس چرخ کو نسبت ہمارے داغ سے
ہجر کی ٹکسال مین اسکا چلن ہوتا نہین

ایک حالت پر نہین رکہتا ہی مہر و ماہ کو
دشمن اپنونکا ہی کب چرخ کہن ہوتا نہین

ضعف جذبے سے بڑھ گیا ہے ہجر ساقی مین یہ کچھ
پرتوؔ لاغر بدن تو بہ شکن ہوتا نہین

کب نگاہ یار سے دل آشنا ہوتا نہین
کب ہماری جان پر فتنہ بپا ہوتا نہین

کون ہے جو کشتۂ تیغ ادا ہوتا نہین
بزم مین کب اوسکی اک فتنہ بپا ہوتا نہین

لاغری کی اوس مین کرتا ہون سیر کوی یار
زیر دامان کس دن صبا کا باد پا ہوتا نہین

قبر پر ٹہوکر لگا جاتا ہے بعد مرگ بہی
یار سے حق محبت کب ادا ہوتا نہین

زلف سے چہوٹا تو کاکل مین پہنسایا تو نے چرخ
کب ترے ہاتہون مین پابند بلا ہوتا نہین

کیون نہ کہینچے جذب عشق یار جب لاغر کو آے
کاہکش اپنی ہمدمو کیا کہربا ہوتا نہین

مر گئے پر بہی رخ دل سوی کوی یار ہے
قبلہ سے رو کش کبہی قبلہ نما ہوتا نہین

اوسکے کاکل کا نہ کیون شیدا دل بیمار ہے
زہر شکر بہی اگر ہو تو دوا ہوتا نہین

بوسے لیتا ہے تصور مین گل رخسار کے
شکل بلبل بہی یا عاشق ترا ہوتا نہین

جان دیتے ہین گل اندام وپہ پس پس کر مدام
کب ہمارا خون ہمرنگ حنا ہوتا نہین

زخمی تیغ زبان یار ہون ورنہ کبہی
یون دہان زخم سے مطلب ادا ہوتا نہین

خواب مین بوسے لئے تہے اوسنے کاٹا کب مجہے
ورنہ مین ایسا سزاوار سزا ہوتا نہین

سرخرو تقلید پرتوؔ سے کس و ناکس نہو

دیکھیے ہر سنگ لعل بے بہا ہوتا نہین

کیون ہمارے داغ تیری دید کے قابل نہین
گلشن ہجاری بجہ سینۂ بیدل نہین

ہجر مین امید و یاس و غم کی کب منزل نہین
ایک آیا اک گیا خالی سرا دل نہین

ای فلک انسان اسیر اوسمین ہین اور اسمین ملک
اوس زنخدان کے برابر کا چہِ بابل نہین

تہیرتا ہی روزن دیوار جانان مین مدام
کیا مرے مرغ نظر کو دوسری منزل نہین

ای پری مبہوت سا نے تیرے اونکو کیا
اب سلیمان کی قسم کوی یہان عامل نہین

تو کریم ای ساقیٔ گلفام میکش ہین گدا
کشتیٔ می بزم مین کب کاسۂ سایل نہین

دور ہے آسیب عشق غیر سے پرتو مدام
دیکھہ لے کیا سحر تیرا ای پری عامل نہین

خوش چشم ہین جو مجہ سے گریزان تو غم نہین
دیکھو کہ آہوؤن کو کب انسان سے رم نہین

پستون کو دیکھکر کسی بادام چشم کے
کہاتا ہی زہر یہ کہ زمرد مین دم نہین

اخفای راز عشق کا یان تک لحاظ ہے
روتا ہون زار زار پر آنکہو مین نم نہین

زلف سیاہ تیری وہ کالے ہین جان من
سن سنکے جنکے شور کو ناگو مین دم نہین

پیراہن سرور کترتی ہے جلد آ
قینچی ترے مکان کی قینچی سے کم نہین

دہوتا ہی سیل اشک سے پرتو کا منہ مدام
اک کا زرہ کا ہجر بہی گا ذرے سے کم نہین

کیفیت جہان کے نظارون کا غم نہین — مشتاق چشم یار کو تقلید جم نہین

کانٹون مین نکہت گل تر یکقلم نہین — طینت مین ظالمون کی رواج کرم نہین

کب پست ہمتون کو بلا کا ہی سامنا — انسان کی طرح سایۂ انسان کو غم نہین

ہی منحصر خیال پہ انسان کا وجود — ہستی ہی مین بشر کے لئے کیا عدم نہین

ایدل ہی دید جان جہان مایۂ حیات — گر وہ نہو تو پہر مرے قالب مین دم نہین

کب حسن اور عشق مین ممکن ہی اتفاق — مجہ مین جو ہو وفا ہی تو تجہ مین کرم نہین

پرتو سے توڑنا دل مظلوم کا غضب
پشت آسمان پیر کی بیوجہ خم نہین

ہم رہا کرتے ہین اسواسطے میخانون مین — دور ملتا ہی تری چشم کا پیمانون مین

خوش گلو ایسا ہے وہ کاکل پرخم کی طرح — دل الجھتا ہی ہر اک شخص کا بستانون مین

وہ جو اوٹھتا ہے رقص آتی ہی گھنگرو سے صدا — حشر ہوتا ہی بپا جان نہین جانون مین

حسن مین تیرا اگر کوی نہین ہی ثانی — ای پری کب مرا ہمسنگ ہے دیوانون مین

دشت حال دل پر دلی ہے بحر غزل — جلوہ طاوس کا ہوتا ہی بیابانون مین

گل اگر باغ مین ہمرنگ نہین ہی تیرا — میرا ہمشکل نہین خار ہی ویرانون مین

یہہ نہین صفحۂ کاغذ پہ صریر خامہ — ہی مگر شیر کی چنگھاڑ نیستانون مین

کیون مرے دل سے نہین ملتی ہین آنکہین انکی
ربط ہوتا نہین کیا آشنؤن بیگانون مین

قیس اور ہم جو بہم تہے تو آباد تہا دشت
شور کیا خوب جنون کا ہو دو دیوانون مین

جیمین آتا ہی کسی پیچ سے ای کاکل یار
دل صد چاک کو رکہدون مین ترے شانون مین

گر مکان مین وہ نہین آتے ہین اپنے ای دل
ہم بہی گہر اپنا بنائینگے بیابانون مین

شمع سے گر رخ جانان کو ہی نسبت پرتو
کیون لگادون نہ مرے دل کو بہی پروانون مین

ترے دست عشق سے مثل گل پیراہن چاک کسکی قبا نہین
تری سوز ہجر سے کون ہی جو برنگ شمع جلا نہین

تری بیحرمت فتنہ گر دل و ہوش اپنے بجا نہین
وہ صدف ہون جسمین گہر نہین وہ گہر ہون جسمین جلا نہین

یہ نصیب کی ہی برائی بس مجھے کچہ کسی سے گلا نہین
کہون حال اپنا مین سب سے او وہ کہے کہ مین نے سنا نہین

یہ وفا ہی تیری جفا نہین تو نے جو کیا سو برا نہین
مجھے تجہ سے کچہ بہی گلا نہین کہ نصیب اپنا بہلا نہین

دل بوالہوس ہوا خون یان جو نقاب منہ سے ہٹی وصل مین
کوئی تیغ تیز ہی یہ مگر میری جنگجو کی حیا نہین

ترے آگے رنگ رخ چمن مرا ہوش ہو کے نہ رہ سکا
مرا ہوش صورت بوی گل ترے کوچہ مین کب اوڑا نہین

وہی دلمین ہی وہی آنکہ مین وہی روبرو وہی جدا نہین
رہا کہنے کو وہ جدا مگر کوئی دم بہی مجہ سے جدا نہین

نہو درد دل مین تو کیا مزہ نہو سوز سینہ تو کیا مزا
نہو اشک جاری تو ہجر کا کسی طرح لطف ذرا نہین

مری آہ مین ہے یہ کچہ اثر کہ جہان کو زیر و زبر کرے
یہہ حجاب کا ترے پاس ہے کہ ابہی پہنچی اپنی صدا نہین

کبہی منہ سے نقاب مین کبہی عکس سے تہے حجاب مین	ہین مقابل اب تو ہزارون سے ذری آنکہہ مین حیا نہین
کبہی مار اپنے کرشمون سے کبہی اک ادا مین جلا دیا	تری بزم رقص مین کب بہلا کوئی تازہ فتنہ بپا نہین
بخدا کہ پہر دل مینا ہم وہ جدہر سے پہری ادہر منہ پہری	کوئی اوس سا کعبہ نشان نہین کوئی اس سا قبلہ نما نہین

کسی رشک باغ کے ہجر کی یہہ بہار پر **تو** زار ہے
وہ شجر ہون جسمین ثمر نہین وہ چمن ہون جسمین صبا نہین

حسن بے فیج کبہی روی حسینان مین نہین	جز پریشانی کچہہ اوس زلف پریشان مین نہین
بال عنقا ہوئے تعریف کمر کے باعث	اے دل اب کوئی قلم میرے قلمدان مین نہین
کردیا برہنہ وحشت نے مجہے آخر کار	اب کوئی چاک ترے وحشی کے دامان مین نہین
صرصر ہجر سے کیا سینہ پر سوز اوجڑا	گل تو کیا خار تلک میرے گلستان مین نہین
ڈوب کر اسمین نکلتے نہین پہر کیون عشاق	ایک قطرہ ہی ترے چاہ زنخدان مین نہین
واہ ای غیرت خورشید جہانتاب جمال	کون ہے وہ جو ترے سایۂ احسان مین نہین

پہر ہے کیو نکر وہ پریزاد بغل مین **پرتو**
یون جو تسخیر پری قدرت انسان مین نہین

ضعف ہجر انکا اگر جلوہ اعجاز نہین	میری فریاد یہہ کیون معرکہ پرداز نہین
سر مگین چشم صنم سلسلہ جنبان ہی جو آج	ابر کی شکل ہون گریان مگر آواز نہین

زینت بزم طرب عاشق گریان ہی ضرور	لطف کیا راگ کا بید رداگر ساز نہین
اس گلستان مین ہوا آزاد لقب کیا اوسکا	وہ جو شمشاد کے مانند سرافراز نہین
ہجر ساقی مین بہلتا ہی اسی جام سے دل	دیدۂ تر کے سوا اب کوی دمساز نہین
آنکھہ لڑتی ہی ہوا زیست کا قصہ فیصل	دور کچھہ عشق مین انجام سے آغاز نہین
تو تیا قفل لب چشم سخنگو نہوا	کیا ہے ای رشک مسیحا ترا اعجاز نہین

ہوگئی حسرت دیدار ہی ای پرتو دام
ہجر مین طایر جان مایل پرواز نہین

کہلتا نہین کہ دیر مین کون اور حرم مین کون	یاد خدا مین کون ہے محو صنم مین کون
ہر نیک و بد مین اوس گل رعنا کی ہے ادا	ظلم و جفا مین کون ہی لطف و کرم مین کون
کہتا ہون دیکھہ کر کمر و روی یار کو	ہستی مین کون جلوہ نما ہی عدم مین کون
کیا بات ہی ہماری وفا کی وہ دیکھہ لین	رنج و تعب مین کون ہی مشق ستم مین کون
معشوق بہی وہی وہی عاشق ہے اوبتو	بے پردہ تم مین کون ہے در پردہ ہم مین کون
جنت کی سیر سیر کی لایق ہے دیکھہ لو	مالک کے بس مین کون ہی باغ ارم مین کون
سنبل سے زلف کو وہ ملا کر ستاتے ہین	نرگس بتا تو دے ہی فزون پیچ و خم مین کون

پرتو ہی رنگ اوسکا ہر اک رنگ مین جدا

۱۶۳

گل کی خوشی مین کون ہے بلبل کے غم مین کون

رونے پہ عاشقون کے تبسم روا نہین
عبرت کا یہ مقام ہی ہنسنے کی جا نہین

کب ہر ادای یار مین مضمر قضا نہین
کب خون عاشقون کا شریک حنا نہین

پہر کوی علم عشق مین کامل ہو کسطرح
یہہ ابتدا ہی وہ کہ جسے انتہا نہین

یارب وہ بت ہو قبضہ مین ورد زبان ہی یہ
کب دست آرزو مرا دست دعا نہین

مانند بو کے رنگ بہی اک روز ہی ہوا
گلرویون کی بہار مین خوی وفا نہین

ہم سے نے دلکو ہمین لیا اک اداکے ساتھہ
نرگس مین کب تری اثر کہربا نہین

وجہ قضا ہین اسکی تغافل شعاریان
دیتا ہون جان اسپہ کہ وہ دلربا نہین

کیون میری آہ سرد نہین زیب کوی یار
بیداد ہی کہ باغ مین دخل صبا نہین

دست جنون کا زور سزاوار دید ہے
اوسکی قبا کی یاد مین کب دل قبا نہین

تشبیہ اوسکی زلف کی مشک ختن کے ساتھہ
پرتو تخضب کا فرق ہے کیا یہہ خطا نہین

قلزم اشک شب ہجر ہی طغیانی مین
تر ہین پلکین لب ساحل کی طرح پانی مین

صبح روشن کو رکھا رخ نے جو حیرانی مین
زلف سے ہی شب تاریک پریشانی مین

لطف آرایش دنیا نہین ظالم کو نصیب
رات دن کٹتی ہی شمشیر کی عریانی مین

فخر سلطان زمانہ ہی ترے در کا فقیر — جمع سامان ہوئے بے سرو سامانی مین

ساتھ مردون کے کفن کسلئے دیا ہوتا — کچہ اگر عیب نہین جسم کی عریانی مین

رخ و کاکل کا تصور جو ہی فرقت مین مجھے — سحر و شام ہون حیرانی پریشانی مین

کر دیا نور نے اوس چاند کے ہر ذرہ کو مہر — کہئے یہ بات کہان تہی مہ کنعانی مین

غم فرقت کی تواضع مین ہے مشغول یہ دل — میزبان جان ہے مصروف ہے مہمانی مین

بات وہ موتہہ چہپا کر جو کیا کرتے ہین — ملگئی آب گہر لعل بدخشانی مین

دہیان اوس زلف سیہ کا جو رہا کرتا ہے — رات فرقت کی گذرتی ہی پریشانی مین

دیکہتے دیکہتے بوسے لئے اون آنکہون کے — گرچہ ہشیار نگہبان تہے نگہبانی مین

کچہ نہین حاجت پوشاک جوانمردون کو — دم نظر آتا ہے شمشیر کا عریانی مین

رات فرقت کی ستاتی ہی سیہ دیو کی شکل — ای پری بہیج اسے زندان سلیمانی مین

تری ای رشک سکندر جو صفائی دیکہی — دن گذرنے لگے آئینہ کے حیرانی مین

ہے عجب نشۂ ایام جوانی پہ رتو
خط ساغر کا ہی عالم خط پیشانی مین

کہتا ہون بار بار یہی اضطراب مین — کیا نامہ بر ہوا ہے سوال و جواب مین

گرمی حسن سے ہوین سب مچہلیان کباب — ڈہائی اوس آفتاب نے کیا آفت آب مین

واعظ شراب‌خوار لگا بیٹھنے سیج پر	منہ کھولنا تو کھولئے کچھ جی کے باب مین
بوسہ جو لیلیا ہی خطا اضطراب کی	ورنہ یہ جرأت اور تمھاری جناب مین
یہ غمکدہ وہ رونق بزم نشاط واہ	آئینگے کیا مزے دل خانہ خراب مین
عاشق کی مرگ و زیست نہین دیکھا تھا ہے	رعنائیان ہین آپکے لطف و عتاب مین
راحت سے ہجر دوست مین مطلب نہین مگر	سوتے ہین اسلئے کہ اوسے دیکھین خواب مین
ای چرخ بے ہنر مین یہان صاحب ہنر	کیا کیا ہین انقلاب ترے انقلاب مین
ہر صفحہ رہن وصف سراپا ہے یکقلم	تصویر یار ہے فقط اپنی کتاب مین
ہر ہر گھڑی فراق کی محشر سے کم نہین	روز حساب ایک ہی یہان کس حساب مین

عاشق ہون ایک بت کا کہ پرتو گناہ گار
دن رات اپنی جان حزین ہے عذاب مین

ہم بیوفا ہین آپ اگر بیوفا نہین	سچ جھوٹ سے تو جھوٹ بھی سچ سے جدا نہین
دعوا کبھی خدائی کا ای بت بجا نہین	تیرا کرم ستم ہے ستمگر خدا نہین
سمجھو نہ ان بتون کو خدا یہ خدا نہین	پر اوسکے نور سے کوی ذرہ جدا نہین
تک تک کے دشمنون کی مجھے ڈر ذرا نہین	گنتا جو ہو سکتا ہی کبھی کاٹتا نہین
کیون کہہ رہے ہو مفت کہ ہم بیوفا نہین	کیا راستی تمھاری دروغ انتہا نہین

پیٹتے ہوئے ہین اوس سے تصور مین رات دن
کہنے کو ہم جدا ہین ولیکن جدا نہین

پہر کیون ہمارے حال سے غافل ہوا ہے قدر
گر ادعا ہے تمکو کہ ہم بیوفا نہین

سر عاشقون کے شوق شہادت مین جہک گئے
کیا سایہ تیری تیغ کا ظل ہما نہین

کیون مبتلا ہی اونکی خدائی بتائیے
پردے مین ان بتون کے جو زاہد خدا نہین

ہردم غریق بحر تفکر ہون اسلئے
مدت ہوئی کہ گود مین وہ آشنا نہین

آ جلد لب پہ جان ہے تیرے مریض کی
ای غیرت مسیح تغافل کی جا نہین

خوی سخا ہی عالم حیرت مین خجل ہے
تصویر ہر کریم کی حاجت روا نہین

زاری و آہ سرد نفس سے یگانہ ہون
انسان بغیر آتش و آب و ہوا نہین

کیون دل لگاؤن حور سے واعظ نہ مغز کہا
بتلا تو اسمین حسن نہین یا ادا نہین

آ جلد گود مین شش و پنج سے باز آ
آرام سے دو چار دل مبتلا نہین

قاتل بہار غنچۂ پیکان ہے دیدنی
موج نسیم صبح ہی تیری جفا نہین

پرتو بتائیے کہ سویدا ہے کسکا نام
دل مین اگر محبت زلف دوتا نہین

کب سیر تیرے شاہدان جہان مبتلا نہین
کب گوش گل کو تیرے بلبلون کی سیر ہوا

کب ہاتھ ہے میرے گوش تمنا جدا نہین
کب لب تیرے تر نہین ہے بہلا آشنا نہین

کاکل کا تیرے عشق جہانگیر ہو گیا	وہ کونسا ہی دل جو اسیر بلا نہین
کہتا ہون بیخودی مین ہی یارب ملے وہ بت	اسکے سوا اہی کوئی التجا نہین
کیا سنبلہ مین اپنا ستارا ہے آجکل	اوس زلف کا خیال جو سر سے جدا نہین
فیاض سخت دل کو نہین فیض سے ثمر	لقمہ سے بہرہ ور دہن آسیا نہین
ای بت علاج علت بد کا محال ہے	وہ سخت یہ مرض ہے کہ جسکی دوا نہین
بدمونکا مجہ سے ایدل ناداں گلہ نکر	تیرا ہی یہہ قصور ہے میری خطا نہین
ہاتہون مین تیرے رنگ جمائیگا خون مرا	کچہہ یہہ ہی جمعرات کی ظالم حنا نہین
سر گوشیون سے غیر کی پامال مین ہون	اوس بیوفا کو پاس مروت ذرا نہین

پرتو ہمین نوشتۂ قسمت سے ہے گلا
کچہہ خط نہ بہیجنے کا کسی سے گلا نہین

نا آشنا کے غم مین کوئی آشنا نہین	پہلو مین دل جو دوست تہا وہ بہی رہا نہین
زلفون سے روی صاف کو اوسکے ہی اتصال	خط ختا ختن کا حلب سے جدا نہین
یہہ کب تلک رہیگا فروغ چراغ حسن	ظالم مرے جلے ہوے دل کو جلا نہین
آپس کی چہیڑ چہاڑ کا ٹوٹے نہ سلسلہ	کیجے جفا ہی تم مین جو خوی وفا نہین

پرتو ہون کے پاس سراسر خدا گواہ

دل توڑنا کسیکا روا ہے خطا نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

ہرگز رواج ورسم تعلّی یہان نہین — دیکہو زمین شعر تہ آسمان نہین

ویرانہ ہے وہی کہ وہ گلرو جہان نہین — یان موسم بہار ہی فصل خزان نہین

جب سے مرے مکان مین وہ نوجوان نہین — دن ہی سواے پیر کے کوئی یہان نہین

بنتی ہے زندگی مری اوسکے بناؤ مین — بگڑے تو پہر موافقت جسم وجان نہین

ہیہات ہو نہ سرو گلستان کا اشتباہ — کیون مایل خرام وہ سرو روان نہین

دشمن شب وصال کا پیدا ہی اکتہ اک — بانگ خروس ہے جو خروش اذان نہین

قربان تیرے ای سگ جانان بتا تو دے — کس جرم پر قبول مرے استخوان نہین

پتھر پڑے الٰہی ہمارے نصیب پر — سر توڑنے جنون مین بہی وہ آستان نہین

آتش لگا دی سوز فراق کمر نے کیا — جلتا ہے بال بال سر مو دہوان نہین

دل داغدار بیکسی ہجر دوست سے — درکار اس چمن کے لئے باغبان نہین

کوچ مسافران خیال دہان یار — محتاج نالہ وجرس کاروان نہین

آتے ہی اوسکے شکوہ بیداد کیا ہوا — ہم یون ہین اب خموش کہ گویا زبان نہین

کی بات جس سے اوسکو مسخر بنا لیا — تعویذ حب ہے یار کا نقش دہان نہین

دیتی ہے ایذا اسکی خرام سکے رفت کی
کہتا ہوں اب مرو نہ سنسناہوں نہیں سے
ظالم سے کہ معاون ظالم کی قدر ہے
اپنے ہی منہ کی دید ہے اس گل کی آنکھ میں
اوس زرد دامنی سے مشابہ ہے تار تار
کہا یا نہیں ہمارے غم یار نے اگر

کب در پئے بہار چمن میں خزان نہیں
غیبت کے باب میں مجھے کوئی زبان نہیں
خنجت سے بڑھکے قیمت سنگ فسان نہیں
شوق نظارہ چمن زعفران نہیں
بیوجہ مجکو شوق گل زعفران نہیں
پھر کسلیئے بدن میں مرا استخوان نہیں

پر ٹوٹے اجکل دل عالم دغا سے یہ
جنس وفا جہان ہو وہ کوئی دکان نہیں

ہم قافیہ بر غزل امانت لکھنوی

منہ ہے وہ مہر منور کہ جسے کہتے ہین
کسطرح بلبل دل امیرا نہو پھر گستاخ
نہیں کرتا دل مشتاق کو محروم جواب
روزن مور ہے ای تنگ شکر نہ خانہ
بت بیدرد ہوا مایل درمان جنون
آکے قابو مین نکل ہی گیا وہ ماہ جبین

تل وہ مہ ترا دلبر کہ جسے کہتے ہین
رخ ترا ہے وہ گل تر کہ جسے کہتے ہین
وہ ملا ہمکو میسر کہ جسے کہتے ہین
مجھے غم نے وہ دیا گھر کہ جسے کہتے ہین
آج لگتے ہین وہ پتھر کہ جسے کہتے ہین
بنکے بگڑا وہ مقدر کہ جسے کہتے ہین

ضعف عشق کمر یار نے موہوم کیا ‌‌ ‌ ہو گیا جسم وہ لاغر کہ جسے کہتے ہین

گلرخون کے غم دوری نے کیا نگہت باغ ‌ ‌ ایسے اوڑتے ہین ہوا ہو کہ جسے کہتے ہین

کام قاصد کا ادا ہو گیا رفتہ رفتہ ‌ ‌ ہی تصور وہ کبوتر کہ جسے کہتے ہین

ہو گیا دیکھتے ہی مست محبت عالم ‌ ‌ انکھہ تیری ہی وہ ساغر کہ جسے کہتے ہین

شیر ہون گربہ صفت مجھہ سے گریزان ہین عدو ‌ ‌ چھا گیا ہی وہ مرا ڈر کہ جسے کہتے ہین

آدمی طوق بگردن ہوے اسکے غم مین ‌ ‌ ہی یہہ قامت وہ صنوبر کہ جسے کہتے ہین

ایک گلرو نے کیا داغ جدائی سے نہال ‌ ‌ دست قدرت مین ہے وہ زر کہ جسے کہتے ہین

مری آہون سے ترے در کا نہ پردہ اولٹا ‌ ‌ ایسا سیدہا ہی مقدر کہ جسے کہتے ہین

دیکھیے چرخ تو جہکر کے زمین پر گر جاے ‌ ‌ ہی وہ اس بخت کا چکر کہ جسے کہتے ہین

زانوی صاف حسینان پہ رہا کرتا ہے ‌ ‌ آجکل ہے وہ مرا سر کہ جسے کہتے ہین

صنعت وقدرت خالق کے تماشے دیکھے ‌ ‌ چشم بینا ہی وہ ساغر کہ جسے کہتے ہین

اوسکا دربان ہی اب حامل نامہ ہے مرا ‌ ‌ ہاتھہ آیا وہ کبوتر کہ جسے کہتے ہین

دونون رخسار سے آئینے سکندر کے دیے ‌ ‌ ہی یہہ دارا وہ سکندر کہ جسے کہتے ہین

زیست عشاق کمر کو ہی وبال ای ظالم ‌ ‌ چین پاتے ہین وہ مر کر کہ جسے کہتے ہین

تیرے جلتگار وہ بیزار نہ بنگی کیونکر ‌ ‌ اب بپا ہی وہ نرا شر کہ جسے کہتے ہین

ہے کسی گل کا جنون دست و گریباں مجھ سے
اب ہوں جامہ سے وہ باہر کہ جسے کہتے ہیں

موتی بخیرت سے صدف میں ہو جو اگل کر
دانت تیرے ہیں وہ گوہر کہ جسے کہتے ہیں

آشنای ہم بیداد بتاں ہوں ہمہ تن
بجدا ہوں وہ شناور کہ جسے کہتے ہیں

میرے پہلو سے کنارے جو ہی وہ قلزم حسن
چشم تری وہ سمندر کہ جسے کہتے ہیں

لحد کشتۂ رخسار منور پہ ترے
چاندنی کی ہے وہ چادر کہ جسے کہتے ہیں

اوس پریزاد نے بے پر کے اڑایا بر سے
مرغ دلکو وہ سطے پر کہ جسے کہتے ہیں

الاماں بال ہر اک اوسکی پلک کا ہی وہ تیر
اور ابرو ہی وہ خنجر کہ جسے کہتے ہیں

دیکھکر جلوہ فزا بارہ دری میں اوسکو
دل پر نور ہے وہ ششدر کہ جسے کہتے ہیں

ہمقافیہ بر غزل داغ دہلوی

الجھا ہوں میں بھی شعر خوا اضطراب میں
تڑپے ہزار برق نہ آئے جواب میں

سارا امنگ خاک ہے ہوا ضطراب میں
بجلی گری ہے خرمن عہد شباب میں

پہلے محلک بہ ماہ کا ثابت ہی گر قیام
کیونکر پھر اوسکا چہرہ ہے دو ہر نقاب میں

ہم مست جام عشق ہیں ہشیار محتسب
حرمت کا نام تک نہیں اپنی شراب میں

بیت الشرف ہی قول منجم کا مہرباں
روشن ہے یہہ حساب ترے گھر کے باب میں

خاکا اوڑا لیا ہی سراپای یار کا
بلبل مجہہ بولتا ہون گلستان کے باب مین

کچہہ سدہ نہین موافق ضرب المثل مجہے
جوش جنون کے ڈہنگ ہین فصل شباب مین

سایل ہون ایک بوسے کا امساک چہوڑدے
استادگی ہے کسلیے کار ثواب مین

کشتہ ہون بخت خفتہ کا ای شوق پای بوس
ہو خاک اپنی سونے کی اوسکی رکاب مین

بیکل کیا ہی ظالم یکتا کے ہجر نے
سیماب اور مجہہ سے بڑہی اضطراب مین

پہیرا نہین جو گردش ایام نے اوسے
یہ حیص و بیص کیون مرے خط کے جواب مین

سفاکیون سے کرتے ہین وہ ظلم بیشمار
روز حساب تا کہ نہ آئے حساب مین

رعنائیون کا جلوہ نظر آئے آپکی
ملجائے قند لطف جو زہر عتاب مین

کر جلد تر نگاہ کرم ای کنارہ کش
پانی ہے تیری چاہ کا چشم پر آب مین

کیون یاد چشم مست مین بہولون نہ آپکو
مدہوشیون کی لہر ہین جام شراب مین

درزی لگا دے میرا دل داغدار بہی
گلکاریان جو چاہیے اونکی نقاب مین

پرتو مصیبتون مین نہون کیون عدوی بت
دشمن کو اپنے حق ہی رکہیگا عذاب مین

ہمقافیہ بر غزل رند لکہنوی

زیست پامال غم عشق کی منظور نہین
اوس سلیمان کو سر پرورش مور نہین

ہای کیا وفن کے قابل دہن مور نہین
ناتوانی مری محتاج لب گور نہین

ای صبا دور ہو اوہ گل خنداں جسسے
دل مرا خوش نہین شاداں نہین مسرور نہین

سو کہہ کر جوں گل تر خار ہو سورج کا بہی پہول
جو شن بہری ایام سے کچہہ دور نہین

مجہے دوزخ ہی زمستان مین غضب گہرا اپنا
اس برس مین بہت آغوش ہوہ حور نہین

نقد جان عاشق بیدل کے خزانے مین رہے
کسی بیمار محبت کا یہہ دستور نہین

دل ہوا شام سے ہی سرو قدون کے غم مین
صبح تک جان بہی ہو آزاد تو کچہہ دور نہین

لیچل ای جوش جنون دشت کو آہو کیطرح
ایک خوش چشم کو صحبت مری منظور نہین

یہہ رہا مر کے بہی مد نظر خوش چشمان
کہ فقط تیر کا تودہ ہی مری گور نہین

گل سے رخسار نے مارا ہی کسیکے یارو
پہول رکہدو کہ کفن طالب کافور نہین

لاکہہ پردون سے تری جلوہ نمائی کی صفت
ذات ستار کی سوگند کہ مستور نہین

اس غزل کی ہمین اب داد ملیگی کس سے
میر مرحوم نہین ناسخ مغفور نہین

دیکہو زنہار تکبر نہین آئین کمال
سرکشی نقص ہے کامل جو ہی مغرور نہین

جلوہ اسکا نظر آیا مجہے اس کہڑکی سے
یار کا روزن دیوار ہے ناسور نہین

رکن عنصر ہی حسینونکا غرور اے گردوں
کونسا وہ مہ کامل ہے جو مغرور نہین

صورت باغ مجہے خوف خزاں سے کیا ہو
لب خنداں نہین بر مین دل مسرور نہین

ذرہ ذرہ مین جھلکتا ہی اوسی مہر کا نور	ای فلک سے مین نہین ہے وہ کہ اختر مین نہین
خون دل سے غم ساقی مین ہین آنکھین لبریز	وصف کچھ حسن پری کا مرے ساغر مین نہین

نہ پھرون یار کے دروازے سے پرتو مایوس
غم و حسرت سہی شادی جو مقدر مین نہین

ہمقافیہ بر غزل ذوق دہلوی

صبح بہار ہجر شب غم سے کم نہین	کچھ آفتاب دیدۂ پرنم سے کم نہین
کیفیت نظارہ ماتم سے مست ہے	عاشق کو چشم تر قدح جم سے کم نہین
دیوانہ ایک شرم کے پتلے نے کردیا	دامن ہمارا دامن مریم سے کم نہین
روئے پہ ٹھنڈی سانسون نے آخر لگا دیا	سرما بھی برشکال کے موسم سے کم نہین
فرقت مین ایک مست کے یہ منقلب ہے عیش	پیر مغان بھی خضر رہ غم سے کم نہین
عاشق کی طرح اسکو بھی الجھاہٹ ہی چین	درہم کی خو طبیعت درہم سے کم نہین
فرقت مین سیر باغ نے پامال کردیا	ہر سرو مجھکو قامت آدم سے کم نہین
وہ حور جب نہین تو نہین حور سے غرض	جنت بغیر یار جہنم سے کم نہین
آتی ہی اوس ملیح کے چھنگے ہون زخم دل	اور حسن کا نمک مجھے مرہم سے کم نہین
تشبیہ خاک چاہ زنخدان سے دیجیے	خورشید ایک قطرۂ شبنم سے کم نہین

رلواتی ہے جو اک صنم کعبہ رو کی چاہ	پانی ہماری آنکھ کا زمزم سے کم نہین
روتی کے لقمہ لقمہ سے کٹتے لگا جگر	فرقت مین تیری مجکو غذا سم سے کم نہین
سینہ زنی ہی حاصل ارمان قتل ہے	ذی الحجہ بیکسون کو محرم سے کم نہین
ہون دشمنون کے سینے پہ اک سل مین ناتوان	اپنے جو ہاتھ دوست کے محرم سے کم نہین
میخانہ مین ہے فرقت ساقی سے انقلاب	ای دل ہر ایک مغ ہمہ تن غم سے کم نہین
غم مین ہین ایک سینے کے سینہ خراشیان	عاشق کے ہاتھ پنجۂ ماتم سے کم نہین
کہتے ہین شعر ذوق سے پرتو ہمارے شعر	ہم تم سے یار کم نہین تم ہم سے کم نہین

ہمقافیہ بر غزل داغ دہلوی

انہیں عیش جو ہوتے ہین یار غم بھی ہوتے ہین	شریک بزم عشرت شامل ماتم بھی ہوتے ہین
نہیں ہی باعث رنج و الم اپنی پریشانی	خوشی یہ ہے شبیہ زلف جانان ہم بھی ہوتے ہین
ہون ای جراح مجروح نگاہ شوخ بے پروا	مرے زخم جگر منت کش مرہم بھی ہوتے ہین
نہین جاتی وہ دمبازی مزاج یار سے اب بھی	کیا جب دم نے دیوانہ تو محو دم بھی ہوتے ہین
گلہ کرتے ہین کیون عشاق اسکی بیوفائی کا	کہین محبوب طینت شاہد عالم بھی ہوتے ہین
شقایق کہتے ہین ای غیرت شیرین ترے ہاتھون	شہید و نہین لعل مل کے داخل ہم بھی ہوتے ہین
شب وصل اب نہ گھبرا ای چمن آرا پسینے سے	کہ روی گل پہ اکثر قطرۂ شبنم بھی ہوتے ہین

نہین کب کسی سرو قامت کا دہیان	مرے سر پہ کب اک قیامت نہین
سویدا دل مردم چشم سے	کہان یار تیری محبت نہین
گلے کیون نہ منہ پر کرون یار کے	کوئی شکوہ غیبت شکایت نہین
یہہ بیخود رشک مین بار ہا	کہ مرنے کی اب دل مین حسرت نہین
ہی دور قمر کی یہہ خلقت عجب	دل و چشم مہر و مروت نہین
تبسم تکلم ترنم ہین کیا	جو اوس بت کے لب مین کرامت نہین
نہ ظلم ای ترک ایجاد ہون	مرے حال پر کیون عنایت نہین
مری محفل اور شکوۂ دوستان	یہان دشمنون کی شکایت نہین
ہلال انگلیون سے دکھایا گیا	کہ اوس ناخن پا کی صورت نہین
نہین کہہ دیا منہ پہ سائل کے واہ	تری آنکہ مین کچہہ مروت نہین
نفس سوختہ دل جہان سے رہے	کہ یان دم بہی لینے کی فرصت نہین

ہین پرتو یہہ کج طبع معشوق دہر
کبھی راست گوئی کی عادت نہین

ہمقافیہ بہ غزل جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

ای شاہ حسن تیری گلی کا گدا ہون مین	گو فخر تاج صورت بال ہما ہون مین

ہے دعوی حباب حقیقت نما ہوں میں — جس سے مری بقا ہے اسی میں فنا ہوں میں

افتادگی بخت سے گر نقش پا ہوں میں — اس رہ میں رہروؤں کی چلن دیکھتا ہوں میں

ہرگز نہیں ہے جھوٹھ جو سچی زبان ہو — بندہ اگر کہے تو بجا ہے خدا ہوں میں

تغیر رنگ سے روپ ہوا ہے تو فکر کیا — ایدل ہزار بار بگڑ کر بنا ہوں میں

چشم و دل و دماغ میں تو ہی سما گیا — ایجان پردہ کس لیے کیا دوسرا ہوں میں

ہوں ساتھ ساتھ صورت نعلین یار کے — جائیگا مجھ سے بچکے کہاں خاک پا ہوں میں

حیران جو ہوں تو رخ ہوں پریشاں جو ہوں تو زلف — دوری میں بھی جدا تری قربت سے کیا ہوں میں

کیوں بت پرست کفر سے ہوتے ہیں متہم — کہتا ہے حسن جلوہ نور خدا ہوں میں

ڈوبوں نہ کس طرح عرق انفعال میں — مصروف شکوۂ ستم آشنا ہوں میں

مجھ ناتواں کی خاک سے چھوتے فرس کے پاؤں — ای شہسوار سعدن آہن ربا ہوں میں

تشبیہ زلف مشک شب و مار ابر سے — ایجان تیرے سر کی قسم اک بلا ہوں میں

الزام بیوفائی تغافل کے ہاتھ سے — ظالم مرا قصور نہیں بیخطا ہوں میں

پروانہ چراغ لحد صاعقہ بنے — منظور برق خندۂ دندان نما ہوں میں

گھر بیٹھتے میرجان وہ لیتے ہیں ناز سے — تیغ ادا سنائی ہے تیر قضا ہوں میں

تسبیح آپ ہی کو مبارک ہو شیخ جی — بندہ بتوں کا دل سے مگر ہو چکا ہوں میں

پہلو نگاہ مہر پری رو کا منتظر
سایہ کی شکل اوسکی گلی مین پڑا ہون مین

ہمقافیہ غزل داغ دہلوی

اک عمر شوق کے درد کی لذت چشیدہ ہون
اس میکدہ مین صورت جام آبدیدہ ہون

بیگانون کے بھی بار الم سے خمیدہ ہون
سینے مین درد دل کے لیے آفریدہ ہون

وحشت سہی کہ گوشہ عزلت مین امن ہے
آہو کیطرح اہل جہان سے رمیدہ ہون

دیوانہ فکر ترک تعلق نے کردیا
کانٹون سے دشت کے بھی مین دامن کشیدہ ہون

لچھے کا تیرے جب سے گلوگیر ہے جنون
گردن مین طوق غم ہے گریبان دریدہ ہون

مارا ہی تیری کاکل و شمشیر ناز نے
مین لاش سر بریدہ و افعی گزیدہ ہون

امید وصل سرو قدان سے ہون دور دور
مین نخل خشک یا مین کی شاخ بریدہ ہون

عشق کمر مین نام کو اپنا نشان نہین
ہے ہے رخ عدم کا مین رنگ پریدہ ہون

یکسر ہون باز اپنے پرائے کی فکر سے
اے دل گلوی مرغ تعلق بریدہ ہون

کیون مجھکو کوئی پاس نہین چکر نہو مدام
مین نادر امید و ہوش نارسیدہ ہون

اسدرجہ ہون ضعیف کہ حرکت محال ہے
گویا مین آشیانہ مرغ پریدہ ہون

از خویش رفتگی ہے محبت کی راہ مین
ہیہات اب قبای تحمل دریدہ ہون

١٨٢

فرقت مین اپنے گھر کی زمین آسمان ہے	ابر سیہ کبھی کبھی برق طپیدہ ہون
آ اے جوان تیر کے مانند گود مین	خم سے ترے کمان کی صورت خمیدہ ہون

ارمان وصل و حسرت دیدار یار مین
پر تو مین رنج دیدہ مصیبت رسیدہ ہون

ہمقافیہ بر غزل جناب میر تقی مغفور دہلوی

اگر وہ پاس رہے دیکھنے کی تاب نہین	رہے جو دور تو منظور اضطراب نہین
نہین ہے عیب جو منھ پر ترے حجاب نہین	عذار مہر کو محتاجی نقاب نہین
نہین نہین او نہین غصہ نہین عتاب نہین	مگر سوال مرا لایق جواب نہین
فرو فساد ہی جب بانی فساد نہو	جو شر شراب سے نکلے تو غیر آب نہین
نہ چاندنی مین کرای آفتاب جلسہ مے	قمر کا اکّا تری انجمن کے باب نہین
مری وفا ستم آرا ہو کس طرح محبوب	کہ یکقلم تری بیداد کا حساب نہین
ہر ایک رات ہی فرقت مین رات ساون کی	ہمارے دیدۂ تر کو خیال خواب نہین
کیا ہی دور قمر دور شمس کو تو نے	ہے شیر عکس سے رخسار کے شراب نہین
نہین ہے رونق میخانہ تو جو ای ساقی	کباب درد سے میکش ترے خراب نہین
بیان تلک ہے وہ خاموش لب جواب ہے تنگ	کہ ایک چولی کے گوتے کو بھی جواب نہین

۱۸۴

کسو دہن کی ثنا میں زبان کہولی ہے
کب اپنی بیت ہر اک فرد انتخاب نہیں

اسی یہ زندگی مستعار ہستی ہے
ثبات بحر جہان صورت حباب نہیں

دو چار اپنے پسینے کے قطرے ٹپکا دے
مری غشی کے لیے حاجت گلاب نہیں

فراق ساقی رعنا کا لطف اور ہی ہے
ہو تو شراب نہیں ہے کو دل کباب نہیں

بناؤ خانۂ زنبور کی طرح برقو
جہان میں کو بنسے موذی کا گھر خراب نہیں

ہمقافیہ بہ غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

حق نے سیماب دیا ہی دل بیتاب نہیں
بیقراری سے بلا کیا جو ہر سیماب نہیں

خوب برسات کے امساک نے منہ خشک کیا
آبرو بخش رخ گاوزمین آب نہیں

کیون نہ ٹھہرے یہہ ترے آتش رخ کے آگے
پارۂ دل ہے مرا پارۂ سیماب نہیں

شبنمی سیلہ نہیں یہہ ہمہ تن شبنم ہے
کارآمد کسی شب چادر مہتاب نہیں

طایر خواب ہمارا اڑا پہرتا ہے
لوگ سرخاب جسے کہتے ہین سرخاب نہیں

عالم یار بہ مردم کو نہی سوجہی سے
حسن ہے بحر نہیں چشم ہی گرداب نہیں

کسقدر رواہ اوسے سر کا جھکانا جڑہ ہے
اوس سرافراز کے گھر میں کوئی محراب نہیں

بے ترے ای چمن آرا مجھے خون بہار
چشم خونبار میں یہہ جام مئی ناب نہیں

جان لینا تو تم سے دور نہیں
ماروا لو گے حد سے دیکھا
اسمین دیکھو یار کا قصور نہیں
نہ تمہیں بے ترے زیادہ حور نہیں
تمناکی آرزو حضور نہیں

راتدن بند ہین انکہین بیا نجوالی ہے | اوسکی غفلت مین اتھا ہی ہی تجھے خواب نہین

ترک دنیا کو نہ آسان سمجھنا پر لو

بے سبب نام جہان عالم اسباب نہین

کون دل ہے جو ترے بس مین گرفتار نہین
کون غنچہ ہے ترے ہاتھہ سے جو خوار نہین

پس دیوار نہین کون ترا دیوانہ
ای پری کسپہ ترا سایۂ دیوار نہین

سرخیا دے کی ہی تشخیص طبیبون کو غلط
مرض فرقت ساقی ہی تجھے آزار نہین

کسکو وہ جلوہ دکہاتا ہی تماشا دیکہین
کون موسی کی طرح طالب دیدار نہین

ترک انصاف ہی دنیا مین جوانمردی ہے
چشم انصاف اگر ہو تو وہ تلوار نہین

درد ہمدردی کوئی نہین ہمدرد مرا
غم ہی غمخوار ہی اپنا کوئی غمخوار نہین

نہ کرے تو جو کرم کون کرم مجہپہ کرے
نہ کرے تو جو مدد کوئی مددگار نہین

کسکو بتلاتا ہی ای زاہد نادان ہی زہد
مغفرت سے کوئی محروم گنہ گار نہین

ہو تری رشک سے اوس چشم سیہ کی آنکہین
اور کوئی مرض نرگس بیمار نہین

کسکو بازار جہان مین نہین تیرا سودا
کون سر بیچکے سودے کا خریدار ہوا

تو وہ مطلوب ہے اے جان کہ ہی سر دلکا عزیز
کون وہ شخص ہے جو تیرا طلبگار نہین

اوس جفا کار کو لیکن ہے وہی بیخبری
کب مری آہ سے عالم مین دہوا دہار نہین

یار اوسکا ہی نہایت دل نازک پہ مرے — ای وفا کش مجھے محفل مین تری بار نہین

یار کو کان نہین ہین جو سماعت کے لیے — مین بہی خامش ہون کہ گویا لب اظہار نہین

خوب ہے مد نظر اسکے زمانے کا چلن

کوئی پرتو کی طرح اس سے خبردار نہین

بہ قافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکہنوی

ہم بیقرار فرقت آرام جان کے ہین — اُلٹے ستم یہہ ای فلک دون کہان کے ہین

سامع کے دل جلے ہوئے سوز بیان کے ہین — کیا نالے گرم تر مری سوکہی زبان کے ہین

وہ مہربان کہان کہ نہین ہان ہی گود مین — کیا قہر تفرقے ستم آسمان کے ہین

اللہ نے دئے لب ناقوس واہ واہ — ہم آشنا فراق صنم مین فغان کے ہین

ای ہمصفیرو پہولو نہ بیتہ غرور ہون — برباد ہم نسیم ہوائے بتان کے ہین

یہہ ہچکیون کا عاشق گریان کی صبر ہے — کہانسی ہے آشنا جو لب اوس نوجوان کے ہین

سنکر کہا ہجوم غم بیکسی کا حال — کیا خوب آپ ہتہ تو اک کاروان کے ہین

شکوہ تو کیا کہ شکر مین بہی منہ نہ کہولینگے — عاشق ہم ایک فتنہ گر بدگمان کے ہین

مقبول ضبط ہی نہ شکایت پسند ہے — یہہ سارے رنگ ڈہنگ ترے امتحان کے ہین

ہر صبح زیب خوان جو نان گرم ہے — گردون کو انتظار یہہ کس میہمان کے ہین

اک آفتاب رونق بزم پری نہین — کیا درد خیز دو نفس امتحان کے ہین

معدوم کردیا ہی کمر کے فراق نے — کب ہمکو اشتیاق بہی نام و نشان کے ہین

آنکہون سے اسکی کام زبان کے ادا ہوے — ہمنے تو ایک حشر ترے ہجران کے ہین

یہہ ضعف ہے کہ طاقت دیدار طاق ہے — یہ ایک نظر مین اپنے چلن ناتوان کے ہین

عقبی مین ہی اٹہاینگے کوہ گنہ کا بوجہ — دنیا مین آشنا ہو کہ خواب گران کے ہین

دل کسکا دیکہتے ہو ذرا منہہ بتاؤ تو — مجہکو ہی امتحان مین غرض امتحان کے ہین

ای سادہ لوح یون جہرے ہیتے نہانا — اوراق یہہ دفاتر جور خزان کے ہین

طالب کسیکے پہر بہی جوانمرد دل نہین — سچے مرید دل سے جو پیر مغان کے ہین

دیکہا کہ چشم مردم جا مقام ہے — پہر اور رہنے والے ہم ایدل کہان کے ہین

کیا شکوہ ای موذن انجملہ ہم ہی ایک — عاشق تمام شاکی خروش اذان کے ہین

واقف بسر اپنے نام و نشان سے ہو کیا کوئی — ہم ہی تو اک نشان کسی بی نشان کے ہین

جب ناتوان ہوے تو سر ہی اوٹہا نہین — پابند ہر طرح سے ہم اپنی زبان کے ہین

ای چاند تیری شیفتگی کا نشان ہے — دو طرفہ چاک اپنی قبا مین کتان کے ہین

واعظ کی لب وہ ایسا وہ ایسا کہین کہ نہ تہم — بیکار امر ایک جان کو جہگڑے جہان کے ہین

بہر تو پینا اوسکا جو پیکا تو جگر کین خون

محشر داور حشر کے دن ماجرا قتل مین
ہو اگر گویا تو خنجر کی زبان ہو مین نہون

نقل حال غم زبان غیر سے افسانہ ہے
نیند آئے جب مرا قصہ بیان ہو مین نہون

وہ مری تصویر سے کرتے ہین استفسار حال
وای جب واقف میری داستان ہو مین نہون

پہولین اس باد بہاری سے نہ کیون گلہای داغ
ابر ہو گلگر و ہو صحن بوستان ہو مین نہون

وصل کے صدمے سے گہبرا کر ہوا مجہ وہ دوبر
نیند مین بہی ہول خیز اسکو گمان ہو مین نہون

انقلاب چرخ سے پر اسکو شکایت ہے یہی
رونق افزا جسجگہہ وہ مہربان ہو مین نہون

ہے آرزو مری کہ یہ پیان نہو مین ہون
تری گلی مین کوی خستہ جان نہو مین ہون

ریاض داغ دل ای نو بہار کہتا ہے
نہال تجہ سے کوی گلستان نہو مین ہون

امید قتل مسکن ہے ہجر قاتل مین
یہہ کہہ رہی ہے کہ تو نیمجان نہو مین ہون

ترے ستم کی ہو انداز ہ موم کہتی ہے
زمین سر پہ کوی آسمان نہو مین ہون

ہے کوی آبرو کا چہپای در مقصود
کسی پہ مفت تو یون بدگمان نہو مین ہون

کسیکو ہوگی نہ برداشت اسکی تیزی کی
کسی پہ تیز وہ تیغ زبان نہو مین ہون

مقام عشق مین عاشق بہی کوی عالم ہے
ترے حضور کوی نیمجان نہو مین ہون

ہے لطف راگ کا اوسکو کہ جسکو لاگ رہے
تمہاری بزم طرب مین جہان نہو مین ہون

غم آشناؤن سے کہتی ہے یہہ روانی اشک
ہوای خلعت آب روان نہوین ہون

یہہ بار یاس او ٹھایا کہ وجہ درد ہے یاس
اگر کسیکا کوی قدردان نہوین ہون

وہ میر بے سے قضا آگیا جو دل کی طرح
اجل پکاری کہ آزردہ جان نہوین ہون

ہلاک غم سے اک بندۂ خدا ہوگا
رقیب مستحق امتحان نہوین ہون

ہوای وصل یہہ کہہ کہہ کے بیٹھتے ہو کہی ہے
چل اوسکے گھر مین تو چل ہو لئے خان نہوین ہون

ہی زعم ریش خانی زاہد بے زہد
ہنسی کو یان چمن زعفران نہوین ہون

یہہ کہتا ہے پس دیوانہ تیر اسنگ ستم
کہ کودکون کو یہہ بار گران نہوین ہون

ہجے بھر سرخی عشرت کلام زردی غم
انیس عشق مین یہہ لال خان نہوین ہون

وہ ہوشیاری مین ترسانے مجکو بنگیا بت
شب اگے خواب مین بولا تپان نہوین ہون

ضرور خانۂ اعدا کی اب خرابی ہے
چل آگے نالۂ دل لیے جو خان نہوین ہون

گلون کو کاٹے کہتی ہی اسکی خونریزی
گمان باطل چنگیز خان نہوین ہون

خیال زلف مین کہتی ہے یاد رخ لڑکر
رئیس خطۂ دل کالے خان نہوین ہون

ہوا حور کے ابر و م پہ مرتے ہین زاہد
کہ جان نثار جمال بتان نہوین ہون

سخن ہے خال سیاہ لب فرنگن کا
خدیو مصر کوئی گورے خان نہوین ہون

زمین پہ نقش قدم کا ترے یہہ دعوا ہے
فلک سے نور فشان چاند خان نہوین ہون

امید یکہ گہر میں یہہ یاس کہتی ہے
سنا ہی ہے فلک کی یہہ خانہ ویرانی
بہت ہی عجز سے کہتی ہی دامن صحرا
مرے جگانے سے وہ ڈر گیا تو میں نے کہا
نظر ادہر ہی کہ جلا رہا ہوں دیر سے یار
دلاسا زر کا ہی بازار حسن خوبان میں

تو میرے ہوتے ہراسان میان نہو میں ہون
کہ تا سو نکا زمین پریشان نہو میں ہون
جنون میں جیب نقط دہجیان نہو میں ہون
تو گہبرا کے آرام جان نہو میں ہون
یہہ تیرا جنس کنار کہان نہو میں ہون
کوئی تصور سود و زیان نہو میں ہون

امید وصل یہہ کہتی ہے خیر خواہی سے
تباہ پر تو آشفتہ حال نہو میں ہون

یار اگر آئے تماشای قمر دکہلادون
ہر صدف آب میں شکل در ماہی ہو
چاندنی اپنی لپیٹے ہوئے بہاگے مہتاب
رشک دندان شکن فک صدف ہو جائے
ہو دہوان چاندنی گرد و نہ یہہ مہتاب جلے
اپنے بہو دہ سمجھنے کا کلیجہ سمجھے
دست بہزاد سے معدوم ہو بس موقلمی

چاندنی رات میں ہی نور سحر دکہلادون
میں اگر اشک کے شاداب گہر دکہلادون
چاندنی یار کے کوٹہے کی اگر دکہلادون
آج اگر یار کے دانتوں کے گہر دکہلادون
آتشیں روی پریزاد اگر دکہلادون
کسی بیدرد کو کیون داغ جگر دکہلادون
بہر تصویر جو وہ موی کمر دکہلادون

غیر غمگین کو جو غمگین بھی کرون کیا حاصل
یار بیدرد سے کیا درد جگر دکھلادون

شوق دیدار مین ہم آٹھ پہر روتے ہین
نہو انجہ سے کہ شکل ایک نظر دکھلادون

لب جو ہر یہہ کہتی ہے صفا آئینہ کی
منہہ پہ ہر ایک کے مین عیب و ہنر دکھلادون

نین سکہہ آب کی کرتی کا ہی راحت شبنم
عین زحمت مین بہی انکہون کو اگر دکھلادون

سخت آہن کیطرح ہی جو وہ بت نغم نہین تجہہ پر
نرم ہوجا طمع سے جو مین زر دکھلادون

رکہکے مہر سوتے جو یک شب وہ ہمایون پایہ
اپنے بالش سے ہما کے وہین پر دکھلادون

سینۂ یار لب جال سے کہتا ہی پکار
اس چمن مین شجر سرو کے بر دکھلادون

قطرۂ اشک دل غیرت قمری کا سخن
سرو قدون کی جوانی کا ثمر دکھلادون

اختیار اید ل ناداں ترا ترک حب مین
میرا حق ہے یہ کہ مین سود و ضرر دکھلادون

کام کسنا ہی ہے نفع کا لیکن منہہ پر
کہتی ہے بخت کی شوخی کہ ضرر دکھلادون

گرمی بحر رخ و لب مین ہو اقبض طبیب
اپنی بیمار و تجہے گلقند مگر دکھلادون

پرتو افگن ہے چمن مین وہ گل آتش رنگ
گل مین ہر قطرۂ شبنم کو شرر دکھلادون

دیکہے زاہد جو مری دیدہ اک بین سے تو
بت کے گہر مین تجہے اللہ کا گہر دکھلادون

ہند مین زہر یہہ کرتی ہے تب اہل موسم
مجرمو ہمکو یہین گرمی سقر دکھلادون

بد ہی عزم سفر کوئی پر نرا اید ل
مان لیتا ہی تو نقصان سفر دکھلادون

یک کرامت ہے گناہون کی ندامت پرتو
خشک ہو ابر کو گر دامن تر دکہلادون

کیا دور ہی خدا کہ مسلمان فقیر ہین
ہم ولیذیر خلق ہین لیکن حقیر ہین
اور تیمتی ہوی خبر ہے پریر و بولدین
فرہاد طینتی ہی جنہین عشق مین نصیب
بچون کی طرح کہیں کہلاتا ہی لوگ کو
ہی آسمان کو بہی مگر شوق گنجفہ
کیونکر نہ رشک ہو مجہے بخت رقیب پر
ہر ہر گہڑی زمین پہ گرے پڑتے ہین خدا
تیر و کمان سے صاف یہہ معلوم ہوگیا
ہی سلطنت فدا سر و پای عاشقان
صغرا علامتین ہین قیامت کی آشکار
ہی احتراق یار کے جو دانو نکا فراق

اگر یز بادشاہ ہین ہندو وزیر ہین
دار جہان مین صورت نقش حصیر ہین
عاشق جو ہین ترے وہ بلامین اسیر ہین
وہ غرق چشمہ ہوں جوی شیر ہین
کیا نوجوانیان تری ای چرخ پیر ہین
اوراق انجم و مہ و مہر منیر ہین
گو فتنہ ساز ہین مگر انکے مشیر ہین
کمبخت طفل اشک نہایت شریر ہین
بیداد نوجوان کے مددگار پیر ہین
گرچہ یہہ عار افسر فرنگ سریر ہین
کیا حشر خیز غمزہ دور اخیر ہین
ہم ای طبیب طالب ماء الشعیر ہین

جو لوگ جان دیتے ہین پرتو برای نان

وہ ایکدن تنور زمین کے خمیر مین

دل سرگرم محبت یہ بہی گل کرتے ہین
طوق منت کا پہنتے ہنین رشک شمشاد

گل سے ہاتہون سے وہ جب اپنی چلم بہرتے ہین
اپنے قمری کے گلے پر یہہ چہری دہرتے ہین

عشق مین نفع ہے وہ جسکو بتاتے ہین ضرر
زندگی پاتے ہین جو تیرے لئے مرتے ہین

ناک پر غصہ ہے یہہ قہر کے پتلے ہین غضب
ہم حسینون کی طبیعت سے بہت ڈرتے ہین

تری فرقت مین بہی سیتی نہین خالی مکش
خون دل سے قدح عمر روان بہرتے ہین

کاٹتے ہین یونہی خالی کا ہییا عاشق
کبہی روتے ہین کبہی سرد نفس بہرتے ہین

مانگنے والے کو ملتا ہے فقط صاف جواب
ہاتہہ سیلتے ہین جو لوگ خطا کرتے ہین

اسی سیر چمن یار و کبہی رحم آئیگا
کرنے دیجے انہین بیداد اگر کرتے ہین

تیر مانند محبت سے ہنین ہم خالی
ای پری شیشۂ دل مین ترا دم بہرتے ہین

کیسی خالی کے ہیسنے مین گذرتی ہے تجہہ
زندگانی کے جو باقی ہین وہ دن بہرتے ہین

خشمگین چشم صنم سے کہ وحشت پرتو
یہہ وہ آہو ہین کہ جو کشت ہوس چرتے ہین

چین جبین ہے گو تجہے یہ تیرے ابرو تو نہین
بے یار ہے یہہ سینۂ زخمی ابرو تو نہین

مژگان قہر دیدہ ہین یہہ گہو کرو یہ
کاٹتے ہین گہو کرو کے مجہے گہو کرو نہین

۱۹۳

وہ کور ہے کہ جسکے لگا ہو نہین توتیا
وہ اندھا ہے کہ جسکو تری جستجو نہین

وہ کر ہے جسکے کان مین تیری نہین صدا
وہ گنگ ہے کہ تجھ سے جسے گفتگو نہین

وہ مرد ہے کہ جسکو ہے ہر دم تری ہوا
وہ ہیز ہے کہ جسکو تری آرزو نہین

بے اونکے ہر نوالہ کھٹکتا ہے حلق مین
ہے کونسا عزیز جو خار گلو نہین

طاؤس دیکھنے سے ہے طاؤس سبز بن
بزم نشاط مین جو مرا خوش گلو نہین

مارا ہے اضطراب شب انتظار نے
یارب یہ کیا کشتہ ہو [illegible]

دل مین مرے سوای تمنای وصل یار
اللہ کی قسم ہے کوی آرزو نہین

حاسد تری مشقت بیہودہ ہے عبث
پہل کھینے کو ہی کشت حسد مین کدو نہین

اے اشرفی ہے تو سبب خندہ جہان
اک کشت زعفران ہے ترا زرد رو نہین

عاصی کی مغفرت مین جواب کلام ہے
کیا مولوی جی واقف لا تقنطوا نہین

پر تو ہی نا قبول جو انمردا اشرفی
یون اشرف الف پہ عبث زرد رو نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی مرحوم

دل کی تلاش گو کہ تری جستجو نہین
لیکن وہ دل نہین ہے کہ جسمین لیا تو نہین

آخر مآل محفل میخوار ہیچ ہے
اس بزم سے حصول سوای کدو نہین

کیفیت جدائی ساقی سے خود ہون بیہر
درکار مجھکو بیعت دست سبو نہیں

سوکہی زمین پہ چلتی ہے کشتی شراب کی
دریا کو آج پیش زمین آبرو نہیں

ق

قردہ ہے بیکناری مجروح عشق کو
پشواز کی کناری پر اوسکی آنو نہیں

شیرینی بہار ہے تلخی جان کہی
ہمراہ سیر مین جو مری جان تو نہیں

ہرفاختہ ہے کہکن و بے ستون ہے سرو
جاری ہے جوی شیر روان آب جو نہیں

اوس گل کی بیوفای لڑکپن کی وجہ سے
کہلنے کے پیشتر کسی غنچہ مین بو نہیں

گلزار مقصد دل ناکام عشق مین
یارب ابہی شگفتہ گل آرزو نہیں

ہے میرے دل کی آئینہ مین عکس خوی دوست
ورنہ ہر آبگینہ مین تمثال خو نہیں

ہے چاندنی کے طرح سے فرش نظر ہی گم
جب سے مرے مکان مین وہ ماہرو نہیں

جس دل مین اضطراب نہین اوسمین تو ہے کہان
پارہ نہین تو آئینہ مین عکس رو نہیں

تیرا گناہگار ہون تجہسے ہون شرمسار
شرمندہ غیر کا مین ترے روبرو نہیں

ہر شی معاینہ ہی لطافت یہہ دیکہئے
شیشہ بلور کا ہی کسیکا گلو نہیں

دیوانہ ہون مگر مجھے منت نہین پسند
دامن ہے چاک خیال رفو نہیں

پر تو وہ بادہ کش ہون کہ رگ رگ مین ہے شراب
تن مین بط شراب کی صورت لہو نہیں

سحر حیا نہین بت بجہ آشنا نہین
پانی مین کوی سنگ کبہی تیرتا نہین

جنکو ہی اشتہا نہیں اونکو غذا نہین
جنکو غذا ملی ہی او نہین اشتہا نہین

کیا بات آسمان او ترے نہ خوان رزق
لیکن خدا کی ذات ہی پر اتکا نہین

گریان رنج نہین ہو تو گریان تو ہون
شیشو مین ہی گلاب اگر موتیا نہین

مطلق نہو خیال نکاح عروس دہر
بچہ فاقہ وہ ہی کہ سحر آشنا نہین

ہوتی ہی کیمیا کی خود اونکی خرد اونہین
اہل خرد کو آرزوی کیمیا نہین

ہر آرزوی مردہ کے تن مین ہے روح یاس
کیا یاد یاس کو عمل سیمیا نہین

کیا عیب بد ہو نکا اگر ذائقہ کرے
کیا وہ سعید اوج ملاحت ہما نہین

لائے لگا زمانہ نیا سوانگ ہر گہڑی
اسکے برابر اب کوی بہروپیا نہین

ہر آنکہہ ہی بعینہ اک چشم صاد حرص
مردم کی آنکہہ مین نظر اکتفا نہین

جون یہ ہاتہہ رکہا تو اون حور نے کہا
کیا میوہ یہ بہشت کا ہاتہہ آگیا نہین

خورشید ہی بصورت موجودہ مغربی
مشرق ہزار طرح رکہے تہیرتا نہین

برہو کیلئے ہمین ایسی خوشامدی
وہ کوی قیصرہ نہین وکٹوریہ نہین

ہمقافیہ بحر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

دیدۂ تر شرر سوز بتاں رکھتے ہیں	بجلیاں ابر کے مانند نہاں رکھتے ہیں
وہ جگر چاک ہے او دہر سے ہیں محتاج نہیں	ہاتھ میں اپنے جو گھوڑے کی عنان رکھتے ہیں
کیوں نہ کترے دم تقریر ہوا و نیز عاشق	تیز تر تیغ سے وہ اپنی زباں رکھتے ہیں
ہوس قتل میں ہے کیا اثر مقناطیس	جز و تن ہوتی ہے وہ تیغ جہاں رکھتے ہیں
اے پری نقش قدم پر ہیں فدا سایہ کی شکل	جب ملک عاشق شیدا ترے جاں رکھتے ہیں
جانتے ہیں اسے ایجان ترے نخل کا سایہ	اسلئے سر پہ ہم آہوں کا دھواں رکھتے ہیں
خاک پا کے قدم ناز جو ہو سرمۂ چشم	پتلیاں ایسی ہم اے یار کہاں رکھتے ہیں
حسن سامان شکار دل عاشق ہے وہ اپنے	تیر نظروں کے ہیں ابرو کی کماں رکھتے ہیں
زعفران زار ہے عاشق کا رخ زرد نہیں	چمن عشق کے گل رنگ خزاں رکھتے ہیں
ہوش کچھ یاں برابر نہیں بیہوش ہیں وہ	جو کمر پر تری ہستی کا گماں رکھتے ہیں
اہل توقیر نہ فتح بیان حاجت	حسن قسمت سے حسینوں کا دہاں رکھتے ہیں

جامہ زیبوں کے جو غم میں ہیں رواں اے پرتو
یہ نہیں اشک رواں آب رواں رکھتے ہیں

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ہم جو دل میں تپش بحر بتاں رکھتے ہیں	اضطراب آئینہ کی شکل عیاں رکھتے ہیں

199

آزار جسکے کھٹکا ہی جب تک رہے نہ وہ	بیماری فراق کی دافع دوا نہین
آتا نہ دل کسی پہ تو کون اسکو مارتا	آنکھون کی اس معاملہ مین کچھ خطا نہین
کتنی دوا اثر مین مجرب رہا ہے مگر	عاشق کے شکوے کی وہ مجرب دوا نہین
تیری ادا کو مین نہ کہونگا ادا کہ یار	اپنے خیال کا کوئی مطلب ادا نہین
یاد آگیا وہ کان کر لیا جو ہجر مین	ہی تلخ منہ کو غم بہی وہ میٹھا مزا نہین
حد سے بڑھے نہ عاشق دل آشفتہ کی جلن	مرچی لگا کے کان مین مرچی لگا نہین
مرتا ہون جسکے غم مین وہ جب تک نہو طبیب	ممکن کسی طبیب سے اپنی دوا نہین
کب گلشن مین نہین ہے کرن پہول کی بہار	کب گلشن ہوس مین نیا گل کہلا نہین
ایدل نہ بیوقوفی سے ہو زیست سے خفا	منہ سے خفا ہے مجھپہ وہ جی سے خفا نہین
دکہلا رہی ہے روز تماشے نئی ہوا	درکار بہر سیر مجھے بادپا نہین
اک سیمتن کا غم سبب جوش ضعف ہے	اکسیر ہی سے لے تو ہماری دوا نہین
ای طفل جوش غنچے جہر دلمین بہر دئے	کیا تیر کہیلنے کو یہ اک جہنجہنا نہین

پرتو وہ آفتاب ہے مین پرتو اوسکا ہون
ہرچند مجھ سے دور ہی لیکن جدا نہین

غم جان جان ہے اور مین ہون	یہہ اک آرام جان ہے اور مین ہون

فلک نے تو وہ حسرت بنایا	تو ای ابرو کمان ہے اور مین ہون
رہے کیونکر نہ جوش ضعف پیری	فراق نوجوان ہے اور مین ہون
عنایت ای سپہر حسن ہمشیل	جفای آسمان ہے اور مین ہون
نہین رکہتی ہا مجہے تنہائی تنہا	گمان بدگمان ہے اور مین ہون
مری خلوت سراپا بے صدا ہے	وصال بیدہان ہے اور مین ہون
نشان کچہہ شغل کا میر نے نہ پایا مین	خیال بے نشان ہے اور مین ہون
بتون کی بیدہانی کے تصدق	خدائی کی زبان ہے اور مین ہون
عجب جلسہ ہے میرے گہر مین ہر رات	تراغم ہے فغان ہے اور مین ہون

نہو گردون جسل انداز پرتو
وہ ماہ مہربان ہے اور مین ہون

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

کب صبح ہجر غم سے مرا چہرہ فق نہین	کب خون اشتیاق برنگ شفق نہین
چشم سفید منتظران پس کے مل گئین	تیری دوا مین یار ردپیلا ورق نہین
تعریف تیر ناز کی اوس سے نہو سکے	جسکی زبان خامہ کے مانند شق نہین
پیشانی اپنی رزق کا اپنے طباق ہے	چودہ طبق مین رزق کا کوئی طبق نہین

تیری ہوا ہی میرے بدن مین نہین ہی جان
دل مین ترے جو اپنی محبت رمق نہین

بیداد بیحساب کے فریاد سے عتاب
جرأت معاف آپ کے جانب مین حق نہین

ہی درس خوان روی کتابی جہان تمام
ای یار اس کتاب مین کسکا سبق نہین

کیا چہو تیتی ہین چاند کے منہ پر ہوائیان
گرمی سے تیرے رشک کے قطرہ عرق نہین

پہر اور ارتباط کا معنی ہے کیا بتو
تمکو تو ہو جو خلق کو میرا قلق نہین

ارمان باقیماندہ کا میرے یہہ خون ہے
دامن مین صبح وصل کے رنگ شفق نہین

رونا ہی انتظار مین اوس مہر کے لہو
خورشید کا طلوع تو قبل شفق نہین

روتی ہے صبح و شام لہو میرے حال پر
تیرے برابر اپنا شفیق ای شفق نہین

تیر نظر کا ہی غلطی سے نشانہ غیر
یہہ میرا حق ہے اسکا کوی مستحق نہین

غیرت سے چہرہ زرد ہی خجلت سے مہ سفید
منہ کس حسین کا تیری ندامت سے فق نہین

برقؔ کب امن ظلم فلک سے نہین مجھے
کب ورد قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

خدا حلال کرے جسکو وہ حرام نہین
شراب عشق پیو سوچ کا مقام نہین

اگر حواس سلامت رہین حرام نہین
شراب خوب پیو خوف کا مقام نہین

مزا چکھا چکی قاتل تری کمباشی	ہمارے زخم طلبگار التیام نہین
خدا پہ سونپ دیا اپنے سارے کامون کو	کسی عدو سے مجھے قصد انتقام نہین
عبث امامیہ کہتے ہین آپ کو رافض	کہ جایز انکی عبادت پس امام نہین
بتو نہین تمہین زیبا خدائی کا دعوی	کہ بام پر خبر حال زیر بام نہین
دغا کا مال سمجھتی ہے خلق مال حلال	کوئی حرام ہی اس دور مین حرام نہین
مری کہانی زیادہ ہی الف لیلہ سے	ہزار رات ہی بولون تو یہہ تمام نہین
دبال ثبت نزاکت کو سرو قد جھکنا	کبھی جدا تری تسلیم اور سلام نہین
یہہ ایک نقطہ کہ ہر انقلاب دوران مین	خیال جام ہی دلکو خیال جام نہین
ہی مکسی جدائی مین خون حسرت کا	ہی ملک شام سراپا ہماری شام نہین
برہنہ ہی تری شمشیر ناز ہی ہر دم	دگرنہ کونسی شمشیر کو نیام نہین

مشاق ان ہردو کے مقدر کا ہی لکھا پرتو
کسیکے صفحۂ دل پر جو میرا نام نہین

ہمقافیہ غزل آتش لکھنوی

تمیز ہو تو جہان فرق کا مقام نہین	کہ اصل مین کوئی صاحب نہین غلام نہین
فراق ساقی مین کچھ جام سے ہی کام نہین	کہ نفع بخش ہے ہول جام جام نہین

ہان واقعی ہین اوسکی نگاری کلائیان
کیسے ہین یار کی ہوئی کلائیان
ہو نہ پہنچی اور وہ سنہری کلائیان
کچھ ایسا ہی ہین دونون ایک رنگ
ہین لال چوڑیون مین جو گوری کلائیان

فدای حور کو باغ جہان سے کام نہین | کہ غیر باغ جنان حور کا مقام نہین
اسیر زلف کو تیری کسی سے کام نہین | کسی کی زلف دوتا مرغ دلکو دام نہین
نہ عین بحر مین کیون سر اٹھا کے دیکھون | نماز کونسی ہے وہ جسمے سلام نہین
سپاہ حاکم غالب ہے شاہون پر غالب | حریف شاہ یہ کیا ترب کا غلام نہین
تو خود ہی یار سراپا ہی سبکر خوبی | ترے کلام کی خوبی مین کچہہ کلام نہین
خراب کرتے نہین ظالم اپنے مسکن کو | کہ زخم خوردہ خنجر کوئی نیام نہین
کیا ہی جالیون نے بیع بالوفا کا جو | کرایہ خانہ مرہون کا حرام نہین
ہین خاکسار مقصر ہوا رفعت سے | زمین پہ بام کا سایہ پڑا تو بام نہین
جدہر کو رخ کیا اوس سمت والے شاد ہوے | زمانے کا ہی چلن اسکا خرام نہین
خدائی کا تجہے زعم ای بت اس تلون پر | خدا کا کام کوئی ایسا بے قیام نہین
خیال کب سے پکاتا ہون وصل دلبر کا | مگر نصیب سے پختہ خیال خام نہین
نہین ہین لایق تکریم نام کے زاہد | کہ مقتدا کبہی تسبیح کا امام نہین
رکہون نہ آنکہو نمین کسطرح مجہہ سی تپلی کو | سوای انکہہ کوئی پتلی کا مقام نہین
پناہ بخش ستمگر ازل سے بے مہر تہے | مثال حلق بریدہ محبت نیام نہین

ہمین کو خارج فرد اوسنے کر دیا پرتو

بس ایک لایق دفتر ہمارا نام نہین

قلیان کشی ہماری کرامت سے کم نہین
اک دم مین بولے گو کہ ہیپیے ہین دم نہین

اوڑنے لگے ہوا مین مری آہ گرم کی
اوراق چرخ کاغذ بادی سے کم نہین

خاکا ہی حور عین گلستان خلد کا
اس صفحہ زمین پہ وہ نقش قدم نہین

ای آسمان پیر تری ہی نظر لگی
مدت سے اک جوان کی نگاہ کرم نہین

کیا دور کی ہے بات کہ تسکین ہے اسقدر
دلدار اپنے پاس نہین ہی تو غم نہین

جب سے اسیر عشق خط و خال یار ہون
چہوٹا بلا سے حاجت دام و درم نہین

جہوٹا ہی دم اگر نہین ہوتا تو موت تہی
ہی جان میری تن مین کسیکا یہ دم نہین

ماضی کا حال مد نظر ہو تو دیکہہ لین
بیت الحرام کیا کبہی بیت الصنم نہین

جب سے نہین ہے کوی گل اندام گود مین
اوسکی طرح سے قوت شم یکقلم نہین

پر لو لکہو یہہ خط مین او نہین لکہتی ہی بس
تم خود یہان بسے ہین وہان جب سے ہم نہین

تری دوری سے بیقرار ہون مین
دل سے بیزار ای نگار ہون مین

جلد آ جلد آ ستم آرا
مردم چشم انتظار ہون مین

دیدہ و دل کے فیض سے ہر دم
بیقرار اور اشکبار ہون مین

۲۰۵

نا قبول بری عذاران ہون — دای قسمت کہ نابکار ہون مین

حسن کہتا ہی زلف سے تیری — خود ہی اسیر دام کا شکار ہون مین

ہی تیسران مین ریاض دلکی بہار — داغداری سے لالہ زار ہون مین

گو کہ کاہیدگی غم سے ہون خار — گلعذارون کو پر بہی بار ہون مین

کوی بوسہ لیا تو کیجیے معاف — آج بے اختیار ہون مین

رونق خانہ باغ مجہ سے بڑہا — دلنوا انکہون سے اشکبار ہون مین

ہر حسین دفن ہو کے کہتا ہے — مردم دیدۂ مزار ہون مین

تو نہین جب تو ہے تری تصویر — تجہ سے ہر حال مین دوچار ہون مین

تیرے دل مین ضرور ہون ای بت — وہ جو پتھر ہے تو شرار ہون مین

تا بہار ریاض رنگ مراد — وہ گل اندام ہے ہزار ہون مین

لازم ناز حسن عشق و نیاز — تیرے انداز پر نثار ہون مین

بیغرض لوگ نے جو پایا ہے — جانتے ہین کہ مالدار ہون مین

مجہ سا ناچیز اور فخر کمال — بسکہ ننگ افتخار ہون مین

کہین پرتو مجہے قیام نہین — کیا سراپا کسیکا پیار ہون مین

دلکو تاب فراق یار نہین — مطمئن تن مین جان زار نہین

جب سے آغوش مین وہ یار نہین — دل بیتاب کو قرار نہین

کب مرے دل پہ اسکا بار نہین — کہ تری انجمن مین بار نہین

دلپہ ہم خود ہی ظلم کرلینگے — احتیاج ستم شعار نہین

دل کسی شوخ کا ہوا کیونکر — کہ ہمارا یہ نابکار نہین

موت سر پر کہڑی ہی ای غافل — زندگانی کا اعتبار نہین

کسطرح یار پر ہو بس میرا — دلپہ جو وقت اختیار نہین

خود ہی ننگ وجود خویش ہون مین — مجہے مطلق کسی سے عار نہین

زندگی مستعار ہو جسکی — کچہ رعایت سے اوسکو عار نہین

عرض مطلب پہ اوسنے چڑکے کہا — ایک دو تین چار بار نہین

پہر جو بوسہ طلب کیا تو کہا — اجی اکبار بار بار نہین

میکشون کو سرور نشہ ہے — لیکن اندیشۂ خمار نہین

دور مین صبر و تاب و ضبط و شکیب — تو جو نزدیک ای نگار نہین

خار غم سے ہی دل مرا جنگل — اس چمن مین جو گلعذار نہین

سیر کو آئے کسطرح وہ گل — کہ دل زار لالہ زار نہین

غیر حال مزاج پرتو سے
تو جو دو دن سے ہمکنار نہین

ترے چہرے کو ماہ کیا بولون	ہان مگر مہر پر ضیا بولون
بیوفا دل کی داستان نہ پوچھ	میری طوطا کہانی کیا بولون
کوی سنتا نہین مرا دکھڑا	کس سے قسمت کا ماجرا بولون
مرکب یکہ تاز حسن کو مین	برق بولون کہ بادپا بولون
کوی ناخوش ہو یا کوی خوش ہو	مین تو حق حق صفا صفا بولون
آشنای غرض ہین اپنے برلے	یا خدا اسکو باوفا بولون
جتنے بت ہین وہ سخت باطن ہین	سخت و سست اس سے اور کیا بولون
مجھے منظور ہے تری تعریف	تو برا ہی کرے بھلا بولون
قتل گہ مین ہر ایک رگڑے پر	حبذا بولون مرحبا بولون
آجکل بندگی شیطان ہے	کسکو مین بندۂ خدا بولون

آبرو سمجھتے ہین جو پرتو
ایسے لوگون کو بیحیا بولون

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ایجان کوئی عیب ترے جسم پر نہیں — اوسکو نظر نہیں ہے جو بولے کمر نہیں

کیفیت متاع مین نشہ اگر نہیں — پہر کیون غریب کی امرا کو خبر نہیں

کیا لالہ زار بادہ کشی مین بشر نہیں — کیا بات ہے کہ یر زمین سرد زر نہیں

او جہ کسی نظر سے وہ میرے نظر نہیں — تار نظر کوئی ترا موی کمر نہیں

حیوان ہے وہ شخص جو تجکو پری کہے — انسان کے تمام سراپا مین پر نہیں

ظالم ہے اتفاق ہے ہمجنس کو کہان — آب سپر موافق آب تبر نہیں

بیمار سرد مہری اصنام ہون طبیب — نسخے مین کیون دوائین مفرح گرم و تر نہیں

بوسے لئے نہ یار کے سینہ نہ چہو سکا — گل بانٹنے کا ابہی کوئی اچہا ثمر نہیں

ہے سیم رو سفید تو زر زرد روی صاف — یہہ دو تو منفعل ہین مگر سیم و زر نہیں

خواہان نہین مین صندلی رنگون کا دوستو — صندل کی احتیاج نہین درد سر نہیں

مین تیرہ بخت ہون شب گیسو کا مبتلا — سورج نکلنے سے مری شب کی سحر نہیں

مانند مہر چرخ وہ بہیہر ہو طلوع — محتاج مہر کچہہ شب غم کی سحر نہیں

ہے داغ ہجر نقطہ زاید نگاہ مین — اوس حور کے بغیر سقر ہے سفر نہیں

ہر سو نگاہ وحشی لب یار مین — نی کوئی نیستان مین بجز نیشکر نہیں

رگ رگ مین ہین بتون کی فقط فتنہ و فساد — یہہ سنگ تازہ تر ہین کہ شرہی شرر نہیں

اوس بت کی چھوٹ زرد ہو نہین جلنے کے عوض | پارس کا سنگ ہے وہ اسی سے شرر نہین

گرمی عشق آتش طبعی کو ہو نکد سے | گو سنگ ہے حجر مگر اوس مین شرر نہین

کیون بیکلی ہی صبح شب وصل مین تجھے | ہی گو سحر مگر رمضان کی سحر نہین

تشبیہ چشم و گوش سے تیرے جو مین نے دی | تا حال چشم و گوش چمن کور و کر نہین

مین تفتہ دل ہون مہر تو وہ سرد مہر ماہ | اپنے جہان مین دورۂ مہر و قمر نہین

کوٹھے پہ جب سے وہ مہ بیمہر ہی طلوع | خورشید روز مین نہین شب مین قمر نہین

کیون مست اسکی دید مین نادیدے ہوگئے | لبریز خم جام ہی قسم نہین

کیا آبروی حسن نے گوہر بنا دئے | خارش کے جہالے یار اگرچہ گہر نہین

کیون جا دون محبت اصنام ہند کو | دل خانۂ خدا ہے کسی بت کا گھر نہین

زردی نجم سفید نے مجلت سے کیا غرض | اہل خرد کو آرزوی سیم و زر نہین

ہی رنگ زرد چشم سفید انتظار مین | اے سیمبر مین کیا ہمہ تن سیم و زر نہین

پر تو ہی زندگی سے نظارا حضور کا
سر رشتۂ حیات سے تار نظر نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

عرض مطلب کچھ ای حضور نہین | یہہ مجال آپ کے حضور نہین

جسم میں دم ہے آنکھ میں پتلی — یار نزدیک تر ہے دور نہیں

زاہدو کل کو مر کے پاؤ گے — آج کسکو وصال حور نہیں

زیب انسان نہیں ہے شیطانی — شیوہ آدمی غرور نہیں

نازکی قدر کو گستاخی سے — کانچ ہمقیمت بلور نہیں

میرا سینہ ہے غیرت سینا — داغ دل کب چراغ طور نہیں

حسرت مردہ جی اوٹھیں دلمیں — میری فریاد گو کہ صور نہیں

دیکھنے کی طرح سے دیکھیں تو — کسکی آنکھوں میں تیرا نور نہیں

ہر سحر نان گرم ہے تیار — نہ کہو آسمان تنور نہیں

مثل ناسخ نہ بول پرتو کو — شاعری کا تجھے شعور نہیں

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

دل کو کب درد کی تلاش نہیں — فارغ الحال بد معاش نہیں

غم رنج میں ہے اشک کا چھڑکاؤ — کب مرا دل گلاب پاش نہیں

جانتا ہوں میں دل تراش اسکو — یار تیرا کدو تراش نہیں

فقط احباب کی عنایت ہے — ورنہ ارمان شاد باش نہیں

بار غم سے ہین ہڈیان مری چور	کونسا جوڑ پاش پاش نہین
بودسے ایسی خوب ہے نابود	دل مین جو تیری بود و باش نہین
عشق کو راز کسطرح بولون	راز اوسکو کہے جو فاش نہین
پھر اسے کیون خبر نہین اپنی	سونے والے کا تن جو لاش نہین
کچھ تو منہ سے جواب دے وہ بت	ہان نہ بولے تو بولے کاش نہین
جسم روشن پہ ہار لیا ہے تاش	آپکو احتیاج تاش نہین
بیحیا ہے طعام کتا ہے	آبرو ہو تو نعمت آش نہین

خون غم سے غلیظ ہے **پرتو**
بے سبب جسم مین خراش نہین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

روح پر نفس اگر سوار نہین	دل کے آئینے مین غبار نہین
معتبر کسطرح ہون فعل اوسکے	جسکے قولون کا اعتبار نہین
وصل مین ہجر کا ہے اندیشہ	کب طبیعت مین انتشار نہین
دل مین گلزار یاس پھولا ہے	خلش خار انتظار نہین
گرمیان کیون لب صنم نہ کرین	کہ کوئی لعل بے شرار نہین

ہم جو چاہو کرو مرے حق مین / کون بولا کہ اختیار نہین

کیون نہ حاصل ہو پہر سبکدوشی / کوئی مجہ سے تو زیر بار نہین

زلف کا ہم خیال باندہینگے / شب فرقت جو ایسی تار نہین

وہ ستمگر بہی رکہتا ہے دو زبان / کیا سراپا وہ ذو الفقار نہین

غم سے اعضا ہک رہے ہین تمام / ای طبیبو مجہے بخار نہین

روز مرہ کے کہانے پینے مین / جز الم کوئی چیز خوار نہین

تیرے آگے چمن نہین گستاخ / گل کے منہ مین زبان خار نہین

سانپ کو مارتے اگر دیکہا / عاشق زلف بولا مار نہین

دونو زلفین ہین اسکی دو راتین / روز جمعہ ہے روی یار نہین

مجہے تیلیگراف سے کیا کام / تار برقی نظر کے تار نہین

کیون دکہاتا ہے ای فلک ہر صبح / آفتاب آفتاب یار نہین

حرص محتاج کرتی ہے ورنہ / کون الله پا لدار نہین

نہ طبیبون کو امتیاز رہا / کیا یہ تجہیز بہی بخار نہین

کیا غرض ہے بہار عالم سے / باغ مقصد مین جب بہار نہین

انہین رستون سے دل مین وہ آیا

ہمقافیہ یہ غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

جو کہ ہم ہجر مین ہلاک نہین — اوسے لطف وصال خاک نہین

کیون دل اکسیہ کو ہلاک نہین — کیا عناصر مین رکن خاک نہین

ہی قصور امتیاز کا ورنہ — کوئی ناپاک چیز پاک نہین

ہاتھہ دہویا ہی تجھہ سے اے دل زار — کیا ابہی تیرا قصہ پاک نہین

شایقون پر جنون سوار ہی کیون — کون گاڑی ہی جسکو چاک نہین

کیون یہہ دست جنون نہین پہنچا — کیون شب غمکا جیب چاک نہین

خاکساری ہے کیمیاے عظیم — کوئی اکسیر غیر خاک نہین

خاک سے احتراز جنکو ہے — شاید اونکے بدن مین خاک نہین

تیغون درمیان ہے شالی — آجکل کچہہ ضرور ڈاک نہین

بے محابا چڑہاؤ بادۂ عشق — یہہ وہ می ہے کہ جسمین ڈاک نہین

تیرا دیوانہ ہے یہہ گہر کا گہر — کونسے در کا سینہ چاک نہین

وصل کی آرزو ہے مرغ اسیر — چاک دل کیا قفس کا چاک نہین

پہول پہٹے کے سو کہے غیرت سے — تیرے آگے چمن کو ناک نہین

٢١٣

تیرے آگے مجال خود بینی
ہیںتی آئینے ہین حیرت مین آنکہہ

آئینہ صورتون کو ناک نہین
کون شی ہے جو ہولناک نہین

زلف شبگون ہے خوشنما پرتو
یہہ شب تیرہ ہولناک نہین

مست الفت ہون شوق تاک نہین
مگر ایسا کہ تیری تاک نہین

ترے داغی ہین کیا مقابل ہون
لالہ رویون کے منہہ پہ ناک نہین

ایسے بیباک ہین دغا پیشہ
لوگ کا ڈر خدا کا باک نہین

کیون نہ بےخوف اوٹھائین وصل کے لطف
تجھے کہتا تو تجکو دہاک نہین

ایسا اونکا مزاج سادہ ہے
کوئی تار ترا نہین تپاک نہین

وصل ساقی کو ہے جو نا منظور
شیشے کو بہی غرور کا ک نہین

غصہ کر کر وہ کینہ رکہتے ہین
قی ہوئے پر بہی سینہ پاک نہین

ایسا پابند وقت ہون لوگو
گہر مین کس جا پہ کلاک نہین

آدمی ہو نہین اسلئے پرتو
غیر گندم کوئی خوراک نہین

دیکہے جو مچہلیان تری موتی کی کان مین
مچہلی ہر ایک سیپ ہو موتی کے کان مین

غصہ مین بہر گیا وہ پری تو بلا ہوا
ہیبت کے مارے جان نہین میری جان مین

تشریف لاؤ شوق سے میرے مکان کو
قابو اگر نہین ہے تمہارے مکان مین

تم جو ہر ہو تو حشر تلک بام پر نہ آؤ
ہوجائیگی وگرنہ قیامت جہان مین

کس دہن مین تجہ پوچہتے ہین یہہ تمام دوست
رہتے ہو ایسا دہیان تم اب کسکے دہیان مین

کیا بات ہے کہ ہین لب رنگین سفید تر
کیا آئینہ نہین ہے کوئی پاندان مین

پتہر پہ دانت گہس نہ کبہو کوسہ دو بتو
ہوتے ہین کند آلے بہت تیز سان مین

کس شی کو لوگ پانی بتائینگے آگے پہر
کہتے ہین گر سپنولیا ہے اوسکی ران مین

جب اوسنے التفات سے جہپر نگاہ کی
لوگون مین اپنی آن رہی ایک آن مین

لوگ اوسکے ہونگے یون مری جانب سے بدگمان
پرتو نہ تہی یہہ بات بہی اپنے گمان مین

تجہے مغموم مہ لقا دیکہون
بیہوش کر انکہہ بہون سے کیا دیکہون

چاہتا ہون کہ دل لگا دیکہون
زندگانی کا ذایقہ دیکہون

جیبن آتا ہے متقی کو ذرا
زرد کہا کر تو اتقا دیکہون

ای پری رود کہا رخ زیبا
کب تلک صورت بلا دیکہون

آرزو ہے کہ صورت دل زار
تجہے پہلو مین دلربا دیکہون

چاندنی اپنی بچھا رکھتا ہے رستوں پر تمام
صاف اک فراش کا پرتو ہی جلوا چاندنی

ہای وہ گل جو گیا چھوڑ کے تنہا مجھکو
ہو گیا دل مرے آغوش میں کانٹا مجھکو

تہا جو طفلی سے کسی شوخ کا سودا مجھکو
دائی کا گود ہوا دامن صحرا مجھکو

عشق کے باب میں کیا کچھ نہ کہا تہا اے دل
سامنا اب جو بلا کا ہے تجھے یا مجھکو

شاخ گل ہجر میں اوسکے نہیں جانے کم
ہو گیا غنچہ ہر اک تیغ تمنا مجھکو

قتل کرتا ہی کسی مست کی رفتار کی شکل
ساقیا ہجر میں ہے دوری مینا مجھکو

چل نہیں سکتے نزاکت سے وہ اور ضعف سے میں
ناتوانی نے مقابل کیا اونکا مجھکو

کیا نہ مرجاتا خوشی سے میں شب وصل صنم
موت سے دہشت ہجران نے بچایا مجھکو

عشق وسن رخکا جنون ہو گیا رفتہ رفتہ
خواہش گل نے کیا عازم صحرا مجھکو

دوستی ہے یہی کہتے ہیں رفاقت اسکو
ایک لحظہ نہ رکہا درد نے تنہا مجھکو

لاغر ایسا ہوں کہ آتا نہیں سایہ بہی نظر
دیکھیے ہای کیا ضعف نے تنہا مجھکو

مرگیا میں جو گیا یار مرے پہلو سے
ہو گیا شمع لحد صبح کا تارا مجھکو

اے جنون ہو گئی زنجیر طلائی اپنی
ہی بجا کہیے جو اکسیر کا پتلا مجھکو

یاد دلوا کے شب وصل کی بادہ نوشی
خون رولاتا ہی رہا ساغر صہبا مجھکو

سنگ لگتی ہین مرے جسم پہ انگور ہوے
دیدۂ مست صنم کا جو ہے سودا مجھکو

ضعف ہے آنکہہ مین کانٹا ہوے مژگان کا بار
چشم گریان ہے ہر اک آبلہ پا مجھکو

آج بوسہ جو ہے لئے دیدۂ شیرین لب کے
یا میسر ہوا بادام کا حلوا مجھکو

ہی تصور مین کسیکا لب نگین ہر دم
لامکان کا نظر آتا ہے تماشا مجھکو

آج مہمان ہون اک مہر لقا کا پرتو
عید کا چاند ہے روتی کا کنارا مجھکو

ہجر مین دشت سمجھتا ہون مین میخانیکو
زہر وا اثر ورنہ کیون بادہ کو پیمانیکو

عہد طفلی سے بیابان مین رہا کرتا ہے
دشت ہے دامن مادر ترے دیوانیکو

یہہ نہین ہوتا کسی سے کہ دہانتنگ سمجھاۓ
آشنا یون تو بہت ملتے ہین سمجھانیکو

دیکھکر مجھکو رکھا آئینہ حایل اوسنے
حیلہ کیا خوب نکالا مرے ترسانیکو

بیدہڑک جاتا ہون اوس شمع تجلی کے قریب
خوف جلجانیکا ہوتا نہین پروانیکو

یہہ یقین ہے کہ اوسے رحم تو آئیگا ضرور
ہمدمو سنلے اگر وہ مرے افسانیکو

اوس ستمگر سے کبھی بوسے کی امید نہین
بخل کرتا ہے جو خود چہرے کے دکھلانیکو

لیکے دل پاس بسایا مرے پہلو مین غضب
خوب آباد کیا آپ نے ویرانیکو

نہ کیا زلف کے سودے نے سر مو زنجیر
دشت دکھلاتی ہے وحشت ترے دیوانیکو

یاں ہر اک کام مین ہشیار ہی اپنے پرلو
اک سمجھتا ہون مین دیوانیکو فرزانیکو

لطف بادہ کشی مقرر ہو	ہاتھہ مین جام بر مین دلبر ہو
کوی ہمسر تمہارا کیو نکر ہو	غیرت ماہ و حور پیکر ہو
تیرے عارض کے کب برابر ہو	گل ہو سورج ہو ماہ انور ہو
کوچۂ یار مین تو پہنچا دو	حضرت عشق تم ہی رہبر ہو
مین ہی وہ سخت جان ہون ای قاتل	موم گردن پہ تیرا خنجر ہو
تری قامت سے کچھہ نہین نسبت	سرو شمشاد یا صنوبر ہو
لب جانان سے گر لگے ساقی	ابھی یاقوت کا یہ ساغر ہو
کب سے ہے آرزوی پابوسی	نقش پا ہو ترا مرا سر ہو
دور بین سے نہین تصور کم	دور ہو گرچہ پاس دلبر ہو
جان تن سے جدا ابھی ہوجاے	پر نہ دم بھر جدا وہ دلبر ہو

کون پھر جاے گھر کو ای پرلو
اوسکی چوکھٹ ہو گر مرا سر ہو

تھا نہ یا خدا یہ دل بیقرار ہو	گر پاس وہ ہو تو غم ہجر یار ہو

گر ای صدف مقابل دندان یار ہو	کافور دم مین آب دُر شاہوار ہو
وہ گلعذار ہی نہین کیا کام اس سے پھر	گلشن ہو دشت ہو کہ خزان ہو بہار ہو
یارا اوڑ ہیگا گرمی برق جمال سے	آئینہ گر مقابل رخسار یار ہو
گر دیکھہ پائے جوشش گریہ مری کبھی	خجلت سے خشک دامن ابر بہار ہو
یہہ بھی تو اک نزاکت ساقی کی ہے دلیل	شیشہ تو درکنار جو ساغر بھی بار ہو
کشتہ ہون ایک سیم بدن کے فراق کا	اکسیر کسطرح نہ یہہ مشت غبار ہو
پھر شکوۂ طپش نہ ہیگا ذرا اگر	قابو مین اپنے اپنا دل بیقرار ہو
ٹکڑے ہون حاسدون کے جگر بات بات پر	وصف نگاہ یار کا مضمون کٹار ہو
لکھتا ہون وصف ابرو و مژگان یار کا	کسطرح پھر نہ طایر مضمون شکار ہو
دکھلا اونکو صفحۂ نامہ بہار باغ	قاصد رقم جو حال دل داغدار ہو

پرتو اگر سنے غزل گرم آپ کی
حاسد کو خود بخار ہے دل کا بخار ہو

بت ہرجائی کا ایدل تو خریدار نہو	یہہ مرا راز نہان ہان سر بازار نہو
جھلکیان یون جو دکہاتا ہے چمک کر بر روزن	پھر ای ماہ ترا روزن دیوار نہو
کیا کرین دیدۂ بیدار کو لیکر یارب	اپنی قسمت مین اگر طالع بیدار نہو

مجھکو ای چرخ شب وعدہ گمان ہوتا ہے	ہر ستارے پہ مرا دیدۂ بیدار نہو
اسقدر مست ہین ہم لسکہ گمان ہوتا ہے	در مسجد پہ در خانۂ خمار نہو
کیجیے عرض تمنا یہ سمجھکر ایدل	اوسکی خاطر پہ تری بات اگر بار نہو
غیر ممکن ہے مگر گرمی ہجر انکا علاج	مشتمل نسخہ مین گر شربت دیدار نہو
پھر بھی کیون رشتۂ زنار گلے مین ہوتا	ہمہ مو گر مجھے عشق بت عیار نہو
گل اسے دیکھکے کھاتا ہی گلستان جہان	تیرے عارض کے مقابل کوی گلزار نہو
خانہ آبادی ہے اوسکے ہی قدم سے ہر طرح	خانۂ دل مرا ویران ہی اگر یار نہو
روند جاتا ہی ہر اک رنج رسان دنیا مین	غیر ممکن ہے کہ پامال سر خار نہو

عوض آب جو پلاتے ہو شراب ای پرتو

یون بلانوش کوی دہر مین میخوار نہو

ہر قدم فتنۂ خوابیدہ جگاتے نکلو	طرز رفتار قیامت کی اوڑاتے نکلو
دل عشاق کو بیتاب بناتے نکلو	اپنے پازیب کی آواز سناتے نکلو
منہ کو مقدم اجل سے جو چھپاتے نکلو	آتش شوق سے عاشق کو جلاتے نکلو
شوخی اچھی نہین یہ پاون بڑھاتے نکلو	غیر پر ڈال کے دشنام سناتے نکلو
بیچۂ مہر کو بیکار بناتے نکلو	آسمان کو کف پر نور دکھاتے نکلو

۲۲۱

باغبین سرو کو مالا یہہ دکہاتے چلو
طوق قمری کیطرح اسکو پنہاتے چلو

زخم تازہ دل شیدا پہ لگاتے چلو
یون کمان ابروی پرخم کی چڑہاتے چلو

دیکہنا مستی مین کہلجائیگی ساری قلعی
ای پری جام پہ جام آج چڑہاتے چلو

قتل کرتی ہی مجہے تیغ تغافل ہیہات
او بتو بہر خدا آنکہہ چراتے چلو

ہی غضب طرز تبسم دم رفتار ایجان
عاشق خستہ پہ یون تیغ چلاتے چلو

دیکہنا ہان کہین لگجاے نہ سورج کی نظر
ای قمر سوی فلک آنکہہ اوٹہاتے چلو

گل نہو جاے کہین چرخ پہ شمع خورشید
دامن ناز کو ٹہوکر سے اڑاتے چلو

مردے جی اوٹہینگے قبرون سے قیامت ہوگی
لب اعجاز مسیحا کو ہلاتے چلو

دیکہنا بل نہ کہین موی کمر مین پڑجاے
ٹہوکرین ناز سے رفتار مین کہاتے چلو

خون عاشق کا کہین مفت نہ ثابت ہوجاے
آج یون دست حنائی کو دکہاتے چلو

صورت روزن در رشک سے بے نور ہون
مہ لقا آنکہہ ستارون سے ملاتے چلو

زرد ہوجائیگا ای مہر لقا رنگ شفق
یون سر شام کبہی پان چباتے چلو

ہنسکے تم برق کے مانند رقیبون کے ساتہہ
ابر باران کی طرح مجہکو رولاتے چلو

بہول جاے نہ کہین زمزمے اپنے بلبل
باغبین آج مرے شعر سناتے چلو

طلب بوسہ پہ جہنجہلاکے کہا ظالم نے
بس جی بس دور ہو تم سخرہ پن آتے چلو

کردیا حسرت پابوس نے مجھکو برباد — یوان مری خاک سے پانون کو بچاے چلو

رنج پر رنج اوٹھاو کے سنوای پر لو
بیوفایون سے بہت ربط بڑہاتے چلو

یہہ اوسکو دیکھکے بارہ دری مین ششدر ہو — قمر ہی روزن دیوار کے برابر ہو

کہو تو کیون مرے جانے سے یون مکدر ہو — شریر ہو ستم ایجاد ہو ستمگر ہو

نہ بار منت قاصد ہمارے سر پہ ہو — فراہی اور جو مرغ نگہ کبوتر ہو

ہنو جو کچہہ بہی بس اتنا تو ای ستمگر ہو — ہمارا حلق ہو اور تیز تیز خنجر ہو

جو دیکہیے ترش ابروی یار خنجر مین — تڑپ کے طایر بسمل ہر ایک جوہر ہو

اوڑا کے کوچہ جانان مین گر صبا پہنچاے — ہماری خاک پر احسان باد صرصر ہو

فلک پر اوسکا جو تیر نگہ پہنچ جاے — برنگ روزن دیوار چشم اختر ہو

مرا نوشتہ قسمت ہے نقش پای پری — جہان رکہے وہ قدم اپنا بس وہان سر ہو

نگاہ گرم ہی اوسکی کہ نسخہ اکسیر — طپش ہو خاک جو دل روبرو دلبر ہو

ہوا ہی جوش جنون پہر بہی سلسلہ جنبان — کہین مجہہ سے وہ آئینہ رو مکدر ہو

فساد و فتنہ کی ہر بات مین نمایش ہے — کبہی نہ شر سے یہہ ممکن نہین کہ بے شر ہو

غدار یار کی منظور ہی ثنا مجھکو — قلم کے واسطے اے عندلیب کا پر ہو

۲۲۳

وفور رشک سے خون چشم تر بہا دینگی
تمہارے دیدہ و دندان کی دہن مین گرو دن
بجای چاک گریبان کرونگین سر مگرتہ

تمہارے ہاتھ سے لبریز می جو ساغر ہو
تو شیر ہی نالے کا کومل ہو اور تیور ہو
مزاہی دشت مین کانٹے کے بدلے پتھر ہو

یہہ بدگمان ہی وہ اللہ کی پناہ پرچہ تو
ہزار بار مرین بہی اوسے نہ باور ہو

کہا سورج نے اوسکو دیکھہ صورت ہو تو ایسی ہو
دئے جاتے ہین بوسے سیکڑون وہ اپنے سایل کو
دعا منہ سے نہ نکلی تہی کہ بر آئی مراد اپنی
نچھوڑا مجھکو بعد مرگ ہی ربط تمنا نے
یہہ اوسکو دیکھکر کہتا ہی عالم فرط حیرت سے
اوٹھا سکتے نہین وہ بار گل اور پانون اپنے ہم
نہ آیا یار مرقد پر پس مردن ہی بہولے سے
ہی گنجایش ہزارون درد و حسرت کی ترے دل مین
فلوس داغ دیکر مجھکو مستغنی کیا اوسنے
خیال اوسکا مجھے سوتے مین بہی رہتا ہی ای ہمدم

زبانی ماہ کی ہی یہہ کہ طلعت ہو تو ایسی ہو
مروت ہو تو ایسی ہو سخاوت ہو تو ایسی ہو
مدد پر ایدل مضطر اجابت ہو تو ایسی ہو
محبت ہو تو ایسی ہو رفاقت ہو تو ایسی ہو
صباحت ہو تو ایسی ہو ملاحت ہو تو ایسی ہو
نقاہت ہو تو ایسی ہو نزاکت ہو تو ایسی ہو
عداوت ہو تو ایسی ہو کدورت ہو تو ایسی ہو
جہان مین منعمو کوئی عمارت ہو تو ایسی ہو
فراغت ہو تو ایسی ہو عنایت ہو تو ایسی ہو
تصور ہو تو بس ایسا ہو الفت ہو تو ایسی ہو

نہ انہون سے نہ غیرون سے تو ملتا ہی سر محفل
جزاک اللہ میری جانِ عادات ہو تو ایسی ہو

مرے اشعار سنکر سب یہی کہتے ہین ای پرتو
فصاحت ہو تو ایسی ہو بلاغت ہو تو ایسی ہو

لیگئی تا بعدم اونکی عنایت مجھکو
حضرت عشق نے رکہا نہ سلامت مجھکو

یاد آتی ہی مرے شوخ کی دہر پد مطرب
آج تو بہی کوئی دہر پد کی سنا گت مجھکو

وہ پریزاد کہان اور کہان مین خاکی
فقط ای زر یہہ ملا تیری بدولت مجھکو

کچہہ صباحت سے سروکار نہین ای جانی
خوب بہاتی ہی تری سانولی صورت مجھکو

جب نہ تب آہ و فغان کرکے دل نادان نے
کیا رسوای جہان تا بنہایت مجھکو

جیہین آتا ہی کہ نامہ کوئی اوسکو لکہون
درد دل سے جو کوئی دم ملے فرصت مجھکو

کیا ہی پسپا کیا صدمات غم دوری نے
نہ رہی پانون اٹہانے کی بہی طاقت مجھکو

یہہ عجب نعمت غیر مترقب سے کہ واہ
آج قسمت سے ملا کان ملاحت مجھکو

نازکی سے تو نہین بار اوٹہانا ممکن
قتل کیون کرتی ہی پہر اوسکی نزاکت مجھکو

موم سے نرم ہی یا اوس غیرت شیرین کے ہونٹ
آج بوسے مین ملی شہد کی لذت مجھکو

زندہ درگور کیا فکر ہم آغوشی نے
اپنی ہستی مین ملا گوشۂ عزلت مجھکو

بیقرار اک بت کافر کے تصور نے کیا
چین آجاے الہی کسی صورت مجھکو

قبر تک ساتھ جنازے کے رہیگی پرتو
زندہ واللہ نہین چھوڑیگی حسرت مجھکو

زلف کا صحب کو بوسا دو	سیر ختن کی دکھلا دو
آئے ہو کیا سمجھانے کو	ناصح یہہ تو سمجھا دو
زیست ہو تا دم پرایجان	جھوٹا تو کوئی وعدا دو
باڑہ ہو دوہری چھریون پر	انکھہ مین دونون سرما دو
پھر کفن اس شیدا کو	اپنا دوپٹہ میلا دو
زلف کا عاشق مرتا ہے	سولی پر اوسکو لٹکا دو
سادگی کب تک سادہ رو	مسی لگاؤ سرما دو
افشان ہو منہہ پر ای چاند	مہ کو دوچندان چمکا دو
ہجر مین ہے اندھیر پڑا	چاند سا چہرا دکھلا دو

خواہش پرتو پھر کیا ہے
شعر یہہ سن لو بوسا دو

بوسۂ لب دو سینا دو	سیب کے ہمرہ پستا دو
زلف ہے الجھی سلجھا دو	دام بناؤ صیا دو

جان نہ لو ترسا ترسا — مارہی ڈالو جلا دو

بخت خریداروں کیون — نقد دیا لو بوسا دو

پاؤن پڑہا تا ہے دل زار — تیغ زبان کا چرکا دو

قیس کو رد کو بجنہ گرد — زخم کو پہر تم ٹانکا دو

وہ خوش قامت آتا ہے — ہوش سنبہالو شمشادو

بوسہ پلک کا یا رخ کا — پہول نہین تو کانٹا دو

بجلی سا وہ جو ہنستا ہے
پرتو تم مینہ برسا دو

زلفین منہہ پر بکہرا دو — بال کے پہندے پہیلا دو

وصل کا صاحب وعدا دو — رنج کو رستا بتلا دو

برقع منہہ سے الٹا دو — جلوۂ عارض دکہلا دو

ناصحو اوس تک پہنچا دو — غمزہ کہاو ناشادو

خال سیہ کا بوسا دو — گرمی ہے بہدانہ دو

بوسہ لب شیرین کا دو — پیارے مجہکو جلوا دو

خنجر رک کر چلتا ہے — یہ بیدادی جلا دو

چارہ گرو احسان اتنا ۔ یار کے در تک پہنچا دو
حضرت دل تمکو کیا غم ۔ جتنا چاہو تڑپا دو
پھر خدا احشم الطاف ۔ جان چلی او جلا دو
سیر ہے گنگا جمنا کی ۔ آنکھیں ہیں دونوں دریا دو
زیر و زبر ہو جائے ہلال ۔ کان کا بالا دکھلا دو
آنکھ کے فتنے ٹھوکر کو ۔ رفتہ رفتہ سکھلا دو
دیوانہ ہوں ظلم کرو ۔ خاطر خواہ پر پڑا دو

روتے دندان کی دہن میں
پرتو موتی برسا دو

ای مہ جو دیکھے تیرے رخ بے حجاب کو ۔ سکتہ ہو صاف آئینۂ آفتاب کو
اوس شہسوار حسن کی پابوس اور پھیہ ۔ گستاخیاں سکھائی ہیں کسنے رکاب کو
شیشے میں اوسکو کسنے اوتارا کہلا نہیں ۔ ساقی پری نہ کہئے بہلا کیوں شراب کو
صحرا میں تیرے تشنۂ الفت نے جان دی ۔ بوجہا کیا جب نہیں ہے سیراب کو
صہبائے نیند ہوگئی شب بہر مجھے حرام ۔ دیکھا ہی جب سے اوس نگہ نیم خواب کو
شوریدگی خندۂ شوخ طبیح بس ۔ حاجت نہیں نمک کی جگر کے کباب کو

اس سے بڑھیگا تو یہ سیماب کا جگر	ہی فوق بجلیوں پہ مرے اضطراب کو

پرتو جواب اہل زبان سے محال ہو
بھیجوں اگر مرے سخن لاجواب کو

ای دل ہوس وصال اور تو	ہاں ہاں یہہ سر محال اور تو
اوس سورج کا جمال اور تو	ای چشم یہہ دیکھہ ہلال اور تو
قدرت ہے خدا کی چشم بد دور	یہہ دن یہہ ماہ وسال اور تو
چھوٹے منہ سے بڑے نوالے	ای مہر اوسکا جمال اور تو
سنبل تیرا یہہ حوصلہ واہ	اوسکے گیسو کے بال اور تو
ای انجم اس ذرّی سی چمک پر	اوسکے عارض کا خال اور تو
ای ماہ حضور عارض یار	پھر دعوای کمال اور تو
تیری حیوانیت ہے ورنہ	ای کبک وہ پیاری چال اور تو
ای سرو چلینگے سر پہ آرے	تو یہ وہ نونہال اور تو

بوسے کی طلب ہے اوس پرتو
یہہ جرأت یہہ سوال اور تو

بام پر دیکھا جو وقت صبح اوس مہتاب کو	بس چھپایا آسماں نے غرب میں مہتاب کو

کس قدر راہی مہر پامال حسد کرنے لگا	خوش بیا انداز تیرا بھاد رمہتاب کو
کس طرح تجھکو نہ کہیے آفتاب چرخ حسن	کر دیا بے نور جلوؤں نے ترے مہتاب کو
اوس عذار صاف سے دیتے ہیں کیونکر نظیر	کیا نظر بہر کر نہیں دیکھا رخ مہتاب کو
رو برو جب ہو گیا وہ چاندنی کی سیر میں	رشک نے تارا بنایا چرخ پر مہتاب کو
خوبرویوں کو بھی جور چرخ نے چھوڑا نہیں	سوز دل خور کو دیا داغ جگر مہتاب کو
کس لئے وہ ماہرو آغوش میں آتا نہیں	ہمنے ہالے سے جدا دیکھا نہیں مہتاب کو
عید شعبان باعث سیر بلند و پست ہے	ہر طرف دیکھو ہوائی پھلجھڑی مہتاب کو
چرخ بھی اک زہرہ وش کے رقص کا ہے مشتری	چاندنی کی جا بچھایا چادر مہتاب کو

اوس مہ کامل کے عشق ابروی خمدار نے
ماہ نو پر تو گھٹا کر کر دیا مہتاب کو

ہمقافیہ بر غزل امانت لکھنوی

جلوہ آئینہ میں اوس بت نے دکھایا مجھکو	بادۂ عشق صفائی سے پلایا مجھکو
خنجر گلا کاٹ کے مرنا ہی بتایا مجھکو	پر نہ خنجر کبھی قاتل نے لگایا مجھکو
لطف ساون کا سراسر نظر آیا مجھکو	جب چمک کر تری بجلی نے رولایا مجھکو
یاد ابرو نے سحر تک نہ سلایا مجھکو	بچھون پر تری دوری نے لٹایا مجھکو

ایسا کہویا مگر یار کی دوری نے غضب	مثل عنقا کسی پر مین نے نہ پایا مجہکو
آنکہہ با مین جو بہر کبہی تہی نہایت کل سے	آج فرقت کا سیہ روز دکہایا مجہکو
بخت خوابیدہ نے فرقت مین سلایا ایسا	فتنۂ حشر کے غل نے نہ جگایا مجہکو
کیا غضب ہے تیرا او تہنے نے بغل سے دلبر	اپنے سینے سے کبہی بار اٹہایا مجہکو
سر قبر آکے جگا نا کبہی بازیب صنم	تیرے ہونے کی تمنا نے سلایا مجہکو
روند کر دب کے چہتا نے پامال کیا	آسمانون مین سر پر چڑہایا مجہکو
زلف خمدار مین پابند ہوا تا ہون سے	بخت برگشتۂ عجب پیچ مین لایا مجہکو
لطف سیر سمن و لالہ کا اٹہا یا دل نے	ہمنغل اوس مہ کامل سے جو پایا مجہکو
سوز ہجر لب رنگین نے سراپا پہونکا	آتش لعل کے شعلے نے جلایا مجہکو
کسلئے زندہ شب ہجر پریرو نے رکہا	ہائی کیون دیو سیہ نے بہی نہ کہایا مجہکو
ہای رے ضعف کہ صیاد اگر آیا بہی	سایۂ کاہ نے دامن مین چہپایا مجہکو
ہوی اوقات بسر اپنی بغلگیری مین	وہ جو روٹہا تو گلے غم نے لگایا مجہکو

اسقدر محو تماشا ہون کہ ہر ذرے مین
نور اوس مہر کا پرتو نظر آیا مجہکو

ہمقافیہ بر غزل جناب ظفر فرمانروای دہلی

قریب ابروی دلدار دیکھا ہمنے گیسو کو
ہوا محراب کعبہ مگ الٰہی بار ہندو کو

دکھاتا ہی مہ نو آسمان کب ہر مہینے مین
لئے پھرتا ہی گردن پر تری شمشیر ابرو کو

ہین زلف و ابروی خمدار جانان اکجا دونون
کیا ہی حسن نے کیا متفق سانپ اور بچھو کو

نہوگا نکہت مشک ختن سے آشنا یکدم
کہ رکھتا ہی دماغ اپنا تری کاکل کی خوشبو کو

خمیدہ ہون غم تیر نگاہ یار مین ایسا
سب آغوش کمان پاتا ہین بالکل اپنے پہلو کو

نکیون چشم مست ترہ مین قا جانان نظر آئے
ہی زیبا تر دوئی رعنائی سرو لب جو کو

عدم آرا ترے عشق کمر مین ہو کا میدان ہے
گذر ہے سینہ بیدل مین ہر دم نعرہ ہو کو

گریزان ہین اگر خوش چشم مجھہ سے غم نہین ہرگز
کہ وحشت صحبت انسان سے ہوتی ہر آہو کو

نمود خط نہین ابتک عذار صاف پر ای جان
نہین ہے حاجت تفسیر تیرے مصحف رو کو

غم دندان ہے اک پردہ نشین کا باعث گریہ
گہر کہتے ہین اہل آبرو پرتو کے آنسو کو

انکھین ملاؤ یون کہ نظر کو خبر نہو
پہلو مین آؤ یون کہ جگر کو خبر نہو

بے اختیار سینے کے باہر ہے ہو نہ جائے
دلکو چراؤ یون کہ جگر کو خبر نہو

گرما نو نظارۂ عاشق ہین اہل شہر
رویا ہین آؤ باقی شہر کو خبر نہو

ای باد صبحدم چمن حسن سے ادہر
یون لا تو بو کہ اوس گل تر کو خبر نہو

یہہ اور سخت جانی عاشق کا سامنا — یون کاٹ سر کہ تیغ دو سر کو خبر نہو
بیہوش کرکے دل کو قدم رنجہ کیجئے — اسطرح گھر مین آؤ کہ گھر کو خبر نہو
کیفیت شراب تمنا دکھائیے — ظاہر ہو یون کہ دیدۂ تر کو خبر نہو

دیدار یون دکھاؤ کمر کا کہ مطلقاً
اس پرتو فدا سے کمر کو خبر نہو

غافل سمجھ کے کھیل گناہ عظیم کو — غفار بولتے ہین غفور الرحیم کو
کیا دخل ثواب نہین ہین بخیل ہی — شفقت سے پالتے ہین جو در یتیم کو
بیوجہ راندن نہین توبہ کا در کھلا — منظور بخشش ہے غفور الرحیم کو
سرگرم قصد جرم ہونا حیات مین — گرمی جرم دیتی ہے آتش جحیم کو
ہے دولت جمال کا اقبال دیدنی — ہوتی نہین ہے جنگ مین نصرت غنیم کو
ہر روز دوستی کی نئی اک بہار ہے — کب پوچھتا ہے کوئی انیس قدیم کو
یہہ تیرہ بخت انجمن بخل کا ہے صدور — کہنا بجا ہے مر بخیلان لئیم کو
سن لیتے ہین سوال لب حال سائلان — کب احتیاج گوش ہے سمع کریم کو
مرجائینگے نہوگا اگر فہم اکتفا — محتاج جانتے ہین دولہ کلیم کو

پرتو خیال صحبت سفلہ سے دور رہ

حاصل فقط یہی اس سے ہے ندامت ندیم کو

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

کسی ابرو کی جنون نے کیا عریان مجھکو
صورت تیغ نہین حاجت دامان مجھکو

بے گل اندام کے گل داغ جگر سے نہین کم
اجکل لالہ ستان ہے چمنستان مجھکو

روز ترسا کے عذاب مین رکہا کرتا ہے
جانتا ہی بت کافر جو مسلمان مجھکو

رخ مسعود دکہاوے کہ نحوست جاوے
نظر آتا ہی چراغ مہ تابان مجھکو

ای جنون یاد جو آتی ہی کسیکی قامت
آج میدان قیامت ہے بیابان مجھکو

کاٹے کہاتی ہی سر زلف مین گلزار کی سیر
ہوی سنبل کی جتا افعی پیچان مجھکو

ہی جہان پیش نظر صورت عشق رخ دوست
صاف آئینہ ہی اپنا دل حیران مجھکو

طاق طاقت ہوی ہر عضو کی غم کی مارے
صبح پیری ہوی صبح شب ہجران مجھکو

خون ہوتے ہین ہزار ایک خزانے کیلئے
گنج آتا ہی نظر گنج شہیدان مجھکو

بے سبب سیر سمجہتا نہین مین آہو کو
دور سے آنکہین دکہاتی ہین وہ مژگان مجھکو

نہین محفل مین جو وہ شمع شبستان مراد
آج خوش آتے نہین سرو چراغان مجھکو

ترا ابرو ہون مجھے چاند سے کیا مطلب ہے
منہہ ترا چاند سے وہ چند ہی جانان مجھکو

نظر آئے کہین اوس پری رو کے رخسار کا منہہ
دیکھا ماہ رمضان دیکھ کے تلوار کا منہہ

سی لے نغمون کو مرے دیکھے گر اوس یار کا منہہ
ہوش بلبل کا اوڑ جائے زرد ہو گلزار کا منہہ

ہو رسائی مری اوس یار کے گہر مین کیونکر
جبکہ دیکھا ہی نہین سایۂ دیوار کا منہہ

تیرے رخسار کی توصیف رقم کرتا ہون
میرے خامہ کے مقابل ہو یہہ گلزار کا منہہ

ہین خیال رخ پر نور سے اوسکے روشن
دل کے داغون سے بڑہ ہے مہر پر انوار کا منہہ

روشنی مہر سیہ خانے مین ہوگی کیونکر
آگے چمکیگا یہان مہر پر انوار کا منہہ

عارض و کاکل جانان سے تقابل توبہ
جو صلہ روز کا یہہ اور یہہ شب تار کا منہہ

سخت جانی نے کئے سیکڑون خنجر تیرے
کام کر جائے مرے حلق پہ تلوار کا منہہ

دل مین اوس ظالم بیرحم کے کرتی ہے اثر
دیدنی ہے مری ہر آہ شرربار کا منہہ

گالیان لاکہون دیئے جاتے ہین بوسے کیلئے
رفتہ رفتہ ابہی کہل جائیگا سرکار کا منہہ

یہہ صفائی ترے ہاتہون کی بدولت ہے او
آئینہ دیکھ کے کستا ہے جو تلوار کا منہہ

وصف اوس غیرت شیرین کا جو ہو جائے رقم
بہر دون شکر سے ابہی کلک گہربار کا منہہ

جو صلہ چشم غزالان کا کرے ہمچشمی
رو برو تیرے چلے کبک کی رفتار کا منہہ

مردم آزار کے لب بند نہین ہوتے ہین
جب تب دیکھئے وا رہتا ہے سوفار کا منہہ

بلم پر گردہ کسی روز ہو رونق افزا
پھر نہ آئیگا نظر مہر پر انوار کا منہہ

دل

دہن زخم سے مکشوف ہی حال زار — صاف گویا ہی اگرچہ نہین گفتار کا منہہ

سجدے کرتا ہی ہر اک طاق خم ابرو مین — کعبۃ اللہ ہی خلیل اوس بت طرار کا منہہ

کیا برا اسکو کہون ای شب تاریک فراق — آگے آجاتا ہی اوس کاکل خمدار کا منہہ

سرخرو ہین درم داغ سے عشاق مین ہم — شکل گل کیون نہ شگفتہ رہی زردار کا منہہ

عشق نے اوس بت مہرو کے بنہائی پرتو

دب گئی کاہکشان دیکھہ کے زنار کا منہہ

غصے سے ہو گیا ہی رخ جنگجو سیاہ — ہو جائے منہہ ترا خلش آرزو سیاہ

خانہ خراب زلف پریشان کا ای صبا — اسنے کیا ہی یار کا روی نکو سیاہ

جسم لطیف جسکو عطا ہووے پاک ہے — ہوتی نہین ہی رنگ کے مانند بو سیاہ

میخانہ اوسکے غم مین سیہ خانہ ہو گیا — ساغر سیہ ہے جام سیہ اور سبو سیاہ

زلف کی تلاش ہے شب تار فراق مین — روشن ہے منزل اور رہ جستجو سیاہ

ای شاہ حسن بوسون مین امساک عیب ہے — مجمل عطا امیر کو کرتا ہے رو سیاہ

وحشت نہ جائے شب تار فراق مین — دون ہمتی بنائیگی ہمت کو رو سیاہ

مظہر اگر سیہ رہے پرتو نہین زوال

ہوتا نہین ہے پرتو خورشید رو سیاہ

ہی عشق دلکو ایک بت بیوفا کے ساتھ
کمبخت آشنا ہوا نا آشنا کے ساتھ

یارب شب وصال بہت پہلو کو سیر کر
دل ہی نکل نہ آئے کہیں مدعا کے ساتھ

اوس گلبدن کو دیکھونگا صدمے میں ضعف کے
جاؤنگا آج اوڑ کے چمن میں صبا کے ساتھ

کھینچی جو مین نے آہ تو آنسو رواں ہوئے
چلنے لگا یہ قافلہ بانگ درا کے ساتھ

جوش جنون مین دیدۂ بدبین کا ہو برا
اوسکی قبا بھی چاک ہے میری قبا کے ساتھ

ممکن ہی اتفاق زمرد کا سانپ سے
ہی ربط خط سبز کو زلف دوتا کے ساتھ

دکھلائے یار گر کف رنگین کو باغ مین
مل جاے رنگ پہولونکا دزد حنا کے ساتھ

ای جذب شوق دست تمنا کا ہو برا
انگیا بھی اوسکی پرزے ہی میری قبا کے ساتھ

اب کے نہین یہ دور کہ جوش جنون مین ربط
دامان آسمان کو ہو دست دعا کے ساتھ

مجھ سخت جان کو انس نہو تیر یار سے
آہن کو رابطہ نہو آہن ربا کے ساتھ

قامت مین اوس پری کی قیامت کا طور ہے
سائے کیطرح رہتے ہین فتنے بلا کے ساتھ

اہل سخن مین شیر نیستان ہون واقعی
حاسد کے ہوش اوڑ رہتے ہین میری صدا کے ساتھ

جھک جھک گیا ہون ضعف سے تشبیہ دیجیے
مجھکو بھی یار کی نگہ شرمزا کے ساتھ

باقی رہے نہ اوسکی قدمبوس کی ہوس
جبین بھی خاک ہوکے ہو نقش پا کے ساتھ

اوسکی ہنسی نے عاشق بیدل کی جان لی
غمزہ ستم تھا خندۂ دندان نما کے ساتھ

برگشتگی سے بعد فنا بھی بری ہین ہم
الجہا کبھی غبار نہ اپنا ہوا کے ساتھ

کہتے ہین جسکو نسخہ تسخیر خلق ہے
کیونکر نہ انس ہو مجھے اہل وفا کے ساتھ

اوس بت کا ہے خیال رکوع و سجود مین
پیرتو غضب کی بات ہی چوری خدا کے ساتھ

الله نے دیے ہین ہوا کو ہوا کے ہاتھ
جہونکے ہوے ہین قاصد باد صبا کے ہاتھ

ہون صرف تم آج کسیکے فراق مین
سینہ ہی اہل غم کا تو اہل عزا کے ہاتھ

اوس تک ہے دست رس جسے ہی بند رہا
دیکھے نہین بندہی ہوے دزد حنا کے ہاتھ

آجلد سیمتن کہ دم نزع ہی یہان
دے نقد جان زار اجل کو لگا کے ہاتھ

خواہان حق کو فکر سراپا ہے کیا غرض
دیکھے کسینے پاون نہ قبلہ نما کے ہاتھ

کہتے ہین اب ادہ دیکہے عشاق کی شبیہ
بیکار ہین مرقع حیرت فزا کے ہاتھ

موقوف دست و پا پہ کہان خدنمای عشق
سمجھے ہی بجز کشش نہین آہن ربا کے ہاتھ

پہر کیون نہ اونکو شوق کہے بے زبان ہین
ہان اوہ نہین سما ہین تیان ہلا کے ہاتھ

پیرتو ہے غرق بحر محبت مگر خموش
ہلتے ہین ورنہ یار ہر اک آشنا کے ہاتھ

ظالم ہے مجھے خدا نے دیے کس بلا کے ہاتھ
کچھ کہہ رہا ہون زلف صنم کو لگا کے ہاتھ

قابو سے اپنے لعل پر پرو نکل گئے
جاتا رہا دیار بدخشاں اب آ کے ہاتھ

مرجان کا پنجہ پنجۂ خورشید ہو گیا
مہندی لگے ہوے جو کہا اوسنے دکہا کے ہاتھ

دوری نے تیری مایل پرواز کر دیا
ایجان مرغ روح اڑا تا دل لگا کے ہاتھ

ہین نے جو منہہ چہوا تو سنر اگرم پا گیا
اوس شمع رو نے دل کیا ٹہنڈا جلا کے ہاتھ

ای جان اثر در شب تار فراق نے
مخطی ہوا ہین زلف سیہ کو لگا کے ہاتھ

کہتا ہون لامکان سے مشابہ ہی وہ دہن
تشبیہ اوی دور کی طبع رسا کے ہاتھ

ہین کشتی وجود کے دو بادبان مگر
بیکار کب یہہ چلتے ہین رہرو بلا کے ہاتھ

پیرلو رولائین دیدۂ شمس و قمر سے خون
دکہلائین گردہ چرخ کو مہندی لگا کے ہاتھ

اوین نظر کہین صنم بیوفا کے ہاتھ
کرتا ہون یہہ دعا سوی کعبہ اوٹہا کے ہاتھ

کرتا ہی کیون یہہ عاشق خستہ جگر کا خون
خنجر ہی اور نہ تیغ ہی رنگ حنا کے ہاتھ

دہوکا ہی مجکو خون شہیدان کے رنگ کا
اوسنے کئے ہین لال جو مہندی لگا کے ہاتھ

ہر چند ہاتہا پائی رہی بوسے کیلئے
لے ہی لیا یہ مین نے لعل مین دبا کے ہاتھ

ہین روشنی مین پنجۂ خورشید سے فزون
یہہ گورے گورے اوس صنم مہ لقا کے ہاتھ

پڑ پڑ کے پاون منتین کرتا ہون اوسکی یون
للہ جانہ ہاتہہ سے میرے چہڑا کے ہاتھ

کھنتا ہی وہ نشان مٹاتا ہون بی سبب
پھر تلخ جب ہوئی تو ہوئی تلخ زندگی

انسان کی مرگ و زیست ہی لوگو خدا کے ہاتھ
ہی زیست میری اوس نگہ فتنہ زا کے ہاتھ

حق نیاز زاہد کم فہم نے غضب
برہم تو تمام بیچدیا ہے ریا کے ہاتھ

کوہ و دشت آئے تری عاشق ناشاد کے ہاتھ
ہوتے ہین ابروی خمدار عاشق بسمل
مرگئے اسمین جو کوتاہی ہوئی او ظالم
دیکھکر زلف مین کہتے ہین ترے شانے کو
کہان حجام اور اصلاح خط یار کہان
داغ دیتی ہی فلک کو ترے داغون کی بہار
لال کیونکر نہ حنا سے رہے پنجہ تیرا

پانون مجنون کے ٹلے اور بہی فرہاد کے ہاتھ
گرچہ خنجر نہین او حسن خداداد کے ہاتھ
زیست عشاق کی ہی کیا تری بیداد کے ہاتھ
پانون اب حد سے بڑہانے لگے شمشاد کے ہاتھ
کٹتے ہین مچلکہ حسن مین حداد کے ہاتھ
کیا سوار شک کے آیا ستم ایجاد کے ہاتھ
رات دن خون مین بہر رہتے ہین جلاد کے ہاتھ

مول لی مفت مین آزردگی اوسکی میر تو
اور آیا ہے بہلا کیا لب فرہاد کے ہاتھ

مانی معشوق رہے عاشق دلگیر کے ساتھ
قبر مین چین ملیگا کوئی دم اے ہمدم

کھینچ تصویر کیسکی مری تصویر کے ساتھ
کیجئے دفن مجھے یار کی تصویر کے ساتھ

دیکھہ کر عارض پہ خط کو سمجھتا ہون ترے | ہاتھ آیا ہے قرآن یہہ تفسیر کے ساتھ

خط روانہ ہی زبانی بہی ہے پیغام نیاز | ہمنے بھیجی ہے یہہ تحریر ادا ہے تقریر کے ساتھ

بندے اللہ کے بیشک اوسے دولت جانین | مال ملتا ہے جو اس دور مین توقیر کے ساتھ

صرف تدبیر بدلنے سے نہین کچھہ حاصل | اہل تدبیر بدلدین کہین تقدیر کے ساتھ

لطف کیا خاک جو تصویر ہی کہینچی اسکی | مانی اور ماہ کی تصویر ہو تنویر کے ساتھ

دل مشتاق شہادت کی تمنا نکلے | قاتل آنا مرے سر پہ کبہی شمشیر کے ساتھ

گر جوان رائے ہو ہیچ ہے رائے پیران | کارآمد وہی ہو جو کمان تیر کے ساتھ

کچھہ اثر جب ہو وہ مت کو تو بہ ہیچ ہے زور | منہہ سے ای آہ نکلنا کبہی تاثیر کے ساتھ

تھا تصور مین ہی ہمراہ دل زار لو زار
آج دیکھا مرے صیاد کو نخچیر کے ساتھ

اوسکی طرح کب اوسکی زبان کو قیام ہے | گو ہمسے عہد نامۂ لطف دوام ہے

صیاد جسکو کہتے ہین اوسکا خرام ہے | ہر ہر ادای ناز مین انداز دام ہے

ساقی کا دور یہہ سبب فیض عام ہے | حصے مین روز ہر کس و ناکس کے جام ہے

ہاتھ آئے عشق شاہ حسینان مین کوہ و دشت | مجنون مرا خطاب ہے فرہاد نام ہے

رہتا ہے وہ نظارہ رخسار و چشم مین | گہ محو آئینہ ہے گہے مست جام ہے

جاسیگا چھوڑ کر مجھے وہ فتنہ گر کہان
ہر ہر قدم پہ لطف ہم آغوشی دام ہے

اوسکے چلن کو گردش ایام ہو لیے
زلف و عذار مین اثر صبح و شام ہے

فرقت مین ترک جست و آرام ہو گیا
عاشق کو سال بھر ترے ماہ صیام ہے

ہر گز نہین ہے اپنے پرائے پہ منحصر
واللہ اہل فیض کا سب فیض عام ہے

دو ایک سو ستم ہین تو وہ سو پانچ لطف ہین
پرتو ہمارے یار کا چنگیز نام ہے

اوس رشک مہ کا آج جو گھر مین مقام ہے
کہتے ہین جسکو برج قمر اپنا بام ہے

کبک دری سے دیکھیے چلتی ہے کس روش
کہتے ہین اب چمن مین وہ گرم خرام ہے

اچھا نہین یہ حد سے تجاوز رقیب کا
چیونٹی کو پر جو نکلین اجل کا پیام ہے

آوارگی ہے عشق بت رشک ماہ مین
کب مجکو آسمان کی طرح سے قیام ہے

سمجھے ہین زمین شعر ہی یہ وقف کی زمین
کب کہہ سکیگا کوئی کہ اپنا مقام ہے

کہتے ہین فاقہ کی نہین ہوتی دراز عمر
دو تین دن کے بعد ہی عید صیام ہے

بے ہجر وصل مذہب عشاق مین مدام
مکروہ کون کہتا ہے پرتو حرام ہے

روشن ہے نور مہر حجاب سحاب سے
پنہان ہو حسن یار کا کیونکر نقاب سے

گذری تمام شب وصل مجنون مین
بوسہ کی طلب ہی فقط تھی
گندم سے بیاسے جو وہ تھی
پہچھی سے ہم طلعتون مین
[illegible]
پرتو ترے مصیبتون مین
ہو نہ ہون پر آہ آہ نہین

۲۴۲

[illegible]

پرتو [illegible] نہین

پیری مین تو زیادہ ہی حسرت شباب ہے	کسطرح ہو نہ بو تو ہون کو الفت خضاب ہے
ممکن نہیں ہے اہل تعلق سے ترک ربط	ہوتا نہیں جدا کبھی نشہ شراب سے
تقدیر کو بدلتی ہے تدبیر ہی کہین	موی سپید کالے ہون کیونکر خضاب سے
پر نور عکس یار سے جام شراب ہے	روشن ہی آفتاب یہان ماہتاب سے
لاکھون بہا چشم نے چشمے فراق مین	حیرت کی جا ہے نکلے ہین دریا حباب سے
آنکھین ہین انتظار مین دل یاد مین طپان	آفت مین جان ہی خلش اضطراب مین
ہو ترک ربط غیر کا اوس گل سے کسطرح	ممکن نہیں ہے دور ہون کانٹے گلاب سے
تاثیر ای غیرت گل کی یہہ دیکھنا	بوی گلاب آتی ہے دونون رکاب سے
دیکھے جو اوسکے روی پر انوار کو قمر	پھر نور مستعار نہ لے آفتاب سے
پھہ حوصلہ ہی ابر کا دیکھون تو منہ ذرا	بڑ ہہ جاے امتحان مین چشم پر آب سے
سیر سبز شاخ دل کو کرے کیون نہ زندگی مین	بالیدہ ہی ہر ایک شجر آفتاب سے
پہہ تو نہیں ہی خاک دغا بازون سے حصول	پایا جہان مین کسنے نتیجہ سراب سے
نسبت نہیں ہی چاند کو اوسکے نقاب سے	چہرے مین روشنی ہی فزون آفتاب سے
روتا ہون ایک طفل برہمن کی یاد مین	آنسو کا پانی کم نہیں گنگا کے آب سے
اوس گلعذار کے یہہ تصور کا ہے اثر	بو باس آنسوون مین ہے بڑ ہکر گلاب سے

وہ بت نہار ہا ہی رقیبون کے ساتھ آج
کچھ حوصلہ نہ دید کا کچھ ہجر کی نہ تاب
غم کہا رہے ہین ہجر مین پیتے ہین اشک ہم
موسم بہار کا ہی خوشا و رچشم تر
انروز رون ہے جو اک بت بیدرد کا فراق
چہرے کا رنگ فکر نے تبدیل کر دیا
دیکھو تو نازکی مرے نازک مزاج کی
فرقت مین اوسکی یاد سے تسکین ہے مجھے
گر بازی غلام ہی اول تو کیا ہوا
دل خون ہوگیا تو جگر بھن گیا مرا

کیونکر کرون نہ نخل مین انسو کے آب سے
مٹی خراب ہے دل خانہ خراب سے
ساقی نہین ہے کام شراب و کباب سے
ابھرا ہوا ہی یار کا سینہ شباب سے
پانی ہی مجھکو کم نہین خنجر کی آب سے
تاثیر ہی فراق مین تر بکر خضاب سے
رخسار نیلگون ہوا بوسے کی تاب سے
ہوتی ہے جسطرح سے تشفی سراب سے
کرتے ہین گنجفہ کو شروع آفتاب سے
ساقی ترے بغیر شراب و کباب سے

آجاتا ہی جو یار کا سوتے مین بھی خیال
اٹھتا ہون آنکھ پونچھتا پر لطف خواب سے

نازک کہان تلک گل رخسار یار ہے
کیا سرخ میرے خون کف پا نے کر دیا
بیتا ہون مین جان ہی جائیگی ایکدن

بوسہ تو در کنار نگہ تک بھی بار ہے
مرجان کی شاخ دشت کا ہر ایک خار ہے
سرمایۂ قرار دل بیقرار ہے

خواہان نہین ہے حسن کا تکلیف مین کوئی
بس منتظر غروب کا ہر روزہ دار ہے

سایہ جو اونکے دانت کا ہنسنے مین پڑ گیا
خود روشنی مین عقد ثریا ستار ہے

ہم لاکہہ رو مین سر کو پٹک کر ہزار بار
اوس نازنین کے لب پہ تبسم ہی بار ہے

طلعت سے حسن عارض روشن کی ای قمر
ہمسلک کہکشان ترا ہیولونکا ہار ہے

ایدل مین اپنا آپ گلا کاٹ لون نکیون
شمشیر اوسکے پنجۂ نازک مین بار ہے

ثابت ہوا یہہ سکۂ انجم سے ای فلک
قارون کیطرح تو ہی بڑا مالدار ہے

تارے نہین ہین دامن گردون مین ای صدف
گویا طبق مین صدقۂ دندان یار ہے

مہتاب و آفتاب سے ثابت ہی صبح و شام
غم مین کسی حسین کے فلک داغدار ہے

روشن ہے روز ہجر و شب وصل سے یہی
یکرنگ پر نہ گردش لیل و نہار ہے

ممکن نہین ہے ہجر مین عاشق کی زندگی
ہر شاخ گل ہی بوندی کی گویا کتار ہے

گر داغ ہجر مجھکو دیا خود کہان بچا
روشن ہے مہر و مہ سے فلک داغدار ہے

تہو کر ہی سحر چال ہی افسون چلین طلسم
ناصح ہر ایک شیفتۂ رقص یار ہے

گر ڈالون چاک جوش جنون مین اسے نکیون
مجھہ ناتوان کو پیرہن تن ہی بار ہے

روتی ہے خون ہجر مین پر ... کی چشم تر
نیسان مگر یہہ ابر تر لعل بار ہے

باعث گریہ جو دانتون کی ہماری یاد ہے
موتیون سے پر ہمارا دامن فریاد ہے

صبح وصل گلبدن مین دل ہمارا شاد ہے
نغمۂ بلبل نہین شور مبارکباد ہے

ہجریون کا غل ہی دو دو آہ ہی فریاد ہے
خانۂ زندان ہی مجھسے خانہ آباد ہے

آزمایش ہو چکی وعدہ وہ اوسکا یاد ہے
شاد کیون او سیر ہمارا پھر دل ناشاد ہے

ملکے جوتی مین تری تعویذ سیم وزر نہین
اتصال مہر و مہ شب مین فسون ایجاد ہے

حلقۂ گیسوی جانان کی جو لکھتے ہین صفت
طایر مضمون کو بندش خانۂ صیاد ہے

آنکھین ہین نرگس تو عارض گل ہی او غنچہ دہن
قد ترا ای رشک گلشن غیرت شمشاد ہے

مہر سے وہ فیضیاب او یہہ خدا کے نور سے
چاند سے دہ چند رخسار ستم ایجاد ہے

ڈھنگ سیر قتل کے اوسنے نکالے سیکڑون
فن جلادی مین وہ ظالم ہی اک استاد ہے

خال عارض سے ہی ثابت ہین گل و بلبل بہم
وای قسمت مجھپہ ہی اک ہجر کی بیداد ہے

وصف لکھتے ہین ہمارے ابروی خمدار کے
ہر الف ہی غزل مین خنجر فولاد ہے

جا کے تیر روزن در تنگ آشنائی محال
یہہ ہی کیا مرغ نظر کو خانۂ صیاد ہے

یاد آتا ہی وہ جلسہ وصل کی شب کا اگر
پیچوان کا پیچ ہی اک خنجر فولاد ہے

ہنستے ہنستے دل کبہادیتا ہی وہ ظالم مرا
صدقے اس شوخی کے کیا اندازۂ بیداد ہے

نازکی سے اکے اسمین جو تنا ممکن نہین
آئینہ عکس پری کو قلعۂ فولاد ہے

بیکم و بیش انکا خاکا اوتار لیتی ہی بھہ
ہی بجا کہئے جو میری انکہہ کو بہزاد ہے

جا کرے اوس سخت دل کے دل مین ممکن نہین
یہہ بہی اک ای آہ بے در گنبد فولاد ہے

بات کم فہمون کی کیا انصاف سے گر دیکہئے
غیرت اہل سخن بیشک مرا استاد ہے

لکہتے ہین مضمون شب مہتاب ہجر یار کا
اپنے خامے پر یقین تیشۂ فرہاد ہے

کہینچتے ہین شعر مین اپنے تری تصویر ہم
ای پری خامہ ہمارا غیرت بہزاد ہے

قتل پر میرے اوسے آئیگا کیونکر رحم ہائے
دل نہین اوس سخت دل کا بیضۂ فولاد ہے

ہی ہجوم حسرت و درد و غم و حرمان و یاس
خانۂ دل اپنا فیض ہجر سے آباد ہے

جو کہ میری روشنی طبع کا قایل نہین
صاف وہ کم فہم گویا کور مادر زاد ہے

جان کہتی ہین کیا مجہے پروای طفل اشک ہو
آب مرتے باپ کے یہہ مثل جب یاد ہے

یار کی تیغ تبسم نے کیا پرتو کو قتل
منت گریہ سے عاشق کی قضا آزاد ہے

ہوا کرتی ہے ایسی پہلوان عشق کی دہمکی
نکل جاتی ہے تن سے جان رستم پیشہ آدم کی

ہمارے دل مین اب ہے کے زنخدان کا تصور ہے
بجا ہی عین کعبہ مین جگہہ ہی چاہ زمزم کی

ستارون کی لوٹ ہی جاتی ہے رونق جوش حیرت سے
یہہ کچہہ تابان ہی ای مہرو تری پاپوش کی چمکی

سخاوت ایسی داغون کی ہے سرکار محبت مین
کہ سب داغ و درہم کو بہول ہی جاتے ہین حاتم کی

ہی سرکش کی تواضع فیض کا باعث بس ای ساقی
بھرے ساغر اگر شیشے نے گردن نرم خم کی

بغیر یار بوی گل صبا لاتی ہی جب ہمدم
حلاوت زہر کی ملتی ہی لذت ملتی ہی سم کی

سواری درد کی آتی ہی دلمین کس تکلف سے
یہان تسکین کیا کرتے ہین بس آواز ماتم کی

بجاہی گر پرستان نام کو کہتے ہین سب میرے
کہ روز و شب رہا کرتی ہی یان آواز چھم چھم کی

ترے چاہ زنخدان کی جو دہن مین ہو گئے جاری
مرے آنسو یہ بہتی ہی مقرر آب زمزم کی

رہے گر شوق یون ہی سیر دریا کا کسی صورت
دکہاؤن ایکدن اوسکو بہار اوس چشم پر نم کی

دل عاشق الہی شکل پریہ پہچان لیتے ہین
شباہت کاکل جانان مین ہے اطفال توام کی

الہی حاسد کم فہم سے ربط اور مین توبہ
بجا ہی یہ نہین بنتی کبہی حیوان و آدم کی

مرے ہر ایک مصرع کی صفائی ایک ہوتی ہے
کہ کیفیت ہی اپنے شعر مین اطفال توام کی

ہمارے نالون مین ہی درد کی ضرب ایسی ای پرلو
علامت جسطرح ہوتی ہی ظاہر راگ مین سم کی

عمر بہر عاشق قد ستم ایجاد رہے
مگر اس باغ مین ہم سایہ شمشاد رہے

یون ہی سرگرم فغان گر دل ناشاد رہے
جس جگہہ ہم رہین پہر کیون وہ آباد رہے

زیست بہر یون ہی ترے عشق مین ہم شاد رہے
طالب کنج رہی مایل فریاد رہے

نہ رہی دہشت صیاد کہہ اس گلشن مین
قمریو صورت شمشاد ہم آزاد رہے

کون کہتا ہی نہین جذبۂ الفت مین اثر	وہ دل عشق رہے اور وہ فرہاد رہے
نگہ ناز یہ ثابت ہو قاتل مرا خون	ہاتھ مین نام کو تو خنجر فولاد رہے
کیا عجب سوز غم ہجر نے ہونگا جو مجھے	موم کردیتی ہی بس آگ جو فولاد رہے
عمر ساری تو طلسمات کے پیچ مین کٹی	یعنے ہم شیفتۂ زلف پریزاد رہے
چاہیے بال کی زنجیر مجھے موم کا طوق	پاس کچھ ضعف کا اپنے مجھے حداد رہے
مرگ اچھا ہے جو بیخ ہمین ہوتا ہے	کس طرح زیست ہو اپنی وہ اگر یاد رہے
زیست بھر شام و سحر اوسکے گلی مین گذری	خاک بھی یا الٰہی وہین برباد رہے
جب ترے عارض روشن کی صفائی دیکھے	صورت آئینہ حیرت زدہ بہزاد رہے

گر دکھاؤن اثر آتش ہجران پرتو
موم ہوجائے وہین سنگ کہ فولاد رہے

چشم پر آب رشک ہی ابر بہار کی	طلعت ہی آنسوؤن مین در شاہوار کی
گل ہے اگر شبیہ تمہارے عذار کی	کانٹا ہی یہ نظیر مرے جسم زار کی
چلنی دلی کو ہاتھ مین کہتا ہون اسلئے	تشبیہ اسمین ہی سر پستان یار کی
اے دل علاج گرمی ہجر انکا سہل ہے	پستان یار مین ہے شباہت انار کی
مژگان کا عکس دیکھ لو آئینہ خانہ مین	منظور ہو جو دید مرے جسم زار کی

اسطرح فصل گل مین شگفتہ ہین داغ دل
گو ہون خزان جو اس اثنا دون بہار کی

اوس گلبدن کے ہونٹھ سے لگتی ہی ای صبا
منقار بن گئی نئے قلیان ہزار کی

ہی پیچوان یہ مجھکو یقین پیچ مار کا
اور یہ گمان کلی یہ کہ بانبی ہے مار کی

ہوتے ہین لال زلف کے ہلنے سے ای صبا
کیا بات ہے نزاکت رخسار یار کی

ثابت ہوا ہے یار کے جوبن سے مجھکو صاف
قامت یہ پہبتی ہے شجر میوہ دار کی

ہمنے لکہے ہین اسقدر اوس گلبدن کے صف
منقار ہے زبان قلم بہی ہزار کی

زلف سیاہ یا کوی مار سیاہ ہے
ہی کان اوسکا یا کوی بانبی ہے مار کی

اسدرجہ جوش عشق کی گرمی بدن مین ہے
سوزش مرے پسینے مین بہی ہی شرار کی

کس خوش گلو کے ساتہ رہی دیکہو بول چال
آواز خوشنما جو ہی مطرب ستار کی

ہر شمع پہ ہی مجھکو گمان چشم غول کا
وحشت یہ دیدنی ہے شب انتظار کی

موتی نہین ہی نت کا مگر مین ہی سانپ کا
افعی ہی نت تو ناک ہی بانبی ہے مار کی

زیبا نہین ہے پیری مین شوق خضاب شیخ
کسطرح ہو خزان مین پہر آمد بہار کی

دیکہہ اوسکی سرد مہری کی تاثیر ای طبیب
کافور ہو گئی ہے حرارت بخار کی

ہوتی کا ہی گمان کبوتر پہ واقعی
حالت لکہون جو خط مین دل بیقرار کی

ہی نو بہار حسن کی ہر بات مین بہا
گت ہی ستار مین جو بجائی بہار کی

کس کس نے طرز اوڑائی دل بیقرار کی	سیماب و برق و طائر قبلہ نما غضب

پرتوؔ مرے دماغ پہ باہنی کا ہو گمان
دن رات ہے خیال جب زلف یار کی

پچھے کے ہاتھ کھوائے کے جگنو ہی پیار سے
بیطرح ہو گیا ہی گلو گیر پیار سے

با ابرو ہیں مدحت دندان یار سے
مضمون ہیں اپنے تر ہکے در شاہوار سے

نسبت ہی خار کو جو مرے جسم زار سے
دو چار دن ہوے ہیں تبہ ہوں نجار سے

یہہ ناتوان ہوئیں غم دندان یار سے
مکلو نگار روزن گہر آبدار سے

ظالم نے مجھکو قتل کیا ہی بنا کے زلف
ہر ایک بال کم نہیں خنجر کی دہار سے

دکھلا رہا ہی صدمہ پہ صدمہ فراق میں
اللہ کی پناہ دل بیقرار سے

بجلی گری ہی دیدہ گریاں پہ میرے ہا
انکھیں لڑائیں اوسنے جو ابر بہار سے

تھا راز ہست و نیست کا زیر و زبر مگر
مکشوف ہو گیا کمر دردی یار سے

غش سے اٹھا ہیں سونگ کے بو اسکی بارہا
نسبت گلاب کو عرق روی یار سے

جتنے غلام تھے حبشی سب پرے ہوے
اس منہہ پر آفتاب کو تشبیہ یار سے

یارب یہہ خود ہو کوچہ دلدار کو روان
باد صبا کو بغض ہے میرے غبار سے

الجھا شب سیاہ میں اس جسم زار کو
تشبیہ دی جو یار کے گیسو کے تار سے

۲۵۱

دیکھو اثر جنون تغافل شعار کا	آتی نہیں صدا ہی جسے کوہسار سے
کہتا ہے جسکو صبح قیامت جہاں تمام	ہے کیا وہ بڑھکے میری شب انتظار سے
پھر کسطرح لگے نہ رگ جان کو میری آگ	دیکھا بندھا ہوا ترا گلدستہ نار سے

رخ کی طرح جو آئینہ بہ جائے آب ہو
پرتو سے دور گرمی رخسار یار سے

ہم اپنی جا شاہ ہیں گو ہیں فقیر سے	مطلب ہمیں نہیں ہے امیر و وزیر سے
ظالم کا کہیں بھی ستم ای چرخ پیر سے	بچنا محال ہے کوئی طفل شریر سے
نقش قدم نے یار کے منہ پر سے کہدیا	بڑھکر مراد داغ ہی بدر منیر سے
دکھ ہے نصیب روز تولد سے اے جنگ	غم میرے حصے کم نہیں مادر کے شیر سے
ہوتے نہیں ہیں جمع شب و روز ایک جا	کیونکر رہے نہ بغض جوانوں کو پیر سے
افتادوں کو جگہ سے اٹھاتا نہیں کوئی	ثابت ہوا ہے جادہ کی ہر اک لکیر سے
ایسا رولایا عشق نے اک بحر حسن کے	طوفان اٹھا جہان میں موج حصیر سے
منظور ایک غیرت شیرین کا وصف ہے	پھر کردوات لائینگے ہم جوی شیر سے
کیا کرسکیگا خاک نشینوں کا زور و شور	ہوتا ہے کیا تلاطم موج حصیر سے
زخمی ہوں شوخ چشموں کی نظروں سے اسقدر	بیجا ہے مجھے گریز ہی مضمون تیر سے

باز آ خیال وصل شکر لب سے بے شعور
پرتو ملا ہے کسکو مزا تیری کہیر سے

تجھکو مثال کسنے دی مہر منیر سے	شرمندہ ہو کے پھیر لیا منہہ نظیر سے
وہ بحر حسن جب ہوا آمادہ رقص پر	پیدا ہوئی طپش مری موج حصیر سے
ای جان تو ایک ہی دیجے یونہی سہی	عاشق کو کیا غرض ہے قلیل و کثیر سے
کیا خون آب آب کیا کوہ کن نے مفت	آواز آرہی ہے لب جوی شیر سے

پرتو جناب عشق بڑے خوش مزاج ہین
حضرت کو دوستی ہی جوانون پیر سے

اہل سخن کو یار کلام اس سخن مین ہے	موتی یہہ سیپ مین ہی کہ دندان دہن مین ہے
پامال ہو کے مردم قالین بہی جی اوٹہے	سرمایۂ حیات تری انجمن مین ہے
کل کوئی رونے والا نہوگا سوای خاک	خندان جو آج پہولونکی صورت چمن مین ہے
کینہ کسی سے ہو کہ نہو ظلم سے ہی کام	خوی ستم طبیعت چرخ کہن مین ہے
کرتے رہینگے وصف لب لعل یار کا	گویا زبان جب تلک اپنے دہن مین ہے
پابند ہین امیر و فقیر اس جہان مین	یہہ فکر نان خشک مین وہ خبط من مین ہے
ٹیڑہی ہی چال موذیونکی مارا کبات ہمہ مو	دیکھو کہ پیچ مار سیہ کے چلن مین ہے

دل ہمنوای بلبل شیدا نہین اگر
کیون تنگ زیست فرقت غنچہ دہن مین ہے

تعریف کی ہے اون لب شیرین کی اسقدر
لذت زیادہ شہد سے میرے سخن مین ہے

زلف رخسار پری کو سنگھان درکار ہے
ہو خزانہ جس جگہہ پہ مار وان درکار ہے

سینہ بے دل مین اپنے رہگیا سوز فراق
گھر تو ویران ہے ولیکن پاسبان درکار ہے

تھا فلک کچھ ہوش مین آ و شباب و شیب ہے
ہر بہار باغ عالم کو خزان درکار ہے

بی سبب ہرگز نہین ہی آمد و رفت نفس
کشتی عمر روان کو بادبان درکار ہے

زلف در رخسار پری ہوگیا روشن مجھے
آتش گل کو ہی ای بلبل دہوان درکار ہے

ای صبا اوس غیرت گل کی ستایش کیلئے
بلبل تصویر کو گویا زبان درکار ہے

چاہئے پیش نظر قد خمیدہ ہو مرا
دیکھنا ہر تیر کو ظالم کمان درکار ہے

ہاتھ کنگن کو نہین ہے آرسی کی احتیاج
حال جسم ناتوان کو کب بیان درکار ہے

ہی رقم دیوان مین صف اوس غیرت خورشید کا
ہر زمین شعر کو اک آسمان درکار ہے

ہوگیا ثابت وجود قد جانان سے مجھے
باغ دنیا کو ہی سرو روان درکار ہے

جلوۂ رخسار جانان دیکھ پایا ہی مگر
اب گل خورشید کو فصل خزان درکار ہے

ماجرای سوز پروانہ کی پرسش کیلئے
شمع کو بھی اب کوئی گویا زبان درکار ہے

رات دن منظور ہی اوس مہ کے آہو کا خیال ‏ شیروانی مین مری چاک کتان درکار ہے

شوق ہمنامی ہے اوس سے ہمکلامی کا مجھے ‏ ہر بن مو کی جگہ پر تو زبان درکار ہے

غم فرقت کی کیفیت عیان ہے ‏ ہمارا جسم لاغر خود زبان ہے

شب وصل ایک بت کیا بے زبان ہے ‏ الٰہی شرم ہی قفل دہان ہے

نہین ہیں یار کے رخسار پر زلف ‏ چراغ حسن کا لیکن دھوان ہے

دل پر داغ کا مضمون ہے تحریر ‏ زمین شعر صحن بوستان ہے

فلک کو اپنی ہر اک آہ ہے تیر ‏ ہمارا قد خم گشتہ کمان ہے

مجھے ہے تیر ہر ایک سخت فقرہ ‏ لب معشوق ہی گویا کمان ہے

نگاہ یار کو مین تیر سمجھا ‏ گمان ابرو پہ ہوتا ہی کمان ہے

نہین ہے تل رخ رشک چمن پر ‏ مگر گلشن مین بلبل باغبان ہے

تصور سے چھٹا اوس ماہرو کے ‏ مرا سینہ ہے یارب یا کتان ہے

کیا اوسنے مسخر بات ہی مین ‏ کوئی تعویذ لب نقش دہان ہے

اوڑھایا صبر کیا عاشق کے دل سے ‏ عجب طرز خرام جان جان ہے

مقابل مجھ سے میدان سخن مین ‏ عدو مین حوصلہ اتنا کہان ہے

ہون زخمی خندۂ دندان نما کا
دہان زخم بہی گوہر فشان ہے

ہوا رفتار اوس مہ کی ثابت
زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے

رقم ہے وصف دندان پر یہ
ہر اک مصرع مرا گوہر فشان ہے

دل عشاق ہیں گہنگرو مین چہپان
کوئی افسون خرام جان جان ہے

سیاہی سے قلم بہی ہی سیہ پوش
رقم اپنے جو غم کی داستان ہے

مہ و خورشید پر تو نقش پا ہین
زمین کوئی جانان آسمان ہے

چہٹ گیا جب چمن کوچۂ جانان مجہہ سے
لاکہون آباد ہو دشت و بیابان مجہہ سے

برسون رکہتا ہی مگر چاند کو پنہان مجہہ سے
چال چلتا ہی عجب گنبد گردان مجہہ سے

لاغر ایسا ہون گلے سے اتر آیا ہی جنون
ہو گیا خود ہی جدا اپنا گریبان مجہہ سے

نا قبول ایسا سیہ کار ہون نہین صحبت
ہو گئی صبح وطن شام غریبان مجہہ سے

ہی ترے تن کا تصور کہ خیال افیون
ایکدم بہی نہین چہٹتی ہے قلیان مجہہ سے

ربط پیدا کرے گلزار جہان مین یاد
صورت رنگ حنا دست حسینان مجہہ سے

اپنے دامن کی طرح اوسکے بہی پر گردن
بچکے جائیگا کہان دشت کا دامان مجہہ سے

کسطرح اس دل بیتاب کی تسکین ہوتی
نیند مگ تہی شب فرقت مین گریزان مجہہ سے

روش نکہت گل ضعف سے اوڑ ہتا ہون صبا
اب کہان پر کے رہا تخت سلیمان مجھہ سے

عشق جسکو آتا ہی کیا کیا نہ کنوین او ظالم
دور جب سے ترا چاہ زنخدان مجھہ سے

ہین مرے سبحہ و زنار مگر نسخۂ سحر
راست رہتا ہی مرا اک گبر و مسلمان مجھہ سے

آدمی زاد سے مالوف پریزاد ہین
ربط رکھتا سہی ہوتا جو وہ انسان مجھہ سے

ٹھیکہ باران کا پہاڑ دیدۂ گریان نے لیا
کیون نہو وادی سرسبز بیابان مجھہ سے

گر جنون ہو تو اوسیکی مجھے زنجیر ملے
نہ چھٹے یا مرے اللہ در جانان مجھہ سے

حسرت و یاس مرے ساتہ ہوین قتل تمام
خوب آباد ہوا گنج شہیدان مجھہ سے

ہر قدم پانون سے الجھے رہے صحرا مین جنون
ربط رکھتے ہین بہت خار مغیلان مجھہ سے

کر دیا حاکم ملک سخن ای طبع رسا
کیا ادا ہو مرے استاد کا احسان مجھہ سے

تو جو چلتا ہے مین پیچھے ہوا جاتا ہون
صبر لیتی ہے تری جنبش دامان مجھہ سے

گر نہوتا ترے دروازے کا سودا ای جان
ہرگز آباد نہوتا کوئی زندان مجھہ سے

مین وہ ہون شیر نیستان سخن ای پرتو
شکل روباہ ہین حاسد گریزان مجھہ سے

اب صدف دفتر اشعار نظر آتا ہے
فلک بھی ابر گہربار نظر آتا ہے

آسمان پر بھی نہین عقد ثریا لیکن
رشتۂ سبحہ و زنار نظر آتا ہے

اوسکی مژگان کو نہ کیونکر کہون قاتل ابد
موہر اک خنجر خونخوار نظر آتا ہے

بحر کو کسکے ہی آنے کی تمنا دنرات
بلبلا دیدۂ بیدار نظر آتا ہے

رنج سے دور نہین فرحت جاوید کبھی
ہجر مین جلوۂ دلدار نظر آتا ہے

ظلمت ونور مین کچھ فرق نہین ہی باقی
روز مین دخل شب تار نظر آتا ہے

آمد ورفت کے جھگڑے ہین فقط دنیا مین
یان فراز یست کا بیکار نظر آتا ہے

داغ سودا ہین پیالے غم فرقت ساقی
دل مرا خانۂ خمار نظر آتا ہے

ہین بہار خزان فصل بہاری سے جدا
دیکھیے پھول مین بھی خار نظر آتا ہے

دیکھتا ہون مین اگر گنبد گردان کیطرف
شیخ کا گنبد دستار نظر آتا ہے

جا کے جب سانپ کو گلزار مین دیکھا پرتو
یار کا گیسوی خمدار نظر آتا ہے

ایدل مرے خیال مین پائے وصال کے
آسان ہمنے معنی کیے ہین محال کے

جلوے ہین ابرو ورخ یوسف جمال کے
مشتاق ہم ہین اسلیے بدر وہلال کے

ہمنے سنی ہین جو عوض بوسہ گالیان
معنے ہین یعنے سارے یہ حرف سوال کے

نامحرمون کی آنکھ سے پردہ ضرور ہے
کوٹھے پر اپنے اوڑھ دوپٹہ سنبھال کے

تارون سے بڑھ کے دامن کاغذ مین پر ضیا
نقطے ہوئے ہین صفحۂ رو کے خال کے

آئے شب فراق اگر خواب کا خیال
تارے ڈرائے رات بھر آنکھیں نکال کے

قارون کیطرح ہو نہ گرفتار حرص زر
پاتے ہین کیا نہ رنج طلبگار مال کے

کیا کیا نہ چرخ تفرقہ پیرا کے ہاتھ سے
دنیا مین رنج پاتے ہین طالب وصال کے

پیچون مین جب سے یار کی زلفون کے ہون اسیر
دشمن ہین سارے دوست مرے بال بال کے

پرتو ہزارون اسکی کمر کے ہین جان نثار
پھندے مین ساری خلق ہے اس ایک بال کے

ہم جو یاد رخ دلدار مین نالان ہونگے
شرر آہ چراغ شب ہجران ہونگے

تیری محفل مین حسینان جہان کو ہو فروغ
مہر ہو تجھے ستارے کہین تابان ہونگے

خوش گلو ایسا ہی تو بزم جہان مین ایجان
ساز سارے تری آواز پہ قربان ہونگے

یکقلم حرف وہین صورت کاغذ ہون سپید
گر رقم وصف بیاض رخ جانان ہونگے

صورت شانہ جگر چاک نہو گا کیونکر
ہم اگر شیفتۂ کاکل جانان ہونگے

جبل طور کا اوس قبر پہ دہوکا ہوگا
دفن جس قبر مین ہم سوختہ سامان ہونگے

شعلۂ شمع لحد پر ہو گمان بجلی کا
دفن جب شیفتۂ خندۂ جانان ہونگے

آستان کا ترے سودا مجھے پھر ہوتا ہے
وہی سنگ اور وہی دامن طفلان ہونگے

وجد وحشت وہی تری سونے کی پہنچی ای بت
جسم پر لگ کے مرے سنگ زر افشان ہونگے

چاند سورج کا اوجالا ہی تمہارے فقط
ورنہ روشن مہ و خورشید درخشان ہونگے

منت مہر اوٹھاینگے ترے شیدائی
صبح ہو جائے جو ہم چاک گریبان ہونگے

روبرو تیرے اوتر جائیگا پانی اونکا
بزم گلزار مین تقدان گل خندان ہونگے

بلبلا آب مین ہے بجا صدف ای نیسان
عکس افگن اگر اونکے در دندان ہونگے

شاخ سوسن کی بنیگی دہین پرتو جو کبھی
آشنای سنئے قلیان لب جانان ہونگے

میکشی ثابت ہوی اس سے ہر اک میخوار کی
نشہ کے دورے مین کیفیت ہی برقی تار کی

تربت تاریخ فنسخے مین ہو لپٹے ای طبیب
جوش پر گرمی ہے عشق سینہ دلدار کی

تار آنسو کا مری گردن مین یا دونرات سے
عشق بت مین شیخ جی حاجت نہین زنار کی

تیرے گھنگرو کی صدا سے امت ہے ہر ایک دل
ہی صدا اوسکی صدا منقار موسیقار کی

کفر اور اسلام کا دل سے تعلق ہے مگر
ایک ہی صورت ہے گو ہر کافر و دیندار کی

ہان لگیگا آج اعجاز مسیحائی کو داغ
جان ہو تون پر ہے تیرے طالب دیدار کی

فتنہ خوابیدہ جاگ اوٹھے ہو محشر بپا
مرحبا کیا بات ہی ایجان تری رفتار کی

خون بجنہ مظلوم کا ہر دم نہ یون اسکو چھپا
لال ہو جائیگی ای قاتل زبان تلوار کی

میری حالت ہی عیان پرتو زبان حال سے

بات رنگ رخ مین اپنے ہی اب اظہار کی

نقاہت مانع شور و فغان ہے — مرے اللہ کس آفت مین جان ہے
خدا جانے کرین کیا اوسکو عیسیٰ — جو اوس بت کی ادا کا نیم جان ہے
بگاڑا آبرو کو رنگ رخ نے — عیان چہرہ سے اب راز نہان ہے
لکھی ہے مین نے مدحت اوس قمر کی — زمین شعر اول آسمان سے
جلاتی ہے یہہ اوسکے عشق کی آگ — معاذ اللہ تپ محرق کہان سے
ہی صبح حشر یا صبح شب وصل — ہزارون فتنے اوٹھنے کا سمان ہے
ذرا آکر ادہر دیکھے تو فرما — کہ کس درجہ مری شیرین زبان ہے
نقاب اولٹی ہی اوسنے آج رخ سے — کہان دیکھو تو مہر آسمان ہے
ہوا ہے جلوہ گر جب سے وہ خورشید — زمین رشک چہارم آسمان ہے
تواضع سے ہی رتبہ کو بلندی — جھکے رہنے سے اونچا آسمان ہے

نہین جنت سے کم دلبر کا کوچہ
کہ رضوان اوسکا برق پاسبان ہے

گر فلک تک میرے رونے کی خبر اوڑ جائیگی — آبروی ابر باران چشم تر اوڑ جائیگی
کالا ڈورا باندہنا اکثر نظر کا توڑ ہے — سرمہ دے آنکھون مین تاثیر نظر اوڑ جائیگی

جل نجائیگی تمہارے ہاتھ مین او شعلہ رو
صورت طوطی حنا بے بال و پر اوڑ جائیگی

رفتہ رفتہ حشر برپا ہونے کی اوڑہتی خبر
فتنہ رفتار ظالم دیکھہ کر اوڑ جائیگی

وہ اجازت چاہتا ہی کسطرح چہوڑون اوسے
جان میری سنکے جانیکی خبر اوڑ جائیگی

مثل مجنون ریگ بہی ان کی روا ہوگی نکیون
میری وحشت کی جو صحرا مین خبر اوڑ جائیگی

اپنی آہ گرم ہو گلشن مین جب جلوہ فزا
جل کے جیون کا فور خود باد سحر اوڑ جائیگی

رات کو اوسکے مقابل ہو اگر وقت خرام
آسمان پر رونق روی قمر اوڑ جائیگی

نوچ ڈالے تو نے پر پھر خوف ہی کس بات کا
کیا قفس سے بلبل بے بال و پر اوڑ جائیگی

رخ سے بوی گل ہوی کافور تو کیا دور ہے
زلف سے اونکی اگر بوی اگر اوڑ جائیگی

سامنا ہوگا جو زلف صندلی رخسار کا
بوی مشک و عنبر و عود و اگر اوڑ جائیگی

جلوہ زلف و رخ دلبر اگر دیکھے کبہی
صاف **پرتو** طلعت شام و سحر اوڑ جائیگی

آج بیدل ہین جو مجھہ سے سبب اسکا کیا ہے
کہئے ای حضرت دل اپکا منشا کیا ہے

جان دیتا ہی کسی بت پہ یہہ شیوا کیا ہے
یا الہی دل نادان کا منشا کیا ہے

عشق کو کہیل سمجھتا ہے ارادہ کیا ہے
امن دشمن آرام کا قصا کیا ہے

بعد مدت کے لکہا آج کا وعدہ اوسنے
انسپہ دیکہینگے کہ تقدیر کا لکہا کیا ہے

ناصحا بس کہین سودا ہو رفتہ رفتہ
توبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

جلگیا ہون جبل طور کی صورت ہمہ تن
ہاتھ چہاتی پہ مری رکھہ کے وہ بولا تب وصل

یہی روشن ہی کہ ہر اوج کو لازم ہی زوال
جو مقدر کا لکہا ہی وہی پیش آیا ہے

اکدو بات نصیحت کے ہین قصا کیا ہے
جانے دو دور کرو وصل مین جہگڑا کیا ہے

ابہی او حسن دل افروز ارادہ کیا ہے
مرے بیدل ترے سینے مین اچہلتا کیا ہے

اور انگشت مہ نو کا اشارا کیا ہے
کیا گلا یار او رغیر سے جہگڑا کیا ہے

جب بناتا ہے وہ خاوند حقیقی **پرتو**
کسی بندے کے بگاڑے سے بگڑتا کیا ہے

آنکہہ تر رہتی ہی ہر دم سبب اسکا کیا ہے
مجہہ سے آزردہ ہو صاحب سبب اسکا کیا ہے

اس حیا نے تو چہپایا ہی کفن مین مرا منہہ
بندۂ عشق بتان ہون مجہے کیا اسکی خبر

کیا آوارہ ہر دیر تری غفلت نے
مارڈالیگی مجہے تیری وفا کی حسرت

ہای میرے دل مجذوب کا منشا کیا ہے
نہ کہلا آپ کی بیداد کا منشا کیا ہے

ابہی او شرم کے پتلے تجہے پروا کیا ہے
کعبہ کیا چیز ہے ای شیخ کلیسا کیا ہے

رحم للہ ابہی قصد ای بت ترسا کیا ہے
اور اس ترک تعلق کا نتیجا کیا ہے

روز آزردگی یار فزون ہے **پرتو**

رنگ بیڈ ہے خدا جانے ارادا کیا ہے

خط مین تحریر جو حال دل شیدا ہو جاے ۔ نامہ بر کشتۂ شمشیر تمنا ہو جاے

انکھہ کا گر تری محفل مین اشارا ہو جاے ۔ طرفة العین مین عالم تہ و بالا ہو جاے

مجہسے جب جسم مرا سوکھ کے کانٹا ہو جاے ۔ ہے یقین ربط گل اندامون سے پیدا ہو جاے

گر نہ بولون نہ سہی راز غم افشا ہو جاے ۔ دہن زخم زبان دل شیدا ہو جاے

گر ترے دانت کو دیکھے کبہی او بحر کمال ۔ کیا عجب ہے جو گہر سیپ مین آدہا ہو جاے

ترے رخسار کا گر خال نظر آئے اوسے ۔ بدر بہی گہٹ کے دہن صبح کا تارا ہو جاے

میرے اہون کے شرار جو چمک جائین کبہی ۔ شب تاریک بہی اک نور کا ترکا ہو جاے

یہہ بکار ہوے کہتی ہین ادائین اوسکی ۔ آئے اس بزم مین زہرہ بہی تو سکتا ہو جاے

جاے کس طرح وہ کعبہ کو کبہی بہولے سے ۔ او بتو بس کوئی بندہ جو تمہارا ہو جاے

جان عالم کو بچانا نہین ہوگا دشوار ۔ آج گر یار مرا انجمن آرا ہو جاے

آمد و رفت نظر وجہ کدورت ہے کہین ۔ عارض صاف نہ اوس یار کا میلا ہو جاے

حاسد کور دو رون اور مرہوتے یہ فروغ ۔ شہرہ سا منہ خورشید کے بینا ہو جاے

کوی فرقت مین نہین اپنا رہا ہمراہی ۔ کیا عجب دو رجو سایہ بہی ہمارا ہو جاے

اک نظر میرے طرف وصل کی شب ہے ای شرم ۔ دست نازک نہ رخ یار پہ پردا ہو جاے

شوق اوس شوخ کو جو سر کا ہی پرتو دن رات
کاش کوڑی دل بیتاب ہمارا ہو جاے

مجروح کیا کس نے تمسخر کی نظر سے
پیدا ہی تبسم دہن زخم جگر سے

کیا خاک سے پہولا ہے شہیدوں کی گلستان
بو خون کی آتی ہے مجہے ہر گل تر سے

خالی نہین چوری ہی نزاکت سے تمہاری
پہلو سے لیا دل ہی تو دزدیدہ نظر سے

ہی اسکو وجود اوسکو عدم بال کو کیونکر
تشبیہ بہلا دیجیے پہر اوسکی کمر سے

ہی ابرو و مژگان پہ ترے خون مرا ثابت
محضر کا ہی مضمون عیان زیر و زبر سے

اک انکھ سے کوٹھے پہ اور اک روزن در سے
دیکہین کہ ستمگر نظر آتا ہی کدہر سے

ممکن نہین علی سے عنایات کی امید
بجتی نہین دیکھی کبہی پیاس آب گہر سے

رہتی ہی ان انکہون نہین دکہائی نہین دیتی
کچہہ کم نہین ظالم کی کمر تار نظر سے

آتے ہی خیال اوسکا نظر آگیا کوچہ
کرتے ہین سفر دود کا ہم عزم سفر سے

کس کان ملاحت کی ہنسی کا ہون مین زخمی
چہڑتا ہی نمک ہر دہن زخم جگر سے

بوسے لب شیرین کے لئے اور زبان کے
پایا ہی مزہ ہمنے بہت بڑکے شکر سے

بوسے کے عوض بات سنی تلخ کسی کی
حنظل کا مزا پایا لب تنگ شکر سے

جاتا ہے غضب کوچہ سفاک مین پرتو

٢٦٥

آگہ دل نادان نہین انجام سفر سے

رہ بھول کے ظالم وہ کبہی لب ادہر آئے — ای گردش گردون مری امید بر آئے

ساتہہ شرکت اشکون نہین جو لخت جگر آئے — ہمسلک گہر لعل کے ٹکڑے نظر آئے

مشتاق شہادت کی تمنا یہہ بر آئے — اوس ابروی خمدار کا خنجر نظر آئے

پہلو سے گیا اوٹھ کے جو تو صبح شب وصل — ہم آپ مین ایجان نہین عمر بہر آئے

کوٹھے پہ چڑھے چاند وہ اپنا جو کسیدن — گردون سے زمین پر وہ ہین سورج اوتر آئے

محفل مین تری ولولۂ رشک کے باعث — ممکن نہو ضبط یہان اشک بہر آئے

بیتابی دل حد سے بڑہی جاتی ہے یارب — کسطرح شب ہجر کی مدت بسر آئے

ہمہ مانگ ہے پہر کیون تری خورشید کے ہوتے — ممکن ہی نہین کاہکشان گر نظر آئے

فرقت مین قرار اس دل مضطر کو ہو یارب — گر یار نہ آئے نہ سہی نامہ بر آئے

گر دیکہہ لے اوس حور کو دیکہے کوئی اوسکو — خورشید پر انوار بہی ذرہ نظر آئے

خود رفتگی عشق کے ہاتہون سے الٰہی — وان اپنی پہنچ ہو نہ جہان سے خبر آئے

کیا کیا نہ مزے لطف کے ملتے ہین ستم مین — اپنی شب ہجران کی نہ ہرگز سحر آئے

بزم طرب آرزوی وصل و گلستان — پیچھے ہین سبہی نالون مین پہلے اثر آئے

پہنچی نہین پہنچی کبہی پہنچے تلک اوسکے — کیون اوسکی کلائی مرے پنجہ مین در آئے

اسواسطے روتا ہون شب وصل مین پرتو
اوس تک نہ کہین نالۂ مرغ سحر آئے

یارب ملے کہین وہ مرا سیمبر مجھے
دولت کی آرزو نہ تمنای زر مجھے

ملتی نہین ہی ہای کچھہ اپنی خبر مجھے
کرتا رہیگا گم یونہین عشق کمر مجھے

گردش نے چشم یار کی آوارہ کر دیا
تقلید مہر و ماہ ہے شام و سحر مجھے

مرتا ہون جیسے اور نکلتا ہی جیسے دم
اوس بیوفا نے پوچھا نہین بہولکر مجھے

اب ہے یقین کنج لحد مین ملیگی جا
ہوتا نہین ہے دخل ترے گھر مین گر مجھے

لائی ہے بوی یار پہر آئینگے زخم دل
بھاتا ہوی ہے آج نسیم سحر مجھے

کرنے دے عرض حال شب وصل اوس سے کچھہ
بیتاب کر نہ ای غم ہجر اسقدر مجھے

ہنگام نزع بھیجا مین اور دم نکل گیا
وصل صنم مین جب نظر آئی سحر مجھے

کرتا ہون اوسکی سیر تصور مین راتدن
آتا ہے دور سے ترا کوچہ نظر مجھے

چلتا نہین مین دہوپ مین زنہار یکقدم
سایہ ہے دود آہ کا بالای سر مجھے

بندے کا کیا جواب بن آئیگا پیش رب
ترسا کے یون ہی ماریگا اوبت اگر مجھے

پرتو یہہ ہجر یار مین رنگ مزاج ہے
صندل کے دیکھنے سے ہوا دردسر مجھے

٢٦٧

کچھہ گلا تجھہ سے نہین اے ستم ایجاد مجھے
رنج دیتا ہے مرا ہی دل ناشاد مجھے

ناتوان فرقت شیرین نے کیا ہی ایسا
سایۂ کاہ ہوا تیشۂ فرہاد مجھے

چاند کو تیرے رخ صاف سے کیا نسبت ہے
داغ آتا ہی نظر باعث ایراد مجھے

طایر حسن کے بس شہپر پرواز ہین یہہ
بولتا ہی خط سبز ستم ایجاد مجھے

ناتوان کرکے اوترا تا ہی ہوا پر ہر دم
صورت ہوش غم ہجر پریزاد مجھے

سنگ در سے ترے ٹکراؤنگا سر او شیرین
توڑون تیشے سے نہین طینت فرہاد مجھے

دیکھتا ہون جو قمر کو شب فرقت اے حور
یاد آتا ہی ترا حسن خداداد سے مجھے

دیکھنا ہر کس و ناکس سے کہان دیتا ہے
اک پسند آئی یہان سختی فولاد مجھے

فیض استاد کی دولت سے کیا کرتی ہے
سبکا محسود مری طبع خداداد مجھے

بال کہتے ہین کمر کو تری معدوم ہے وہ
اسمین ایجان ہے گنجایش ایراد مجھے

غم سے اوس شکل سلیمان کے ہوا غیرت مور
بسملا ہوگیا اک قلعۂ فولاد مجھے

بہہ گیا خون مری آنکھہ سے آنسو ہوکر
نیشتر خاک لگائے کوئی فصاد مجھے

شحنۂ ضعف کو مقبول نہین ہے یہ گواہ
ورنہ کر ڈالیگی مخطی مری فریاد مجھے

حاجت منت جلاد نہین ہے برقو
ہر نفس ہجر مین ہے خنجر فولاد مجھے

بس ہو چکی نماز مصلا اوٹھائیے
آخر کچھ انتہا بھی بھلا ابتدا کی ہے
عاشق تمہارا منت خورشید کیوں اوٹھائیے
مدت ہوی کہ راگ کی محفل جمی نہیں
چلتے ہو کس خیال میں ٹھوکر کا خوف ہے
جی چاہتا ہے آج چڑھائینگے بھی اب
یہ ضعف ہے کہ ہل نہیں سکتے ہیں جا بجا ہم

ای شیخ وہ شراب کا شیشہ اوٹھائیے
کب تک کسیکا غمزہ بیجا اوٹھائیے
او رشک ماہ چہرے سے پردہ اوٹھائیے
مطرب ستار لیجیے طبلہ اوٹھائیے
پاؤں میں آرہی ہے دوپٹہ اوڈھائیے
ساقی بڑھا کے ہاتھ پیالا اوٹھائیے
ای شوق دیدیار قدم کیا اوٹھائیے

اللہ کا ہے شکر کہ مہمان یار ہو
پرتو درود پڑھ کے نوالا اوٹھائیے

اک ہم ہیں کہ اپنی یہ بھلائی نہیں جاتی
گھٹ گھٹ کے ہوا بدر ہلال اوسپہ بھی صفات
یہ تفرقہ ہے دیدنی جو کوہ شکن تھے
اسد رحیمیں آ عالم اسباب سے ہوں تنگ
اللہ ری نزاکت بت سفاک کی اپنے
کیا سخت کیا اوس بت بیدرد نے دلکو

اک تم ہو کہ تم سے وہ برائی نہیں جاتی
کیا ظلم ہے انگشت نمائی نہیں جاتی
اب اوس سے کمان تک بھی چڑھائی نہیں جاتی
آنکھوں میں نظر تک بھی سمائی نہیں جاتی
بکھرے بھی اگر زلف بنائی نہیں جاتی
شیشہ بھی اب سنگل و کہائی نہیں جاتی

یہہ ضعف بڑہا جاتا ہی اپنا کہ سر مو — منت بہی کوئی سر پہ اوٹہائی نہین جاتی

وہ دن گئے جو توڑتے تہے دانت سے ہڈی — اب دیکہئے روٹی بہی چبائی نہین جاتی

ثابت یہہ ہوا آئینہ بینی سے مقرر — جو صاف ہین لب اون سے صفائی نہین جاتی

پہنچایا ہی قسمت نے دریار پہ اوسوقت — جب ضعف سے زنجیر ہلائی نہین جاتی

پرتو یہہ پشیمان ہین وہ اپنے کئے سے
جہوٹی بہی کوی بات بنائی نہین جاتی

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

تلاش یار کو سوجہی ہی سزا کیلئے — مزاج ناز مین حیلہ کہان جفا کیلئے

غرض کہ باب ہی مین کہولتے ہین اہل غرض — مگر زبان ہی اظہار مدعا کیلئے

نہین دلیل جنون چاک دامن عاشق — کہ چاک زیب ہے ای جفو قبا کیلئے

اوسے یہہ ضد ہی کہ محرومی وصال رہے — نہین ہے حکم ادہر آنیکا قضا کیلئے

وہ بت وصال مین بیتاب ہوکے کہنے لگا — غش آرہے ہین مجہے چہوڑ دو خدا کیلئے

ہی شوق وصل و تمنای دید زلف مجہے — یہہ دل ستم کیلئے ہی نظر بلا کیلئے

حجاب حرف غرض ہو گیا ہی قفل دہان — زبان کہلتی نہین میری مدعا کیلئے

ہوای وصل بتان نے کیا مجہے مجبور — خدا سے شرم جو آئی بہی کچہہ دعا کیلئے

کہا شکایت ناسور دل پہ جانان نے
دریچے گھر مین بنائے گئے ہوا کیلئے

کہین زبان سے کیا دیکھ لے یہ حال تباہ
ستمگر آئینہ ہی صورت جفا کیلئے

ہی سرنگون تو بجا ہی وہ شرم کا پتلا
ضرور چاہئے نیچی نظر حیا کیلئے

وہ عاشقون کی تغافل سے جان لیتے ہین
وفا خراب گئی مفت مین وفا کیلئے

وہ آئے میری عیادت کو ہای غش ہو کر
زبان ضعف ملی عرض مدعا کیلئے

خدا سے لطف صنم کا ہون ملتجی ہر دم
میری زبان ہے اس ایک التجا کیلئے

کرون نہ یار سے شکوہ کبھی کہ شاعر ہون
گلہ روا نہین بیداد ناروا کیلئے

نہ ہوگی شکوہ قاتل سے آشنا ہرگز
زبان خدا نے مجھے دی ہی مرحبا کیلئے

بیان درد جگر سے ہوا ہے دل ٹکڑے
خموش برق آشفتہ جان خدا کیلئے

پھرتی ہی آنکھ مین صورت دم رقت تیری
اپنے ہر اشک مین ہی شکل و شباہت تیری

جان لیتی ہے ستمگر شب فرقت تیری
ملک الموت نہ ٹھہرے کہین الفت تیری

شرمگئی مہر درخشان سے بھی طلعت تیری
چاند کے منہ پہ جھلکتی ہے صباحت تیری

ناصحا جانتا ہون کیا ہی ضرورت تیری
ضد دلاتی ہی مجھے اور نصیحت تیری

کیسی اولٹی دل ناداں ہی قسمت تیری
نہو دشمن کے بھی حصہ مین مصیبت تیری

بہا گئی تب سے مری جان محبت تیری
بہکے بتلی مری آنکہوں مین ہی صورت تیری

لذت شکر کا دکہاتی ہے محبت تیری
زہر قاتل ہے مری جان عداوت تیری

کیون نہ آتش کو جلائیگی فصاحت تیری
فخر ناسخ ہوی پرتو یہہ بلاغت تیری

نہوے زخم جگر کے مرے ممنون نمک
شور کرتی ہی بیان یاد ملاحت تیری

یاسمن کے بہی نظارون نے دئے لاکہون گل
گل کہلاتی ہے نئے یار صباحت تیری

تجہے بدنام کیا تیرے تغافل نے غضب
کرتی ہی شہرۂ آفاق عنایت تیری

بہجا لے سکو زر داغ دیا جانا جسے
فخر حاتم ہوی ای عشق سخاوت تیری

درد ٹہنڈا رہے آباد رہے ای دل زار
کیا شب ہجر مین دیتا ہی رفاقت تیری

تیرے قد سے قد طوبی کو لگا کر دیکہا
یہہ بہی تشبیہ نہین ای سہی قامت تیری

لطف دیدار کا ہی مشق تصور سے حصول
رہتی ہے مد نظر شکل و شباہت تیری

کچہہ تکلف نہین کہتا ہون مین سچ پرتو
ایک مدراس مین ہے ذات غنیمت تیری

بے پردہ وقت شام جو وہ مہ نکل پڑے
غش کہا کے آفتاب فلک سر کے بل پڑے

کام آئے زہد خشک نہ زاہد یہان ترا
اوس بت کی چلبلی باتونپہ لاکہون پہسل پڑے

بیہوشی مین بہی ہمکو خیال سجود ہے
غش کہا کے گر پڑے بہی اگر سر کے بل پڑے

کم مایہ جو اچھلنے لگے باغ دہر مین
فوارے کیطرح وہ سب سر کے بل پڑے

وہ تیز سوز عشق ہے رستم کی بھی میان
مانند شمع موم کے چربی پگھل پڑے

او نکو اکیلا پا کے تمنا کے فقرے آج
بے اختیار میری زبان سے نکل پڑے

رکھنو نہ ہاتھ رقص مین زہرہ جبین کبھی
مانو تو بات موی کمر مین نہ بل پڑے

کس کس کے بانڈھ بیگانہ بیٹھے کو او میان
مانند زلف موی کمر مین نہ بل پڑے

دشمن کو بھی نہ بار غم ہجر ہو نصیب
آئی سمان سر پہ بلا سے جبل پڑے

ربر کی گولیون سے بھی پرتو ہوا ثبوت
مکظرف بات بات مین ہاتھون اوچھل پڑے

اسوجہ اوسکا شیفتہ سارا زمانہ ہے
انداز دلفریب چلن ساحرانہ ہے

چرچے ہین میرے عشق کے ہر جا پہ رات دن
اک یہ بھی ہر گذشت عجایب فسانہ ہے

دست فلک سے طایر سیمین نہ چھٹ سکا
نالہ ہے شکل دام تو ہر تخم دانہ ہے

رونے پہ میرے باغ مین بلبل ہے مست آج
نالہ ہے اپنا یا کوئی رنگین ترانہ ہے

ساقی کے غم مین صورت مینا تمام رات
آنکھون سے پھوٹ پھوٹ کے آنسو روانہ ہے

اہل جہان کو اس سے نتیجہ نہین اگر
قارون کا زمین کے نیچے خزانہ ہے

فصل خزان نے باغ کو ویران کر دیا
بلبل ہے پھول ہے نہ کہین آشیانہ ہے

تاخیر کیون ہے آ کے او سجان بناؤ مین — حاضر جو آئینہ ہی تو موجود شانہ ہے

مین سر پٹک رہا ہون تو کہتی ہے خلق سب — دن بھر یہ کیون نماز ہی تو پنجگانہ ہے

اظہار درد ہجر سے آزردگی نہو — میرا گلہ یہ تمسے فقط دوستانہ ہے

ہمکو کسی سے دہر مین کینہ ذرا نہین — بیگانہ ہی ہر ایک ہمارا یگانہ ہے

دن رات محو ہون مین کسیکے خیال مین
فکر غزل کا کہنے کو **پرتو** بہانہ ہے

ای سپہر حسن کیسی طلعت امید سے — اشرفی ہر ایک انگینہ کی تری خورشید سے

ہو گئی دونی خوشی دیکھا جو اوسکو جلوہ گر — مجھکو تیرا ابروی خمدار ماہ عید سے

رقص پر آمادہ ہی جب سے تو ای زہرہ منش — ہی ترے گھر کی زمین چرخ اور تو ناہید سے

پھر پریشان دل آنے پاؤن گھر مین ہو لکر — عاشقون کے باب مین دربان کو یہ تاکید سے

آنکھ گو دو ہین مگر شی دو نظر آتی نہین — خود نظر مین عاشقون کی جلوۂ توحید سے

ہی یہ کہنہ تکرار شوق دید وقت فکر شعر — جس جگہہ پر لفظ نظارہ ہی بالتشدید سے

ای مہ بے مہر اک شب جلوہ گر ہو بام پر
کب سے **پرتو** مبتلای اشتیاق دید ہے

بادر دویا مین باغمین ہمنے جو آہ کی — آواز چار سمت سے آئی پناہ کی

٢٧٥

پلکوں کیطرح دامن تقوی بھی چاک ہے | اللہ ری تیزیاں تری تیغ نگاہ کی
ای شوق دید روزن دیوار بند ہیں | بیٹھا کوی راہ نہیں رسم وراہ کی
کب وی یار میں یہہ رخنہ ہائی بے سبب | حاجت تہی ایسے ابلغ کو ایسی ہی چاہ کی
فرہاد میں نے کی تو گئے اوسنے قطع پونچھہ | کیا خوب آج داد ملی دادخواہ کی
فرقت کی شب تلاش جو اوس حور کی کروں | مشعل ضرور چاہیئے گردون کے ماہ کی
کہتے ہیں دل کو خانۂ رب قدیر ہے | اللہ ری منزلت یہہ تیری جلوہ گاہ کی
خال سیاہ یار کے نظارہ سے غضب | جاتی رہی تمیز سپید و سیاہ کی
بوسہ جو لے لیا تو کرو قطع دونوں ہونٹھہ | تعزیر ایسی چاہیئے ایسے گناہ کی
ساغر تو درکنار کہ بوی شراب بھی | قسمت میں تہی ہمارے نہ بخت سیاہ کی

کب دل کے آس پاس ہے برق ہجوم غم
گہیری ہوی ہے قلعہ کو پلٹن سیاہ کی

آیا جو یار بام پہ گیسو سنوار کے | مرغ قرار ہمنے اڑایا اوتار کے
اقرار میں خلل ہو جو اوس گلعذار کے | پرزے اوڑا دوں دامن ابر بہار کے
وہ بت ہمیں کہیں نظر آجائے یا خدا | کرتے ہیں بس دعا یہی دامن پسار کے
اب ہتکڑی میں ہاتھ ہیں ای انقلاب دہر | ہم بھی تہے چھونے والے کبھی لف یار کے

[illegible]

وحشت کے ہاتھون ہجر مین صحرا نشین ہین آج
گل گشت تو رہنے والے تھے ہم کوی یار کے

برگشتگی سے دور نہین گردباد ہو
پھیکون اگر گلے سے گریبان اتار کے

سہرا بندھا ہی فرق سے نیزکو لگاؤ
صدقے ہین عندلیب عروس بہار کے

اللہ رے جوش اشک کہ تھمتے نہین کبھی
آنکھون نے میری سیکھے ہین طور آبشار کے

اوس گل کی بات سے ہین شگفتہ گل امید
ہین رنگ بول چال مین باد بہار کے

کانٹے نکالتے نہین صحرا مین ہم جنون
جھک جھک کے پاؤن پڑتے ہین ہر گام خار کے

کیونکر فراق یار مین آرام ہو مجھے
سوتا ہی پاؤن لنگ ہی اپنے پیار کے

بے مہ تو لطف بادہ کشی کا ذرا نہین
پرتو پیون نہ جام مین کیون ساتھ یار کے

ہون دور مین جو ایک ستم رشک ماہ سے
صبح شب فراق ہوی مہر آہ سے

ظالم ہو پردہ دار یہ ممکن نہین کبھی
جلوون ہی جھلنی ہو گئی تیر نگاہ سے

یان تار تار جیب ہے بکھری ہے زلف وان
ظالم کو رشتہ ہی مگر حال تباہ سے

روتی ہے آنکھ اوسکے ذقن کے خیال مین
دریا کو فیض ہونے لگا آب چاہ سے

یہ چاند سورج آپکے ای آسمان حسن
طلعت مین کم نہین ہین ذرا مہر و ماہ سے

ہی چاندنی طلائی دوپٹہ ترا اگر
چہرہ ہے صاف تو نہین وہ چندماہ سے

یہہ حوصلہ ہی طور کا مجہہ سے مقابلہ
آئی ہے اب صدا یہہ تری جلوہ گاہ سے

اوسکو ہنسا کے مجکو رولاتا ہی اب رقیب
یہہ روسیاہ کم نہین ابر سیاہ سے

اوسکی گلی مین حسرت پابوس بیٹہہ کر
نقش قدم کیطرح اوٹھے ہم نہ راہ سے

نعرہ بہی اپنا نعرۂ یاہو سے کم نہین
ہلنے لگا ہے عرش مری آہ آہ سے

کیونکر پیون شراب نہ عہد شباب مین
موی سیہ شبیہ ہین ابر سیاہ سے

جو عارضی ہے وہ کسی صورت نہ رہ سکے
اکدن جدا ہی نور مہینے مین ماہ سے

پیرتو نے باندہی دہن نظر آیا نہین جو وہ
رخش خیال تیز ہے مرغ نگاہ سے

جو کچہہ مجہہ پہ گذرا وہ کیا جانتا ہے
یہہ دل چاہتا ہی خدا جانتا ہے

بدن پر جو ہے خاک تیری گلی کی
ترا عاشق اوسکو قبا جانتا ہے

نصیحت ہوی جب فضیحت ہوا خوب
یہہ دل حسن کو اب بلا جانتا ہے

مری ٹہنڈہی سانسون کو سمکر الٰہی
وہ بیدرد ہے صبا جانتا ہے

خدا کی پنہ ایسے بیدردبت سے
جو عاشق کے خون کو حنا جانتا ہے

شب وصل بہی منہہ چہپاتا ہے ہمسے
ستانے کو ظالم حیا جانتا ہے

خدا نے سمجہہ دی ہی اولٹی بتون کو
ستمگر برے کو بہلا جانتا ہے

دنیا مین ہو بشر تو نصیحت پذیر ہو

مین اوسکو مرا آشنا جانتا ہون — خدا جانے وہ مجھکو کیا جانتا ہے

پڑے خاک ایسی سمجھہ پر مین دشمن — جنہین دل مرا آشنا جانتا ہے

غضب شیخ صاحب بڑے رند نکلے — ہنوز اک جہان پارسا جانتا ہے

ابہی عشق سے باز آتا نہین یہہ — غم و درد کو دل غذا جانتا ہے

غضب اوس سے ہو جو رنگوؔ نے چاہا
سوال اسکو اوسکو گدا جانتا ہے

ای جنون حسن خیال یار کی تاثیر ہے — حلقۂ زلف مسلسل پاؤن کی زنجیر ہے

مرگیا مانگ اوس بت شیرین ادا کی دیکھکر — کہکشان افسون ہے سر جیسے جوی شیر ہے

دیکھہ کر اوس شعلہ رو کو دیکھتا ہون جب اوسے — شعلۂ شمع فروزان چشم تر مین تیر ہے

بینی و ابرو نہین اوسکے یہ وہ بچھو سپید — بہولکر اوسنے ڈسا جسکو وہ بس اکسیر ہے

دوستون کی دوستی کا کچھہ نہین ہی اعتبار — خود پر پروانہ ہی اب شمع کو گلگیر ہے

ہر در و دیوار سے آنے لگی سر کی صدا — رقص پر آمادہ جو اپنا بت بے پیر ہے

رہتے ہین ہمرہ دل عشاق سایہ کیطرح — اور پری پیکر تمہاری چال مین تسخیر ہے

جب پڑی آنکھین ہماری تو حسینون پر پڑی — پاک ہے نیت سراسر اور خوش تقدیر ہے

یہہ تعلی اور ہر اک طفل نادان واہ واہ — ہر زمین شعر گویا باپ کی جاگیر ہے

کیا گلا اغیار سے ضعف اپنا خود ہی ہی رقیب
یہہ اشارا ابروی خمدار کے اغیار سے

تاب گویائی نہ مجہکو طاقت تحریر ہے
یہہ گلا ہی اب ہمارا یا تری شمشیر ہے

تلخ ہے جینا خیال بوسۂ شیرین میں ناے
عاشقون کے واسطے پرتو یہہ تیری کہیر ہے

بیٹھے بیٹھے مجھے ہوا کیا ہے
شدنی بات کی دوا کیا ہے

بت بیدرد پر جو دل آیا
مرے اللہ ماجرا کیا ہے

تجھہ سے کیا خاک ای حسین تشبیہ
تری تصویر مین ادا کیا ہے

کیا کرون مین اگرچہ تم ناصح
سب بہلا کہتے ہو برا کیا ہے

کس لئے بیقرار ہے یارب
دل نادان کا مدعا کیا ہے

اوس گلی سے جو بدحواس آئی
جلد بتلا دے ای صبا کیا ہے

تم مین عیسی کا گر نہین اعجاز
کہو گہنگرو مین پہر صدا کیا ہے

آئینہ ہے مری طپش او بت
دیکھہ لے صورت وفا کیا ہے

جان لیسنگی سیاہ بختون کی
مقصد چشم سرمہ سا کیا ہے

خلش غم مین لطف ہے پرتو
وصل کمبخت مین مزا کیا ہے

سبب جور ہو فا کیا ہے — مین جو عاشق ہوا خطا کیا ہے

روٹھے روٹھے ہمارے رہنا — جانتا ہون یہہ دلربا کیا ہے

کہا اوسنے ٹٹول کر دل کو — تیرے آغوش مین بتا کیا ہے

دست قاتل کہین نہ رک جائے — لب فریاد مرحبا کیا ہے

رہا دل مین امنگ ہو ہو کر — مرے قاتل کو ہو گیا کیا ہے

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — چل یہان سے تجھے ہوا کیا ہے

رات دن آہ کر رہا ہی جو یون — مفت مین دل کو ہو گیا کیا ہے

مجھہ سے بگڑا وہ بت جو بن بن کر — حسن تقدیر کے سوا کیا ہے

مین جو لپٹا کہا وہ جھنجلا کر — ہٹو صاحب یہہ ماجرا کیا ہے

مرے خون کے تو آپ منکر ہین — سر دامن لگا ہوا کیا ہے

جبہہ سائی نہ کی جو اے پرتو
یہہ جبین پر لگا ہوا کیا ہے

اوبت بخدا دیکھئے انجام کہ کیا ہے — دن رات جو عاشق ہمہ تن دست دعا ہے

دل تھا سو تری کاکل مشکین مین پھنسا ہے — ایجان مرے سینہ صدچاک مین کیا ہے

پرتو مرے استاد کو وہ رتبہ عطا ہے — شاگرد ہر اک آپ کا فخر شعرا ہے

وہ مر ہی گیا صاف جسے اوسنے چہوا ہے — اوس زلف کو پہر کیون کہون کالی بلا ہے

عاشق کے دل زار کو یہہ کہینچ رہا ہے — ایجان ترا انداز نہین کاہ ربا ہے

دل جب سے تری زلف پریشان مین پہنسا ہے — اس زار کے سر روز نئی ایک بلا ہے

ملتا ہی سبک ضعون کو یان رتبۂ عالی — روشن ہے نظر کہ ہر اک انکہہ مین جا ہے

بادل جو گرجتا ہی برستا نہین ہرگز — ڈر کیا جو وہ بت غصہ سے کچہہ بول رہا ہے

او گل ترے آنے کی ہوس سے یہہ چمن کو — ہر برگ شجر ایک کف دست دعا ہے

بیدل جو ہوا دل مرا الیکر بت کافر — افسوس صد افسوس یہی شرط وفا ہے

زنہار نہین بوالہوسی عشق مین زیبا — عشاق کو اظہار وفا ترک وفا ہے

اللہ نگہبان ہے ترا ای فلک دون — نالہ مرا اب تیر کے مانند ہوا ہے

روتا ہی ہر اک دیکہہ کے صورت مری افسوس — بیدرد ترے درد نے یہہ حال کیا ہے

شاہی مین گذر جاتے ہین دن رات ہمارے — سایہ تری دیوار کا کیا ظل ہما ہے

جادو ہے فسون ہے نہ کوی سحر ہے لیکن — ظالم فقط انداز ترا ایک بلا ہے

آزردگی یار کے فتنے ہین سراپا — دل تنگ ہے آغوش سے جان تن سے خفا ہے

شیدا ترا ملتا نہین اوردن پر بیرو — انداز نیا رنگ نیا ڈہنگ نیا ہے

وہ حسن پہ نازان ہین تو ہم عشق پہ نازان — معشوق سے عاشق کا کب انداز جدا ہے

پرتوکسی جادے سے یہہ جادہ نہین ملتا
انداز جدا ہی ترا اور ڈہنگ جدا ہے

ہر انجمن عیش مجھے بزم عزا ہے
غم بڑہنے لگا ہجر مین ساقی کے جو دیکھی
یہہ حسن کا ہی حکم کہ سولی پہ چڑہا دو
فرقت مین تری ہمتو گئے دو نوجہان سے
گر ایک بہلائی ہے برائی مین ہزارون
دنیا مین جو ملجایگی تعزیر برون کو
بزدل کبہی عاشق نہین ہوتا ہی کسیکا
حاجت نہین شایق کو ترے راہبری کی

بیدرد ترا ہجر یہہ کچہہ درد فزا ہے
افسوس کہ عیش فزا رنج فزا ہے
کاکل کے گرفتارون کی کیا خوب سزا ہے
جینے مین مزا ہے نہ تو مرنے مین مزا ہے
می عیش فزا ہے مگر ایمان گزا ہے
اے دل یہہ بتا کس لئے پہر روز جزا ہے
دون ہمتی کہتے ہین جسے عشق گزا ہے
خود شوق رہ عشق مین ہمرحلہ زا ہے

ہوتا ہے یہان حسرت وارمان کا خون روز
دل ہجر مین پرتو مر امیدان نخرا ہے

ہم پند کو ناصح ترے مانا نہین کرتے
شیرین دہنون کو کبہی چاہا نہین کرتے
ہم چاند تمہین کہتے ہین اچہا نہین کرتے

سمجہاتے ہین وہ لوگ جو سمجہا نہین کرتے
فرہاد سا سر تیشے سے توڑا نہین کرتے
تم کو ہمین کہتے ہو بیجا نہین کرتے

ای پردہ نشین طالب دیدار بتا دے
کب روزن در سے تجھے جہانکا نہین کرتے

ہی دولت بیدار ہمین عالم غفلت
کب خواب مین اوس چاند کو دیکھا نہین کرتے

عشاق ترے ابروی خمدار کے اوبت
کعبے کے بہی محراب مین سجدہ نہین کرتے

اوس یوسف ثانی کی جدائی مین غم و درد
کس روز ہمین چاہ جہکایا نہین کرتے

مینای مئی ناب دکہاتا ہی یہہ ساقی
جو صاف ہین وہ راز چہپایا نہین کرتے

کیون سر یہ چڑہاتے ہو غضب زلف سیہ کو
کالون کو بشر ہہول کے پالا نہین کرتے

کب گالیان کہاتے نہین اوس شوخ کی پرتو
کب وصل مین ہم شوق سے چہیڑا نہین کرتے

شیدائی رخ زلف کا سودا نہین کرتے
پابندی قانون املا نہین کرتے

کب ہم صفت قامت بالا نہین کرتے
پڑہتے ہین نماز ایسی کہ سجدہ نہین کرتے

ہی مد نظر جودت فہم کس و ناکس
ہر ایک کو ہم شعر سنایا نہین کرتے

دل کہونے مین پاتے ہین مزے عاشق جانباز
کہوتے نہین جو لوگ وہ پایا نہین کرتے

ہوتے ہین زبردست بہی اک روز پیان زیر
کب شاہون کو مٹی مین ملایا نہین کرتے

ہی ضعف یہہ کچہہ بیٹہہ کے ہم کوی صنم مین
جنبش صفت نقش کف پا نہین کرتے

لکہتے ہین تری خط کی جو تعریف مین مضمون
ہم شعر مین اصلاح دوبارا نہین کرتے

ٹھوکر جو لگا دی ہوئے زندہ وہیں مردے	تم وہ ہو کہ تقلید مسیحا نہیں کرتے

سچ ہے کہ بناوٹ میں نہیں راستی پرتو
جو نام کے زاہد ہیں وہ تقوی نہیں کرتے

ہمقافیہ غزل جناب شریف الشعرای مدراسی استاد حضور دام اقبالہ مصنف

نفرت ہے کہاں سنگ نہیں بو طلبوں سے	میٹھا لگتا نہیں ساغر کو لبوں سے
تنگ آہ شرربار ہر اک دم ہے لبوں سے	تکلیف میں ایذا ہی ہم ایذا طلبوں سے
ناصح تجھے اسباب خموشی سے غرض کیا	خاموش ہیں ہم شام و سحر سو سببوں سے
روتے ہیں اگر وہ تو نہیں فکر کا موقع	ہم لوگ منا لینگے ابھی لاکھ ڈھبوں سے
ارمان سیہ بختوں کے ہو سو نکا بر آئے	یونہی رہے مستی کو جو ربط اوسکے لبوں سے
اوس حسن کے اور میری سیہ بختی کے جلوے	روشن ہیں فلک روزوں سے ظاہر ہیں شبوں سے
تاریخ نہ دے دلکو نیا گردش دوران	ہم ربط بڑھاتے نہیں راحت طلبوں سے
زیادہ صدا رعد کی برق آہ بکا مینھ	کم ہجر کی راتیں نہیں ساون کی شبوں سے
وہ صاف ہیں رہ رہ کے آئینے میں کیا خیر	دبتا ہی چلا آپکے ان دو جلبوں سے

حد سے نہیں بڑھتے کبھی اس بزم میں پرتو
سیکھے ہیں ہم انداز ادب بے ادبوں سے

سراپا عاشق بیدل ترا رہین قول ہے — پر سرخاب ہے فریاد شکوہ بال عنقا ہے

بتون کے عشق نے کیا رفتہ رفتہ رنگ لایا ہے — کبھی دل تھا ہمارا کعبہ اب رشک کلیسا ہے

ہوگیا ابروی جلاد سپہر حسن کے آگے — ہلال گنبد دوار ماہ نو سپہر کا ہے

دماغ تصور یار ہی فکر سراپا سے — نہ غم رہتا ہے بازو کا نہ اسکو پنجۂ پر کا ہے

کبھی ہو کے سے بھی پڑتی نہین ہے مہ جبینون پر — نہین روشن مری آنکھون نے کس سورج کو دیکھا ہے

شب تار یکغم ہوتی ہے روشن یاد آتے ہی — برنگ مہ تصور اوس بہو کے کا بہو کا ہے

سنا ہے جب سے وقت قتل وہ ہوتا ہے بے پردہ — ہوس ہے موت کی اور ذبح ہونیکی تمنا ہے

کچھ ایسی بات ہے تیرے سراپا اور سراپا کی — گمان صبح صادق آپ آپ خورشید ہو کا ہے

عدم جنکو ہے ہستی مین نظر آئین وہ پھر کیونکر — اگر یاد نہین کہنے دہن وہ کسنے دیکھا ہے

کیا پہلو تہی دل نے جو دیکھا دست رنگین کو — اسی کے واسطے کیا ہمنے اس ظالم کو پالا ہے

ہمارے خون مین گرمی تہی کچھ کچھ جوش سودا کی — کہ ہر اک خار صحرا کی زبان مین ایک چھالا ہے

مرے رشک پری کے آگے پھر دماہ در شے ہین — یہ تارا شام کا وہ صبح کا ای چرخ تارا ہے

پس مردن خیال آتا ہے جب میرا وہ کہتے ہین — یہ پھر کیون آتا ہے تغافل کا جو مارا ہے

نظر کی شکل آنکھو ہین کبھی بنتا ہے وہ چشمکر — کبھی لیت بنان عاشق کے ہمرنگ سویدا ہے

کیا دیوانہ مجھکو اوس پری کے عشق نے جب سے — خیال کاکل پیچان نہین گردن مین گیدا ہے

۲۸۵

تب غم سے سراپا جل گیا ہون اسقدر ہے ہے
مرے آغوش مین یہہ دل نہین پرتو ہیولا ہے

اوس لب پہ گمان ہے کہ عقیق یمنی ہے
ہر دانت پہ دہوکا ہے کہ ہیرے کی کنی ہے

گنجینۂ زر داغ جدائی کا ہے سینہ
ای سیم بدن تیرا گرفتار غنی ہے

جیتے ہین ملینگے کبھی اب خواب مین تجھ سے
کیا خوب بیان وصل کی تدبیر بنی ہے

اندام پہ ہے نقش دوپٹہ کا چکن کے
ایجان کہانتک تری نازک بدنی ہے

ہوتا ہی اوسے دیکھتے ہی نرم دل اپنا
کہنا تو بہت کچھ ہی پہ پنبہ دہنی ہے

آسان محبت نہین شیرین دہنون کی
یہہ سخت مصیبت ہی بڑی کوہ کنی ہے

فریاد ہے ایدل کہین ظالم نہ خفا ہو
کیا راہ محبت مین تری راہزنی ہے

رشک گل تر عارض رنگین ہی کسیکا
اور زلف کی بو غیرت مشک ختنی ہے

آتے ہین نظر روشنی طور کے جلوے
موسی کیطرح میری زبان پر لرنی ہے

بجلی سے جو فریاد کیا کرتے ہین عاشق
بیدرد کو ہمدرد سے پرہیز ہی سہنی ہے

اقرار پہ ہرگز نہین لازم ہی بھروسا
طینت مین حسینون کے تو وعدہ شکنی ہے

ظالم نے کیا تیغ تغافل سے مجھے قتل
ہوتی ہے وہی بات جو پیش آمدنی ہے

اوگل چمنستان مین جو جا جاکے ہی نالان
عاشق پہ گمان ہی کہ ہمہ مرغ چمنی ہے

کچھہ ہی ہو مین لے لون ست بیدرد کا بوسہ
پرتو مرے جبین تو یہی بات ٹہنی ہے

ہمقافیہ بر غزل جناب اسد اللہ خان غالب دہلوی

متہی مین اوسکی کب دل پر اضطراب ہے — گویا قران صاعقہ و آفتاب ہے
سچ ہی کہ دوستی مین نہایت ثواب ہے — لیکن زیادہ ربط بڑہانا عذاب ہے
نام خدا ہے تیرا وہ آفتاب ہے — پرتو سے جسکے ذرہ ہر اک ماہتاب ہے
ہم مست ہین نظارۂ خورشید حسن مین — دیکھو بہار دید مین کیف شراب ہے
لی آبرو گہر کی نکلتے ہی آنکھہ سے — آنسو کے قطرہ قطرہ مین یہہ آب و تاب ہے
کیا آرزو ہی حور ہی توبہ مآل زہد — زاہد خیالی بات یہ مٹی خراب ہے
اوس رو پر ضیا ہے کہان ماہ کو مثال — کیا ماہ بلکہ مہر سے روشن نقاب ہے
ہوجاتا ہی وصال ہی امید وصل مین — ناکام ہی ہر ایک یہان کامیاب ہے
تیری نگاہ اور کمر کے خیال مین — کچھہ دل کو اضطراب ہے کچھہ پیچ و تاب ہے
ایام ہجر مین ہی یہان مبتلا اسیر — وان موسم بہار ہی عہد شباب ہے
وہ شعلہ ہی کسیکا رخ آتشین کہ واہ — جسکی ضیا سے بزم جہان فیضیاب ہے
پرتو حیات اپنی تہی قاصد کے دم پہ گیا — یہہ موت کا پیام جو خط کا جواب ہے

کیا خواہشوں ہے اس دل حسرت مآب کی
اللہ کی قسم مری مٹی خراب کی

رنگت ہے صبح شیب میں شام شباب کی
ای چرخ دیدنی ہی کرامت خضاب کی

تلخی دکھاتے ہیں مرے آنسو شراب کی
آتی ہے بو جلے ہوے دل سے کباب کی

اپنا بدن ہے دفتر اعمال نیک و بد
ہی بند بند فرد ہمارے حساب کی

زاہد جو ترش رو ہوا ذکر شراب سے
شاید کہ دیکھی ہے کبھی تلخی شراب کی

اہل عدم تکلف دنیا سے ہیں بری
حاجت نہیں ہے موی کمر کو خضاب کی

مجنوں مرا لقب ہے بیابان مقام ہے
جاگیر کی ہوس ہے نہ خواہش خطاب کی

بولادہ بحر حسن مری چشم تر کو دیکھ
دریا بہا سکینگے یہ صورت حباب کی

لب چوم کر ہوں مست کسی مست ناز کے
کیفیت آب خضر میں دیکھی شراب کی

خون دل اور لخت جگر بس ہیں ہجر میں
کسکو ہی احتیاج شراب و کباب کی

ہونٹوں پہ دم ہے بہر خدا رحم او بتو
کچھ انتہا بھی ہے ستم بے حجاب کی

درد و الم ستاتے ہیں بطرح رات دن
آفت ہے ہای ہای جدائی جناب کی

کیونکر نہ رشک آئے مجھے سبو دیکھیے
رخسار یار رنگ ہے رسائی نقاب کی

یارب ہوں زار زار یہ کس گل کی یاد میں
ہے بو ہر قطرہ قطرہ سے پیدا گلاب کی

رکھتا ہی وصل کا بت بے مہر سے خیال
خواہش تو دیکھیے دل خانہ خراب کی

دبتا ہے دیکہہ دیکہہ کے چہرہ کو اونکے مہر
ای آسمان ہے دیدنی قسمت نقاب کی

برلؔق جو روز ہجر ہے دو شب کے ساتہہ ہے
عاشق ہون جب سے مانگ پر اوس آفتاب کی

ہمقافیہ بر غزل امانت لکہنوی

منظور دل ہے یار کا وصف دہان مجہے
عنقا کا بال چاہئے جای زبان مجہے

شان کمر مین ہے یہی ورد زبان مجہے
ملتا نہین ہے نام کو مطلق نشان مجہے

ہجر لب خمش نے یہہ بخشی توان مجہے
فرہاد کا خیال ہے بار گران مجہے

چکر سے بخت کے ہو خصومت کہان مجہے
رکہتی ہے دوست گردش ہفت آسمان مجہے

پاس مزاج شیفتہ زلف چاہئے
حد او اب کے بال کی ہون بدزبان مجہے

جوہی کا آج سیج بچہاوے سنوار کر
دلہن بنا کے اوسکو دکہا باغبان مجہے

ناگن کہا تو پہول کی چوٹی کو جان مین
کوڑون سے مار مار پہنا بدھیان مجہے

ہے بیچ چمن مین مجہہ سے خفا ہو گیا وہ گل
ایکہی ہے آج رنگ بہار و خزان مجہے

وہ چاند آج بام پر آئیگا ای جنون
لازم ہے پہر جیب گریبان کتان مجہے

اوس ماہ کے فراق مین بڑہتا چلا ہی ضعف
فرش زمین کرنے لگا آسمان مجہے

اکبر کو سماگتے ہی مین لاکہہ گالیان
پہر اور کیا دلائیگی میری زبان مجہے

گلگشت آسمان کی خبر خاک لیجیے
سیر زمین شعر سے فرصت کہان مجھے

زلف سیاہ و عارض رنگین یار نے
دکہلا دیا ہی آتش گل کا دہوان مجھے

تلخی بہی بوسۂ لب شیرین کی واہ واہ
شکر کہلا رہی ہین تری گالیان مجھے

تیر نگاہ یار ترحم کی اک نظر
کب تک بنائینگی تری دوری کمان مجھے

یہہ ناتوان ہون غم مین ترے ای غزال چشم
منظور ہے ملک تنگ نردبان مجھے

اوس مہر وش کے ہجر مین کیا انقلاب ہے
ہی شام اپنی آہ سحر کا دہوان مجھے

بی اختیار وہ گل تر یاد آگیا
رخصت ہو سیر باغ کی ای باغبان مجھے

ہون محو روی دوست نہ لاون خیال مین
بلبل ہزار گل کی کہے داستان مجھے

شعلہ رخون کے غم نے بہوکا بنا دیا
دل کی جگہہ ہی شمع کی حاصل زبان مجھے

بتون کے ہاتھ ہے دل نادان کی آبرو
آتا ہے گوش گل نظر اندہا کنوان مجھے

صد داد عشق سیم بدن ہے جنون کی وجہ
چاندی کی مشتون سے بہا بیڑیان مجھے

صحرا مین شادی ایک پری جنون کی ہے
ریگ روان دکہاتی ہی تخت روان مجھے

اک وار ہی ہین کام یہہ قاتل تمام ہو
قربان جاون چہوڑ دے نیم جان مجھے

ہونٹون پر اوسکے رنگ جو مسی کا جم گیا
آتش مین لعل کی نظر آیا دہوان مجھے

آنکہون کے آگے قدرت خالق کا کہیل ہے
کیا کیا دکہا رہی ہین مری پتلیان مجھے

آنسو کے تار تار مین پنہان ہے جسم زار
بخشا ہے غم نے خلعت آب روان مجھے

دل ہم بہار غنچۂ لالا نہ کیون بنے
گنتا ہے باغیون مین اگر باغبان مجھے

ای قمر یودہ سرو خرامان نہین جو آج
صحرا کی راہ ہے روش بوستان مجھے

ہی اتصال حقہ کو اوس گل کے مونہہ سے
ہو ملیگا آج آتش گل کا دہوان مجھے

ای باغبان بہار کا موسم ہی باغ مین
دو چار دن اجازت یک آشیان مجھے

گر ڈالون مضطرب بت محمل نشین کو آج
ملجاے کاش وام جرس کی زبان مجھے

افشان لگاؤ گال پہ بالاے خط سبز
دکہلاؤ آج گرد قمر کہکشان مجھے

منت کا طوق آج ہے زیب گلوی یار
آ بنگرو پنہاو نئی بیڑیان مجھے

زخمی ہین شعر شعر سے حسّاد کے جگر
اللہ نے دی کٹار کی گویا زبان مجھے

تو بہ یہہ منہہ ہلال کا ہمسے مقابلہ
کہتی ہین کان مین یہہ تری بالیان مجھے

گھر گھر پہرا تلاش مین مانند زر کے
جو سر تیرے پہ نہ ملی کو زبان مجھے کی

دیتا ہون اس زمانے مین داد سخن یہہ کہہ
اہل زبان کہتے ہین نوشیروان مجھے

رہنا ترا کھینچے ہوے ای کاکل صنم
کھینچیگا دار گگ بخدا موکشان مجھے

آتش لگی ہوئی ہے کسی گل کی ہجر کی
رہنے کو ہو چمن کے ہوا کا مکان مجھے

بہ پرتو لکھی غزل پہ امانت کی یہہ غزل

۲۹۱

در کار طبع کا جو ہوا امتحان مجھے

بہولے ہین اسپہ ہول کا زیور پہنائینگے
ای نونہال ہم تجھے دلہن بنائینگے

رہ بہول کر اودہر وہ کسیدن جو آئینگے
ہم داغ دل مین سیر گلستان دکہائینگے

سوسن مین وہ نظارہ لالا دکہائینگے
مہندی لگا کے آج جو مسی لگائینگے

مشاطہ دیکہین آئینہ بخت کیا دکہائے
وہ تو صفر کی چوتھی کو جلوہ دکہائینگے

گوشے مین دوڑ جائیگا چلا کے مثل تیر
ابرو کی تم کمان جو عدو پر چڑہائینگے

بے کھٹکے وصل اوس گل خندان کا ہی نصیب
رو رو کے باغی رشک سے اب خار کہائینگے

مرمر کے خاک مزرع تمنا کو ہو گیا
اس چاٹ مین کہ وہ مجھے منہہ سے لگائینگے

دم لب پر آئے ہی نہ کہینگے تجہے برا
شکوہ ترے ستم کا زبان پر نہ لائینگے

فکر معاش کیا ہین مربی جناب عشق
جی بہر کے غم کہلائینگے اور خون پلائینگے

اگے ہمارے نالون کے ارض و سما ہین کاہ
اسکو اوڑائینگے اوسے اوڑ کر گرائینگے

آزردگی ہے زینت آئین دلبری
شاید بگڑ کے وہ مری جان پر بنائینگے

مجھے سے وہ اپنے طالب دیدار کو یون ہین
یہ لن ترانیان ابہی کب تک سنائینگے

ایذا کا ذائقہ نہ فرااد تکو درد کا
پھر عاشقون کے دلکو نکیو مکرر دکہائینگے

ایدل کہیں چھوڑ دست تحمل کو ہاتھ سے
وہ یون ستائینگے ہی تو کب تک ستائینگے

اوس مہ کو مہر آئیگا بخت سیاہ پر
کوڑ دن کی بدمہون سے وہ دولہا بنائی ہی

دل مین ہے چل کے داغ جگر کے دکہائیگے
ہم تو نہا کے تار اوسے دلہن بنائینگے

دیکھو تو صاف داغ غلامی جبین پہ ہے
پر تو ہم اوسکے منہ سے قمر کو ملائینگے

رشک چمن بہار جو ہی دل کے داغ کی
پھبتی ہے میرے سینے پہ دیوار باغ کی

کر مجھکو خاک فرع تمنا کو ای فلک
خواہش ہے ایکماہ کو روشن دماغ کی

میری زبان کہان مجھے عدو کی زبان کہان،
منقار عندلیب ہو منقار زاغ کی

گالون کے عکس سے ہے منور جہان تمام
پھیلی ہے روشنی ترے دونون چراغ کی

ساقی کے غم نے خوب پلایا ہی خون دل
حسرت نہین ہے دل مین ہمارے ایاغ کی

ہو جاتا ہون مین آپ ہی اپنے سے بیخبر
رہتی ہے دُہن جو اوسکی کمر کے سراغ کی

اک گل نے بہر دیا مرے سینے کو داغ سے
جاتی رہی ہوا یہ تمنا فراغ کی

دن مین بہی ہے دہوپ بہی شب مین چاندنی
رہتا ہے روشنی ترے رخ کے چراغ کی

دل ہے اک آفتاب کے غم سے بہرا ہوا
ای چرخ ہوس نہین ترے خالی ایاغ کی

اوس گل کے ہجر مین نہین پرتو چمن کا دہیان
ہی اپنے لالہ زار مین گلگشت باغ کی

کیون بخیر نکالا نہ گیا کوی صنم سے	ابلین جو باہر ہے گلستان ارم سے
کوچہ بہی ہے حصہ تہ بگے گلستان ارم سے	بو پہول کی آتی ہے ترے نقش قدم سے
دیکہی تری آنکہین جو تہ ابروی پرخم	رم کرنے لگا ہوش غزالان حرم سے
ہون غم مین کسیکے مجہے مطرب ستانا	برپا ہے قیامت مرے سر پر ترے بم سے
دن پیر کا گذر ایونہی رو تے ہو مجہکو	دوری جو رہی ایک جوان سال صنم سے
خنجر تو رہا طاق پہ حلقوم تمنا	کاٹا مرے قاتل نے سر دست قلم سے
رہرو کبہی رہتا نہین پابند مکان کا	کہلتا ہے یہی عقدہ ہر اک نقش قدم سے
زایل ہوا حسن رخ صاف اسکے سبب سے	کم تیرا خط سبز نہین سبز قدم سے
ای عشق مجہے اور کوئی داغ تمنا	امساک بہت دور رہا ہے ارباب کرم سے
منظور رہین خوش چشمو نکی انکہون کے مین مضا	لکہتا ہون غزل آج مین سرمہ کے قلم سے

شاعر کی طرح خاک مین ملجاتا یہہ پر لطف
زندہ ہی فقط جادۂ ناسخ مرے دم سے

ہمقافیہ بر غزل رند لکھنوی

بے سبب پہر ہی وہ بیزار خدا خیر کرے	پہر ستائیگا مجہے یار خدا خیر کرے
پہر گلوگیر ہوی زلف صنم کی الفت	پہر گلے ملتے ہین زنار خدا خیر کرے

یاد ابرو ہے پھر اس زخم کہ دل میں مرے
پھر چلیگی وہی تلوار خدا خیر کرے

پھر ہوا نرگس دلدار کی دوری کا مرض
پھر ہوں بیمار کا بیمار خدا خیر کرے

پھر دکہائیگا مقدر وہی نظارۂ یاس
پھر ہے دل طالب دیدار خدا خیر کرے

پھر بنانے لگا بیمار مجھے شوق وصال
پھر ہوا ہجر کا آزار خدا خیر کرے

بدگمان پھر مرے جانب سے ہیں دربان او
پھر نگہبان ہیں ہشیار خدا خیر کرے

پھر وہی طور وہی جور ہیں اونکے ہیہات
پھر وہی غم کے ہیں آثار خدا خیر کرے

پھر وہی منتظری اور شب وعدہ وہی
پھر ہیں دم کے وہی آثار خدا خیر کرے

دیکہتا آج لگاتے ہیں مجھ کا ہیں ہون پہرہ
کیا سیہ تاب ہے تلوار خدا خیر کرے

خواب میں اپنا خیال آتے ہی وہ جہنجلائے
بیگنہ ہوئیں گنہگار خدا خیر کرے

مرغ دل بال کے پہندے میں پہنسا ہوں سے
ہوا زلفوں میں گرفتار خدا خیر کرے

یہی کہیلتا ہی چلیگا کوئی تازہ فتنہ
بند ہیں دیدۂ بیدار خدا خیر کرے

ہمدم دست حنائی نگار آج ہوی
رنگ کچہہ لائیگی تلوار خدا خیر کرے

یار یہہ بیخبری کیونکہ خبر لیتی ہے موت
جان بلب ہے ترا بیمار خدا خیر کرے

سایل ہو ہوں ہی پاتیں اک صاف جواب
قصہ کیوں کسلئے تکرار خدا خیر کرے

خاک کردے نکہیں جوش کدورت مجہکو
صاف ہوتا ہی نہیں یار خدا خیر کرے

بند جب روزن دیوار کو پایا اوسکے	ہو گیا سایۂ دیوار خدا خیر کرے
وصل کے دم پہ مری زیست رہیگی کب تک	جان لینے لگا دلدار خدا خیر کرے
نظم مین اک شاہد رعنا کے سراپا مجھسے	پھر گئے کافر و دیندار خدا خیر کرے

زلف وہ پھانس رہی ہے دل عاشق پر لو
ہین سر دار گنہ گار خدا خیر کرے

ہمقافیہ بر غزل خواجہ وزیر مرحوم لکھنوی

ڈالی نقاب کینہ رخ صاف یار نے	دکھلایا ہاے سد سکندر غبار نے
برسایا خون جب مژہ اشکبار نے	منہہ کر لیا سیہ وہین ابر بہار نے
بیکل کیا ہی یاد سیہ خال یار نے	آفت مین مجھکو ڈالدیا کوکنار نے
روندا نہ کیسی کیس مین ہی مجھکو یار نے	ٹھوکر لگائی ایک تو اوس نی سوار نے
دکھلایا رنگ جب چمن حسن یار نے	دی جان حلب نے چین نے ختن نے تتار نے
ہے وجہ مرگ فرقت مژگان گلرخان	کام اپنا بس تمام کیا ہای خار نے
بے آب ہر کٹار ہے ابرو کے روبرو	بوندی کی آبرو کو لیا اس کٹار نے
روشن ہو خاک شمع سر قبر ہمدمو	مارا ہی تیرگی شب ہجر یار نے
ای گل نہین ہے کیا دل صد چاک بھرا	شانہ اگر ضرور ہے گیسو سنوار نے

۲۹۷

پرتو حصار یاس و تمنا مین پھنس گیا
ڈالا ہے کس بلا مین شب انتظار نے

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

نہ گیا مر کے سر کوچۂ جانان ہم سے
خوب سرسبز ہوا روضۂ رضوان ہم سے

عشق خوش چشم دکھاتا ہی تماشے کیا کیا
رم غزالون کیطرح کرتے ہین انسان ہم سے

کافر عشق صنم ہین یہ سخن زیبا ہے
اہل اسلام ہوئے فایز ایمان ہم سے

بر برس لیتے ہین پھینکا دامن اپنا
فیض پاتے ہین جنون کوہ و بیابان ہم سے

استخوانون کو نہ سونگھا کبھی اپنے ہما نے
کیون مکدر ہوا اتنا سگ جانان ہم سے

ہوا دعوای خدائی جو بتون کو یارب
نظر آتے نہین رہنے لگے پنہان ہم سے

بزم مین آنے سے یون گرم نہو شمع خو
کام نکلے روش سرو چراغان ہم سے

انکے غم مین ہین مدام آنکھ سے آنسو جاری
آب پاتے ہین ترے گوہر دندان ہم سے

ہو قیامت مین کوئی اور قیامت برپا
وام لے صبح قیامت جو گریبان ہم سے

خواب مین خوابگہ یار سے منزل پرتو
دور ہے خوف نگہبانیٔ دربان ہم سے

ہمقافیہ بر غزل جناب ذوق مرحوم دہلوی

فغان وآه ہین پیدا مری زبان کیلیے | دل حزین کی ہی خلقت غم نہان کیلیے
طواف خاک ہی خواہان غرو شان کیلیے | کہ ہی زمین کی قدمبوس آسمان کیلیے
اوس آفتاب دل و ماہتاب جان کیلیے | نہ ہے جفای ستمگار آسمان کیلیے
ہی نور داغ تمنا سے ضو بیان کیلیے | یہی ہے مہر قمر دل کے خاکدان کیلیے
ہوی ہی خار تباہی گلستان کیلیے | نہین ہی غم کوئی بلبل کو آشیان کیلیے
ہی دردمین تپ فرقت دل تپان کیلیے | توان عذاب مین ہی جان ناتوان کیلیے
ہی تو تیای گرفتار چشم خاک قدم | بنا ہی طور کا پتھر اوس آستان کیلیے
ہوا یاد خال کہ افیون ہے شیر کبین کو | عصای پیری ادب تیر ہے جوان کیلیے
سدا فلک لیئے پھرتا ہی چاند اور سورج | صباح و شام مرے ماہ مہربان کیلیے
یہ بات ٹھیک ہے حصہ بقدر جثہ ہے | کہ کاہ کوہ ہی فرہاد ناتوان کیلیے
گداز و سوز مین عشق بتان کی لذت ہے | خمیر شمع ہو ترکیب استخوان کیلیے
یہ منہ ہی شمس و قمر کا کہ تجھ سے ہون دوچار | دو خال ہین یہ دو رخسار ضو فشان کیلیے
حریم خانۂ جانان سے دور ہین عاشق | موذن ایک نہین کعبہ مین اذان کیلیے
خیال گوشہ نشینی ہی عشق ابرو مین | ضرور چلہ کشی ہے مجھے کمان کیلیے
ترے فراق مین برسا تراج نیسان کا | خطاب ہے مری چشم گہر فشان کیلیے

بناؤ گھر دل عالم مین بس مروت سے
تلاش ہے جو تمہین نام و نشان کیلئے

ہے جوش غم مین ہوای مکان غیرت حور
کہ ہے بہشت محل عیش جاودان کیلئے

خدا کیواسطے خاموش ای لب فریاد
وہ تجربہ کرتے ہین بیداد امتحان کیلئے

ہوی ہے بلبل کا پہندا ہوای موی کمر
ستم شعار ہے قمر طایر توان کیلئے

ہے جوش پر اثر سوز ہجر شعلہ رخان
زبان شمع ہے لازم مجھے فغان کیلئے

سپہر حسن ہو تم سر پہ چاند سورج ہون
ہے دور شمس و قمر زیور آسمان کیلئے

نہین ہے حاجت شمع فروغ شمس و قمر
بس ایک پیر مغان محفل مغان کیلئے

نگاہ ناز سے اکدم تو دیکھ ادہر قاتل
ہے منتظر دل بسمل تری سنان کیلئے

وہ آج میری عیادت کو آئینگے یارب
عطا ہو تاب بیان بندہ کی زبان کیلئے

غم فراق نگاہ مسیح کا ہون مریض
ہے درد مجکو طبیب مزاجدان کیلئے

نہ پہیر عشق سے منہ ایدل حزین ہرگز
ہے خلق بندہ فقط سوزش نہان کیلئے

زبان پہ پیر مغان ہی کا نام آتا ہے
جو زاہد آتے ہین میخانہ مین اذان کیلئے

دو ہتھیلیان مری برق دو کشتیان ہین مجھے
سیاحت یم نیرنگی جہان کیلئے

ہمقافیہ بر غزل جناب حکیم مومن خان صاحب مومن دہلوی

٢٩٩

بیوفا دل آزمانا چھوڑ دے — چھوڑ دے مجھکو ستانا چھوڑ دے

دل مین آتا ہے تو پہلو مین بھی آ — ورنہ یون دردپردہ آنا چھوڑ دے

ہی اگر خوی حجاب ای سخت دل — آئینہ کو منھ دکھانا چھوڑ دے

حشر سے پہلے نہ برپا حشر ہو — نالۂ دل غل مچانا چھوڑ دے

ہوگی یکدم مین ہوا ای شمع تو — دل پتنگون کا جلانا چھوڑ دے

ہی غلاف کعبہ اسود کیون وہ بت — زلف مین ابرو چھپانا چھوڑ دے

دلیہ لطف جور جانان ہو اگر — اس چمن مین صرصر آنا چھوڑ دے

ہم کہینگے شاہد مست حجاب — ہر قدح کو منھ لگانا چھوڑ دے

یار اوٹھنے مین ہزارون آفت ہے — مجھکو پاس اپنے بٹھانا چھوڑ دے

گریۂ مینا اگر ہو گوشزد — غنچہ ہر اک مسکرانا چھوڑ دے

بعد مردن بھی ہون زیر کوہ غم — اٹھ ہوا یہ بار اوٹھانا چھوڑ دے

ای فلک تو جم رہیگا تابکے — مجھ سے اوس مہ کو چھڑانا چھوڑ دے

کامل الفن تجھکو قاتل کیا کہین — نیم بسمل چھوڑ جانا چھوڑ دے

وہ امیر اس شام گیسو کی طرح — بیکسو کا دل دکھانا چھوڑ دے

ہی جنون پیدا تو کو زلف یار کا

مار کیون پتھر کی کہانا چھوڑ دے

ہمقافیہ رغزل جناب شیخ قادر علی صاحب موجد مرحوم لکھنوی

میسر ہو اگر دیدار وی خدار قاتل کی
شب سلخ مہ شعبان ہوگی عید بسمل کی

پہنچتی ہی نسیم روح افزا لفا قاتل کی
ہوائی قتل سے بسملکین جان آئی بسمل کی

قدم رنجہ وہ فرماتے ہین گہر مسر عنایت سے
الہی بعد مدت کے نکلتی ہی ہوس دل کی

تصور اوسکے بالے کا ہی دلکو راہ غربت مین
مسافر کو رہا کرتی اکثر فکر منزل کی

ہی کیون حال دل مجنون سے غفلت اسقدر تجھکو
سراسر لازم لیلی خبر گیری ہے محمل کی

ملایا سوز ہجران صنم نے مجھکو مٹی مین
عناصر مین نہین بیکار شرکت آتش و گل کی

کنارہ کش جو اک بحر ملامت ہو گیا مجھہ سے
ہے بیٹھی گوشہ رومال پر دامان ساحل کی

یہان جسوقت تیری شمع عارض کا خیال آیا
زیادہ ہوگئی رونق ہمارے غم کی محفل کی

سویدا روشنی دل سے زایل ہو نہین سکتا
سیاہی کب رہی صاف سے داغ ماہ کامل کی

ہوا ہے ایک معشوق نزاکت کیش پر عاشق
ذرا نازک مزاجی دیکھیے پرتو مرے دل کی

ہمقافیہ رغزل مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی

دل اک غمخوار تہا پہلو مین اب ہو تا ہی خون وہ بہی
جو قسمت سے ملا ہی شاکی بخت زبون وہ بہی

دل وحشی سے بہلاؤں طبیعت خاک فرقت میں
ملا اک دوست قسمت سے گرفتار جنوں وہ بھی

جو ملتا ہی رفیق ہمکسیر شاد ہوتا ہوں
زبوں ہوتا ہی لیکن صورت بخت زبوں وہ بھی

مگر یہ دو نشین کی مرحبا کیا بات ہی اہل
محبت سے ہوا حاصل ہوا اک دردِ دروں وہ بھی

فراق ساقیٔ گلفام میں بھی تلخ ہی عشرت
شرابِ ناب ساغر میں جو ہتی ہی موجِ خون وہ بھی

سراپا دیدنی ہی انقلاب فرقت ساقی
دھرے ہیں جام اک دو طاق میں سرنگوں وہ بھی

تصور میں لگی تصویر جانان ہاتھ عاشق کے
بس مدت نظر آیا بہ بیچون و چگون وہ بھی

میں وہ محمود ہوں ہنگام تقسیم غم ای پرتو
جو اک ملجائیگا بار دگر بڑہکر کہوں وہ بھی

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ قادر علی متخلص بہ موجد مرحوم لکھنوی

وصل راحت ہے ہجر اذیت ہے
عشق رعنا کوئی مصیبت ہے

بت خدائی جو کرتے پہرتے ہیں
یہ خالق کی ساری قدرت ہے

کیوں نہ اوس دلربا کو پیار کروں
پیاری سیرت ہے بھولی صورت ہے

مجھے دل سے زیادہ غم ہی عزیز
کہ ترے ہجر کی عنایت ہے

قدر کیوں اوسکی چشم فتان کی
فتنہ انگیزیاں جو ذلت ہے

ہے تہیدست حارص آخر کار
حرص خود رہبر قناعت ہے

لاؤ اوس گلبدن کو پھولون مین | چارہ سازو یہی وصیت ہے

آنکھ بیدار ہے تو کیا غافل | دل ہوا خواہ خواب غفلت ہے

دن مین ای مہروش قمر کو نہ گھور | حسن باطل کی کیا حقیقت ہے

سارے خورد و کلان ہین حور نژاد | شہر مدراس باغ جنت ہے

حسن اعمال ہے ثواب و عذاب | یعنے نیت جحیم و جنت ہے

ہے میسر وصال رونے سے | چشم پر آب ابر رحمت ہے

کیون نہ ڈوبے سفینۂ عصیان | متلاطم جو بحر رحمت ہے

کون اس چارسو مین ہے آزاد | خلق مرہون نقد حاجت ہے

جب لڑائی ہوی مزے لوٹے | اوسکی گالی ہمین غنیمت ہے

خون و لخت جگر ہین آب و طعام | آہ جانسوز شکر نعمت ہے

کیا غذا دایم المرض جو ہو شاہ | ایک صحت ہزار نعمت ہے

منھ نہین پھیرتا جو خوبون سے | مرے دل کی فقط مروت ہے

زاہدون کو پسند جلوۂ حور | حسن انسان سے مجھکو رغبت ہے

بستر غم مرا تنور ہوا | کسقدر جسم مین حرارت ہے

دل ہے دولتسراے عشق بتان | کسکا گھر کسکی یان اقامت ہے

مہر کر مہر تیرے پرتو کی
جوشِ غم سے تباہ حالت ہے

ہمقافیہ بر غزل جناب اسد اللہ خان غالب دہلوی

تجھے پردہ مجھے وحشت ہی سہی
تری اس پردے مین شہرت ہی سہی

تیری محفل مین چلے ذکر مرا
مجھ سے اعدا کو عداوت ہی سہی

دل مین ایجان نہین آتا ہے جو تو
ترے ارمان کی خلوت ہی سہی

جان ہم دیتے ہین تم بوسہ نہ دین
یہہ عداوت وہ محبت ہی سہی

خواب مین ہو جو سیر دیدار
ایسی ہشیاری سے غفلت ہی سہی

تھم گیا درد اگر وصل کی شب
ہے غنیمت کہ یہہ فرصت ہی سہی

عشق چھوڑینگے نہین ہم ناصح
ہمین آرام مصیبت ہی سہی

بہنکری ہی سہی گر بہول نہین
ہان فقط بوسون کی رخصت ہی سہی

ظلم کرنا ہی جو تیری خو ہے
صدمے سہنا مری عادت ہی سہی

درد دل اور نہین کچھہ نہین غم
مدعا کہنے کی فرصت ہی سہی

دل کے بہلانے کو پرتو شب ہجر
اپنے آغوش مین حسرت ہی سہی

چارہ ساز و مجھے ہوا کیا ہے	ہجر کے درد کی دوا کیا ہے
ظلم کب تک خدا سے ڈر یاں ہاں	بت بے پیر ماجرا کیا ہے
رات دن ہے دعای وصل صنم	اور عاشق کا مدعا کیا ہے
بندہ اپنا کیا بتون نے مجھے	ق کیا خبر طاعت خدا کیا ہے
ہم حسینوں پہ مر رہے ہیں مدام	اب قضا کیا ہے اور ادا کیا ہے
خلش نیزہ گر نہیں ہے اور	غمزۂ چشم سرمہ سا کیا ہے
ہجر میں لطف زندگی ہو چکا	می گلگون بہی کیا ہوا کیا ہے
سب غرض ہی کا ساتھ دیتے ہیں	آجکل اور مہر و وفا کیا ہے
خبر رفتن اس سے ہے ظاہر	پھر جرس کا یہاں صدا کیا ہے
کر دیا ہجر نے مجھے تصویر	میں تو واقف نہیں دعا کیا ہے
اپنے خط کا جواب تو آیا	دیکھیں تقدیر کا لکھا کیا ہے
یہہ تجاہل تو دیکھو کہتے ہیں	ظلم کیا چیز ہے جفا کیا ہے
اوس سے تشبیہ چاند کو کیا ہو	اسمیں ای آسمان کیا ہے

کرو تدبیر وصل ای برتو
گر بھلا ہی نہیں برا کیا ہے

تعریف میری حیرت بابی کی کرکے یار
بولا ادا سے آج زبان کیا پہسل گئی

قابو لگا چپا ہون کی غفلت سے بنتی ہے
فوراً نظر ہماری کسی پر بدل گئی

آپس مین کٹ مرے ہین کئی عاشق حرم
اک دو قدم وہ چلتے ہی تلوار چل گئی

اوس لیلیٰ وش کے لاے پہ کیون زعم اسقدر
مجنون کیطرح آج تو دلدار چل گئی

دور وزکے امنگ پہ اتنا غرور تہا
اب کیا گہمنڈ ہی کہ جوانی تو ڈہل گئی

گہبراکے یار نے کہا صبح شب وصال
چہپ بجگئے جب صبح ہوی تو بچل گئی

پر تو یہان جو زمرہ خوبان نظر پڑا
اوس مہر پر نظر مری پہلے پہل گئی

ہمقافیہ یہ غزل جناب شریف الشعراء راسی اوستاد حضور مصنف دام اقبالہ

میکش ہون مجھکو کوی خرابات چاہیے
ساقی سا شیخ قبلہ حاجات چاہیے

کاکل ہوا نہ عارض روشن سے ماہرو
دن ہوگیا تمام بس اب رات چاہیے

جانباز نہ چال چل ای شہسوار حسن
گہوڑے سے روند ڈال مجھے مات چاہیے

میرا غبار ہے سر دامان یار پر
آخر تو کچہہ تلافی مافات چاہیے

خندان تہا وصل مین تو ہون گریان فراق مین
اس گردش فلک مین مکافات چاہیے

محفل تک اوسکی پہنچے تہا من رقیب مین
حیلہ ضرور بہر ملاقات چاہیے

اوسکے دہن کو چشمہ حیوان کا کلام
کہنے کو کہتے ہین مگر اثبات چاہیے

[illegible]

خدا نخواستہ اولشا ماں کا نہو	جہان امید مروت ہی ہمرت سے
بشر تو کیا کہ یہہ للہ ہین وہ نگر	نکال لائینگی جنگی ہین حور جنت سے

جہان ہی حجرہ دل ہین وہ میری پرتو
تہا جسکے دیکہنے کا اشتیاق مدت سے

ہمقافیہ غزل جناب شریف الشعرای مدراسی اوستاد حضور مصنف ادام اقبالہ

تیری گلی مین کیا تہ و بالا جہان ہے	ای مہرو یہان کی زمین آسمان ہے
تیرے سوای قالب عاشق مین کچہہ نہین	ارمان تیرا دل ہے ہوا تیری جان ہے
کسطرح اوسکو شاہد رعنا نہ بولئے	سورج کا دن کو چاند کا شبکو گمان ہے
دنیا مین ہمکو گہر جو نہین عیب کچہہ نہین	دیکہا مسافرون کا کسی جا مکان ہے
زیر و زبر جہان کو کرونگا آگ مین	بادل کی آنکہہ رعد کی گویا زبان ہے
زاہد سنبہال امن تقوی کو اپنے پان	ہشیار ہو یہہ خطہ ہندوستان ہے
کی جبہہ سائی در پہ ترای بت اسقدر	مسجد کے شیخ جی کی جبین پر نشان ہے

پرتو وہ لوگ کور ہین اللہ کی قسم
کہتے ہین اوس قمر کو جو نامہربان ہے

گرمی قیامت ہی کے اس سال کی گرمی	عصیان کی مصیبت ہی کہ اس سال کی گرمی

قطعہ

[illegible]

اعمال کی شامت ہی کہ اس سال کی گرمی
انسان پریشان ہین حیوان تبہ ہین
بند ہوے جاتے ہین ہلاک آہ الٰہی
رونے کو بھی باقی نہ بدن مین رہا باقی
ہر ایک نفس بنگیا لو شمع کی جو جی
یہہ گرم ہی سرچپ کرے آگ کی جیسی
آتی ہے ہوا گرم غضب لون سے زیادہ
پانی کے عوض آگ برستی ہی فلک سے
ہوتے ہین کباب آہ بشر بھنکے سراسر
کچھہ آہ کی حاجت نہین ہر دم ہی ہی خود آہ
نکلے ہی یہ بھی جلتا ہون کہ آتی ہی ہوا گرم
ہو عفو گنہ فضل ہو فضال حقیقی
لب خشک ہوے جاتے ہین منہ پر نہین پانی
کپڑون کو ہر اک پہاڑ کے ہوتا ہے برہنہ
سر بہوٹ کے مرتے ہین چرندے ہو پرندے
دن دہوپ سے ہی گرم تو شبنم سے ہی شب سرد
جلتے ہین اِدہر چشم و کف دست و کف پا
ہی قحط کہین جنس کا پانی کا کہین قحط
سنتے ہین کہ اندھے ہوے قصبوں کے کنوین سب

دوزخ کی حرارت ہی کہ اس سال کی گرمی
یہہ قہر کی صورت ہے کہ اس سال کی گرمی
اسباب ہلاکت ہی کہ اس سال کی گرمی
جسمانی مصیبت ہی کہ اس سال کی گرمی
یہہ سوزش قسمت ہی کہ اس سال کی گرمی
یہہ کفر کی نکبت ہی کہ اس سال کی گرمی
یہہ دم پہ حرارت ہی کہ اس سال کی گرمی
بندون پہ عقوبت ہی کہ اس سال کی گرمی
گرم آتش عبرت ہی کہ اس سال کی گرمی
سامان صعوبت ہی کہ اس سال کی گرمی
طوفان تمازت ہی کہ اس سال کی گرمی
ویرانی خلقت ہی کہ اس سال کی گرمی
جرمون کی ندامت ہی کہ اس سال کی گرمی
سر جوشی وحشت ہی کہ اس سال کی گرمی
جانون پہ حرارت ہی کہ اس سال کی گرمی
اعراف کی حالت ہی کہ اس سال کی گرمی
تبخیر کی شدت ہے کہ اس سال کی گرمی
رعنا کو ہی آفت ہی کہ اس سال کی گرمی
بینائی کی خصمت ہی کہ اس سال کی گرمی

ظاہر رسم وفا کا نام سنتے ہیں فقط
چاند سورج کو تمہارے چاند سے ہے مثال

اس زمانے میں یہ عنقا کی طرح مفقود ہے
وہ قران منحوس ہے اور یہ قران سعد ہے

اہل دنیا کا ہے پرتو صاف الناس حال
نفع میں انکے ضرر ہے اور ضرر میں سود ہے

فراق ساقی میں میخانے کی خرابی ہے
اگرچہ قاتل میکش ہے احتسابی ہے

ہر ایک شیشۂ خالی دل شرابی ہے
جو رات پوچھیے تو محتسب شرابی ہے

ہے اسقدر وہ گل نوبہار آتش رنگ
گلابی دامنی ہے آتشی گلابی ہے

سبق ہے عشق کی مکتب میں اپنا پوشیدہ
رفیق دست تصور رخ کتابی ہے

کسیکا پرتو رخ ہے کہ مایۂ طلعت
کہ آفتاب میں اک جلوۂ آفتابی ہے

بھلی ہے کیف خرابات دیر سے وحشت
کہ ہوشیار جو ہے اوسکی خرابی ہے

پھر آج جوشش گریہ سے آنکھ میں پانی
ہماری آنکھ پہ عینک جو ہے سو آبی ہے

ہے سامع خوان پر پردہ دل وجگر اپنے
سراسر ایک سوالی ہے اک جوابی ہے

رکابیہ ہے بہرحال مذہب پرخوار
کہ اسکی شام وسحر پیشوا رکابی ہے

تری سواری میں رہتا نہیں کسیکا عروج
ہر اک سوار جلو میں ترے رکابی ہے

سنادیا جو بر اجر حساب صدمۂ ہجر
وہ بولا ناز سے تو بھی بڑا حسابی ہے

بہار جلوۂ ساقی اگر نہیں گلفام
یہ کیوں شراب سے گلگوں قدح گلابی ہے

ہماری آبلہ پائی کا صبر کام آیا
کسیکا سینہ بھی او پھیر ہوا جابی ہے

نہو نہو کہیں پوشیدہ راز بے پردہ
کشائش لب مطلب میں بے حجابی ہے

ہے چاندنی مرے کوٹھے کی چاندنی پرتو
جو آج یار کی پوشاک ماہتابی ہے

سبزہ ای سبز خط ہمیشہ
سرمایۂ حسن ہے ترا سر

کوٹھے پہ کسیکے آج پہنچا
مجھ سا ناچیز ہے سرافراز

سونے کی طرح سے بات میری
اک شہ صد عافیت عزیزو

نادان نکر اعتراض بیجا
سیر تمثال ظلم تیری

بوٹی بوٹی ہرا ہے گو بہاگ
پہیریگی صدا گلے پہ خنجر

پامال خیال ہمسری ہے
تعریف ابہی یہہ سرسری ہے

میری قسمت کی یاوری ہے
یا رب تری بندہ پروری ہے

سوتے مین جو کی بہی تو کہری ہے
ان سے بہی نہین مین بہتری ہے

ق

ہشیار کہ صاف یہہ خری ہے
صورت تصویر دلبری ہے

رگ رگ مین فقط ستمگری ہے
اب ہاتہ مین اوسکے خنجری ہے

پیرلو بہیجو گے کسکو تحفہ
مطلوب جو ناسر بندری ہے

آکے ظالم رولائے جاتا ہے
اوسے دشمن سکہائے جاتا ہے

صدقے مین اونکے حسن عارض کے
ہوش کیون ہو گئے ہرن قاصد

دل نادان تڑپ نہین اچہی
برق و باران سے ہو گیا روشن

کبہی تقدیر بہی پلٹتی ہے

روز فتنے جگائے جاتا ہے
رنگ اپنا جمائے جاتا ہے

طائر ہوش اڑائے جاتا ہے
کیا وہان باگ کہائے جاتا ہے

اس سے کیا ہاتہ آئے جاتا ہے
رونیوال ہنسائے جاتا ہے

یہہ نوشتہ مٹائے جاتا ہے

ہمقافیہ غزل جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

طالب دید کو وہ ہنس ہنسکر	لن ترانی سنائے جاتا ہے
عاشقوں کی بنیگی جان پر اب	آج وان خط بنائے جاتا ہے
اگے آتا ہے ظالم اپنا کیا	یان ستمگر ستائے جاتا ہے

روبرو ہو کے مجھہ سے وہ پرتو
دیکھنا منہہ چھپائے جاتا ہے

بہوں چڑہائے وہ ابرو کمان ہے	دل نشانے پہ میرا تیان ہے
ہے وہ خنجر بکف زیب میدان	مژدہ اے دل دم امتحان ہے
ہای شوق شہادت ہے قاتل	چشم ناسور سے خون رواں ہے
اوسنے غمزے سے مردے جلائے	چشم خنان ہی گویا زبان ہے
لاکہوں کشتے ہیں جنبش میں اوسکی	تیغ ابرو کی گو بے فسان ہے
نالہ لب تک ہی آتا ہے مشکل	یان مگر ضعف ہی پاسبان ہے
چین آیا نہ سایہ میں اوسکے	تیری دیوار ہی آسمان ہے
وصل اوسکا میسر ہے ہر دم	ہمپہ کیا آسمان مہربان ہے
ہوش بلبل کا اوس گل کے آگے	نکہت گل کی صورت اڑان ہے
سارا صدقہ ہے اوس گل کے لب کا	ورنہ قلیان میں یہہ بو کہان ہے
دل میں پرتو ہے اوسکا تصور	وہ عیان ہے اگرچہ نہان ہے

ہمقافیہ غزل جناب مرزا نوشاہ اسد اللہ خان غالب مرحوم دہلوی

جڑہ جڑہ کے اوسکی تیغ گلے پر اوتر گئی	دل کی کشش ہماری نہ کچہہ کام کر گئی
صورت جو آفتاب کی اے چاند اوتر گئی	طلعت ترے عذار کی کیا کام کر گئی

مر کر چھپا میں عشق ملیحان دہر سے
فکر نمک فشانی زخم جگر گئی

دیکھے ہیں جلوے گیسو و رخسار یار کے
آنکھوں سے اپنی وقعت شام و سحر گئی

اوس گلبدن کی زلف میں الجھا دل حزین
نادام اوڑ کے بلبل بے بال و پر گئی

زاہد سے کچھ نہ دامن تقوی کی پوچھیے
مقراض زلف ماہ جبینان کتر گئی

یہ ضعف نے کیا ہے کہ خود دیکھنا مجھے
بیتابیوں میں ہجر کی تاب نظر گئی

دھوکا خوف مد کا ہوا اہل بزم کو
کاکل جو اوسکے منہ پہ ہوا سے بکھر گئی

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو عشق زلف کی
جو کچھ گذرنی تھی وہ مرے سر گذر گئی

کس بات کا ابھی دل نازک ہے پارہ پارہ
بولو تو آج کسلیے صورت اوتر گئی

برق وہ میں بت پہ شیخ زمن آجکل فدا
ہے ہے وہ پارسائی سابق کدھر گئی

ہمقافیہ بر غزل جناب میر وزیر صاحب نور لکھنوی

شب وصل ایسی بسر ہو گئی
پلک مارتے میں سحر ہو گئی

ملاقات کی رات کوتاہ تھی
سر شام ہی سے سحر ہو گئی

شب وصل اونکو جو آیا عتاب
غضب غصہ کرتے سحر ہو گئی

ستم امتحان سے برای کرم
اجی دل کو دل کی خبر ہو گئی

۴۲۱

اکھون کیا کہ اک طرفۃ العین مین
جوانی کی مدت بسر ہوگئی

کوئی تیسرا تو نہ تھا بدمعاش
تمھین آئینہ کی نظر ہوگئی

وہ گھبرا کے بولے شب وصل مین
سحر ہوگئی جی سحر ہوگئی

بکھرتی ہی زلف اوسنے منھہ سے ہٹائی
ابھی شام تھی پھر سحر ہوگئی

شب ہجر مین کالے کوسون ہے دور
شب وصل دم مین سحر ہوگئی

خروس و موذن کا مطلب یہی
اٹھو سوتے کیا ہو سحر ہوگئی

یہہ لپٹی کسی کی کمر سے نظر
کہ پتلا میان کمر ہوگئی

جماہی کے ہین ساتھہ انگڑائیان
تمھین آج کسکی نظر ہوگئی

نہ آیا جو وہ دوسرے بار پھر
طبیعت کی حالت دگر ہوگئی

مین گھبرا تو اوسنے ادا سے کہا
مجھے کس موے کی نظر ہوگئی

شب غم سپہر تصور پہ جب
وہ مہر آیا پرتو سحر ہوگئی

واسوخت پرتو المسمیٰ باسم تاریخی تسخیر دل

۱۴ ۔ ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا خدا پتے زدہ عشق کوئی زار رہو
زندگی آفت جان زیست گران بار نہو

کسی بیکس کو کبھی عشق کا آزار نہو
مبتلا اس مرض موت مین زنہار نہو

۲

نہ پری کی کوئی حسرت نہ غم حور رہے
جان کر دل کے لگانے سے بہت دور رہے

الاماں عشق بتان کا کوئی خواہان نہ رہے
گل کے مانند کوئی چاک گریبان نہ رہے

سر کوئی زلف کے سودے مین پریشان نہ رہے
مثل شبنم ہمہ تن دیدۂ گریان نہ رہے

۳

زیست کا لطف جوانی کا مزہ فوت نہو
عشق عاشق کے لئے خود ملک الموت نہو

عشق کہتے ہین جسے دشمن جان ہے لوگو
بے نشانی ہے نشان اسکا جہان ہے لوگو

کام عشاق کا فریاد و فغان ہے لوگو
ہر جوان پیر ہے پیر اس سے جوان ہے لوگو

بے ستون پر سر فرہاد کو توڑا اسنے

کہ	قیس نالان کو بیابان مین چھوڑا اسنے

اسی ظالم نے کیا لالہ کو داغی ہے بے	انکھین نرگس سے لڑا کر کیا اندہی ہے ہے
خوب کی اسنے گلستان کی خرابی ہے ہے	حشر سے پہلے قیامت ہی دکہائی ہے ہے

شہ	طوق قمری کو دیا سوز درون بلبل کو
	صحن گلشن مین کیا چاک گریبان گل کو

برگ آلودہ شبنم ہی ہر اک دیدہ تر	دل صد چاک ہی ہے پہول چمن مین یکسر
جنبش شاخ سے پیدا طپش دجگر	صحن گلزار ہی ہے سینہ پر داغ گر

عہ	پتے پتے مین نشان اسکا نظر آتا ہے
	جلوہ گر باغ جہان اسکا نظر آتا ہے

اسنے بلبل کو فدای گل گلزار کیا	سرو آزاد کا قمری کو گرفتار کیا
شمع حسن کا پتنگے کو طلبگار کیا	الغرض گرم بہت حسنکا بازار کیا

کہ	یہہ وہ پھندا ہے کہ پابند نہ چھوٹا اسکا
	یہہ وہی دام کہ اک تار نہ ٹوٹا اسکا

یہہ شرر وہ کہ او دہی آتش گل کا بہی ہوا	یہہ وہ گلزار کہ ہی گوشہ نشین جسمین جران
یہہ وہ صحرا کہ درندون کو نہین جسمین امان	اس بیابان کا آہو ہے ہر اک شیر ژیان

یہ وہ ہی کاہ کہ ہر کوہ ہی پانی اس سے
یہ وہ قصہ ہے کہ عالم کی کہانی اس سے

۸

چشم انجم کو نگر دیدۂ بیخواب کیا
ابر کو گریۂ عشاق سے بے آب کیا

آسمان پر ہمہ تن برق کو بیتاب کیا
کہین قطرہ کہین چشمہ کہین تالاب کیا

روز سورج کو تپ غم سے جلایا اسنے
مہ روشن کو کم و بیش بنایا اسنے

۹

عہد مین اسکے میسر نہین ہوتا ہی کمال
دوپہر ہی مین ہے خورشید کو گردون پہ زوال

کردیا اسنے گہٹا کر مہ کامل کو ہلال
دیکھیے دیکھیے اس عشق کا ہی کیا اقبال

کیا کہون راحت جان ہی یہ جگر سوز بہی ہے
مہر ہے ماہ بہی ہے رات ہی اور روز بہی ہے

۱۰

دلکو عاشق کے کہین معدن سیماب کیا
قطرۂ اشک کو رشک در شاداب کیا

جوش گریہ سے کسی انکہہ کو تالاب کیا
سینے کے داغ کو خورشید جہانتاب کیا

سیر دکہلائی زمین اور فلک کی اسنے
آبرو لی بشر و جن و ملک کی اسنے

۱۱

سب ہین محکوم اسیکے یہ ہی سب کا حاکم
حلقۂ درد کا ارباب طرب کا حاکم

۳۲۵

[illegible]

یہہ وہ ہی اگ کہ کافور ہی پانی اس سے
یہہ وہ پانی کہ سمندر کو روانی اس سے
یہہ وہ آزار کہ دیتی ہی جوانی اس سے
یہہ وہ تصویر کہ تہرّا آتا ہی مانی اس سے

۱۶
عشق کے جلوے سے خالی نہ زمانا دیکھا
اسکے پردے مین خدائی کا تماشا دیکھا

بادہ خوارونکو رہا بادہ پرستی ہی سے کام
ہوگئے شیخ زمن سبحہ بکف صبح و شام
گبر کو ورد زبان آٹہہ پہر بت کا نام
کہین سبحہ ہی کہین بت ہی کہین گلگون جام

۱۷
نظر آتا ہے ہر اک رنگ مین جلوا اسکا
میکدہ اسکا حرم اسکا کلیسا اسکا

یہہ ادب وہ کہ تکلف نہین اصلا جہین
یہہ وہ آئین کہ نہ تکلیف گوارا جہین
یہہ وہ انداز کہ ہر رنگ ہے پیدا جسمین
یہہ وہ محفل کہ دوئی کا نہین پردا جسمین

۱۸
اسکے پابند کو آزاد لقب ملتا ہے
خود خدا ملتا ہے واللہ یہہ جب ملتا ہے

یہہ وہ ہی خال کہ ہی مردمک دیدۂ حور
یہہ وہ ہی نور کہ تاریک ہے یان شعلۂ طور
یہہ وہ نشہ ہے کہ بیقید ہی آب انگور
یہہ وہ ہے جام کہ لاکہون میں قیح جسکا جور

اسکی مستی بخدا عالم ہشیاری ہے

۱۹

ہر قدم فتنۂ خوابیدہ کی بیداری ہے

یہہ وہ ہے درد کہ درماں کی نہیں جسکو طلب یہہ زباں وہ کہ نہ نکلے بات کوئی جز یا رب	یہہ وہ ہے رنج کہ عشرت کا یہی ہے مطلب یہہ وہ طب ہے کہ نہیں جسکا فلاطون کو مطلب

۲۰

یہہ وہ آسیب پری کو بہی ہے سایا جسکا
یہہ بلا وہ کہ بلا مر بہی ہے سکتا جسکا

یہہ نگاہ وہ کہ نہیں صاحب خانہ شاداں یہہ وہ ہے خواب کہ مطلق نہیں پر الحکماں	یہہ وہ محفل ہے کہ حضار ہیں اسکے نالاں یہہ وہ بازار کہ سودا ہے یہاں سود زیاں

۲۱

کوئی فریاد کوئی شور و بکا کرتا ہے
عشق ہر ایک کو جینے سے خفا کرتا ہے

یہہ نہوتا تو نکلتی نہیں گلگیر و صدا یہہ نہوتا تو ستار کی نہ بلبل روتا	یہہ نہوتا تو کسی ساز میں سر لب ہوتا کیا صبا ہے گلزار طرب اسکی ہوا

۲۲

یہی مطرب ہے یہی نغمہ ہے اور ساز یہی ہے
یہی رقاص یہی رقص یہی ناز یہی ہے

یہہ وہ خنجر ہے کہ سو ٹکڑے سپر کرتا ہے یہہ وہ نشتر ہے کہ غربال جگر کرتا ہے	یہہ وہ تیشہ ہے قلم لاکھوں کے سر کرتا ہے یہہ وہ ہے تیر کہ مریخ حذر کرتا ہے

۲۳

یہہ وہ ظالم ہے کہ مظلوم کا جی کہوتا ہے
یہہ وہ خود سر ہے کہ پامال ہر اک روتا ہے

عشق تو عشق ہی اک قہر خدا حسن بتان
نسخۂ عشق کا ہی حسن ہی زیب عنوان

وہ اگر آفت دل ہے تو یہہ ہی دشمن جان
عشق کی حسن کے صدقے مین بڑہی عزت و شان

۲۴

یہہ نہین گر تو بہلا عشق کی بنیاد کہان
یہہ مصیبت یہہ بلا اور یہہ آفت دکہان

یہہ پری وہ کہ نہ ومان سلیمان مین رہے
یہہ وہ گل ہے کہ نہ آغوش گلستان مین رہے

یہہ وہ ہی حور نہ پابندی رضوان مین رہے
یہہ وہ بجلی کہ نہ افلاک کے دامان مین رہے

۲۵

مبتلا اسکے گرفتار مین آزاد ہے یہہ
اس گلستان مین وہ قمری ہین تو شمشاد ہے یہہ

یہہ وہ مہ تلی ہی کہ ہر اک مہ کو ہی اس سے ضیا
اسکا دیدار ہی عاشق کیلیے عین بقا

اسکا دیوانہ شب و روز ہی دل مردم کا
اسکا ہر ایک اشارہ ہی قیامت کی ادا

۲۶

یہی سوتے ہوے فتنون کو جگا دیتا ہے
حشر سے پہلے ہی حشر بپا دیتا ہے

اس خط سبز پہ کہاتا ہی زمرد ہیرا
اس لب لعل سے بیرنگ ہر اک لعل ہوا

یہہ وہ دندان ہی کہ لی آبروی دُر بخدا		یہہ وہ ہی آنکھہ کہ بسکر ہوئے سرمہ دانا
۲۷	یہہ ذقن وہ ہی کہ چھوٹا نہ کوئی دل اس سے نہیں جہانکیگا کنوین کیا چہ بابل اس سے	
اگے اس ہونٹھ کے منہہ غنچہ کا مطلق کھلا یہہ وہ ہی پان کی رنگت کہ شفق سے ہی سوا		یہہ زبان وہ ہے کہ سوسن کو حسد ہی جسکا یہہ وہ معشوق کہ معشوق جہان جسپہ فدا
۲۸	یہہ وہ عارض ہے کہ فق رنگ ہے روی گل کا یہہ وہ ہی زلف کہ اڑتا ہے دھوان سنبل کا	
اس کمر کا ہی تحسس عدم کو ہی عدم یہہ وہ ہے آنکھہ کہ ہی جس سے غزالونمین ہی رم		چشمہ خضر مین اس لب کے تصور سے ہی دم خجل اس ناف سے ہر نافہ ہی کعبہ کی قسم
۲۹	یہہ وہ ابرو ہے کہ کستا ہے گلا خنجر کا یہہ وہ مژگان ہے کہ دم بند ہے ہر نشتر کا	
یہہ وہ کاجل ہی کہ ہی جس سے بصارت بینا یہہ وہ مسی ہی جسے کہیے سویدا دل کا		یہہ وہ سرمہ ہی کہ ہی آنکھہ ہر اک طور نما یہہ وہ غازہ ہی کہ ہی آبروی اہل صفا
۳۰	یہہ وہ ہی پان کہ عاشق کا لہو کرتا ہے یہہ وہ بیڑا ہے حذر جس سے عدو کرتا ہے	

یہہ وہ بالا کہ ہے غش عالم بالا اسیر
یہہ وہ نت ہی نزیا چاند کا حلقہ اسیر
یہہ وہ لچہ کہ گلے کشتے ہین صد ہا اسیر
یہہ وہ کنگن کہ فدا دست تمنا اسیر

یہہ وہ پازیب کہ ہر سر مین ہی سودا اسکا
غدر اسکا ہی فساد اسکا ہے فتنہ اسکا

سو ۳۱

اس خرابات مین مدہوش ہی ہر اک ہشیار
یہہ وہی جام کہ جمشید ہی اسکا سرشار
یہہ وہ مستی ہے کہ ہی درد فراق اسکا خمار
یہہ وہ شیشہ ہی کہ پریونکا نہین اسمین شمار

یہہ وہ ساقی ہے کہ میخوار ہی مہ جال اسکا
یہہ وہ بادہ ہے کہ ہے جوش مہ وسال اسکا

سو ۳۲

یہہ وہ سورج ہی کہ حربا ہی ہر اک غیرت حور
یہہ وہ ہی چاند کہ انسان ہی جسے چکور
یہہ وہ تارا ہے کہ عالم کو دیا جسنے نور
یہہ وہ بجلی ہی کہ سب جس سے جلا خرمن طور

یہہ فسون ہے کہ انسان کو بہی ناچار کیا
یہہ وہ منتر کہ فرشتون کو گرفتار کیا

سو ۳۳

یہہ وہ غمخوار کہ غم تازہ دیا کرتا ہے
یہہ وہ ہمدم کہ عزیزون سے جدا کرتا ہے
یہہ وہ مونس ہے کہ مصروف بکا کرتا ہے
یہہ وہ معشوق ہے کہ خواہان قضا کرتا ہے

کیا ہی دلچسپ ہین واللہ دائین اسکی

۳۳۱

ه ۳۴

جی مین آتا ہے کہ لون خوب بلائین اسکی

یہہ وہ گل ہے کہ خدا جسپہ نثر ہوتے ہین	جان شیرین صفت مرغ چمن کہوتے ہین
ہای شبنم کیطرح آنکھہ بھر روتے ہین	خفتہ بختی کا یہہ عالم کہ نہین سوتے ہین

ه ۳۵

کف افسوس کو ملتے ہین فغان کرتے ہین

صدقے اس باغ پہ بس طایر جان کرتے ہین

یہہ وہ ہے شمع کہ پروانے ہین انسان جسپر	یہہ وہ شعلہ ہے کہ جلتے ہین فرشتون کے بھی پر
یہہ وہ ہے نور کہ اک ذرہ ہے ماہ انور	یہہ وہ ہے روز کہ سورج کا نہین جسمین اثر

ه ۳۶

یہہ وہ عارض کہ سکندر بھی ہے حیران جس سے

یہہ وہ کاکل کہ پریشانی پریشان جس سے

یہہ وہ چاندی کہ ہر اک سیم بدن آب ہے	یہہ وہ سونا کہ زر گل کو صبا صدقے کرے
یہہ پری وہ کہ خدا بستہ فن جسکے پر ہے	یہہ وہ منزل کہ جو ہشیار قدم اسمین دہرے

ه ۳۷

دشمن عقل ہے دیوانہ بنا دیتی ہے

طایر ہوش کو پر دیکے اڑا دیتی ہے

یہہ وہ تعویذ کہ عامل تہ و بالا ہوجاے	یہہ وہ ہے نقش کہ اک حشر کا نقشا ہوجاے
اس فتیلے کا جلا خاک کا تودا ہوجاے	یہہ وہ ہے علم کہ عالم بیان بندا ہوجاے

۳۸

بس کسیکا کبہی اسیر نہین جلتے دیکہا
جسے دیکہا کف افسوس ہی ملتے دیکہا

یہہ وہ ہی میر کہ دبتے ہین موکل اس سے
یہہ وہ ہی جن کہ فرشتو نہین بہی بل چل اس سے

یہہ وہ ہی جن کسیکا نہ بڑہا بل اس سے
یہہ موکل وہ کہ جلتی ہی براک کل اس سے

۳۹

کیا دلاویز ہی جان سے لٹکا اسکا
لایق دید ہے واللہ تماشا اسکا

یہہ وہ جادو ہی کہ جادو پہ بہی جادو اسکا
یہہ وہ افسون ہی کہ افسون پہ بہی ہو قابو اسکا

یہہ وہ منتر ہی کہ منتر نہ کرے رد اسکا
یہہ وہ ٹونا ہی کہ ٹوناہی امان جو اسکا

۴۰

یہہ وہ رشتہ ہی کہ ہر پاؤن کی زنجیر رہے
یہہ وہ گنڈا ہے پریخوان کا گلوگیر رہے

یہہ وہ طالب ہے کہ مطلوب کرے طالب کو
یہہ وہ قالب ہے کہ مقلوب کرے قالب کو

یہہ وہ سالب ہے کہ مسلوب کرے سالب کو
یہہ وہ غالب ہے کہ مغلوب کرے غالب کو

۴۱

یہہ وہ رستم ہی کہ رستم کا جگر پانی ہو
یہہ وہ ہی گرز کہ گرزونکا اثر پانی ہو

یہہ وہ گردون ہے کہ چکر مین رہے گردون کو
یہہ وہ لیلا ہے جنون سکا ہی ہامون کو

یہہ وہ بیچوان ہی کہ جلوہ نما ہر جون کو
یہہ وہ دریا ہی کہ بے آب کرے جیحون کو

۴۲
کون اس جنس کا عالم مین خریدار نہین
اسکا بازار ہی کیا مصر کا بازار نہین

یہہ وہ ظالم ہی کہ بے جرم سزا دیتا ہے
یہہ وہ دشمن ہے کہ سولی پہ چڑہا دیتا ہے
یہہ وہ عیسی ہے کہ مردون کو جلا دیتا ہے
یہہ وہ قاتل ہے کہ خون لاکہون بہا دیتا ہے

۴۳
باعث زیست بہی ہے اور سبب مرگ بہی ہے
یہہ بہار اور خزان بہی ہی گل و برگ بہی ہے

جسے کہتے ہین محبت ہی حقیقت مین وبال
دوست تو دوست کہ دشمن کو نہو اسکا خیال
ہای اس آفت جان کا ہی قیامت جنجال
ہر گہڑی اسکی مہینا ہی ہر اک روز ہی سال

۴۴
اسکا طالب ہے وہی جسکی قضا آئی ہے
اسکا عالم ہی عجب عالم تنہائی ہے

خوبرویون کو کوی بہول کے چاہا نکرے
نقد جان دے مگر اس جنس کا سودا نکرے
سامنے خور بہی آجاے تو پروا نکرے
ہای اللہ کسیکا کبہی شیدا نکرے

۴۵
دل لگانا جسے کہتے ہین بڑی آفت ہے
درد ہے رنج ہے ایذا ہے غم و زحمت ہے

کوئی دل خواہش گلپوشی عشرت نکرے
پابزنجیر رہے زلف کی الفت نکرے

ڈال لے طوق گلے مین یہ ہوس نکرے
دار جڑہجائے یہ گیسو سے محبت نکرے

٤٦

غم نہین حلق پہ گر خنجر فولاد رہے
پر نہ دل عاشق ابروی پریزاد رہے

جان دینے کی کوئی حسن پہ عادت نکرے
گر پری آئے نظر میل طبیعت نکرے

دل آزاد کو پابند مصیبت نکرے
جیتے جی موت گوارا کرے الفت نکرے

٤٧

کسی دل کو ہوس شربت دیدار نہو
خون پی لے مگر اس بادہ سے سرشار نہو

دیکھ لے گل کو خیال رخ رعنا نکرے
جائے سنبل کی طرف زلف کا سودا نکرے

آہ و نالہ صفت بلبل شیدا نکرے
دیکھے نرگس ہی کو خوش چشمون کو دیکھا نکرے

٤٨

کوئی اس رنج و مصیبت مین گرفتار نہو
مرض موت ہے بہتر یہ آزار نہو

کوئی شیرین دہنون کے نہو غم مین برباد
مثل مجنون نکرے دشت بلا مین فریاد

توڑ لے تیشہ سے سر اپنا بر نگ فرہاد
آئے زنہار کسی غیرت لیلیٰ کی نہ یاد

دم کسی دشمن جان کا کوئی مارا نکرے

۴۹ شعر

جان دے دل کے یہ دینے کو گوارا نکرے

شمع رو انکا کوئی ہو ل کے پروانہ نہو	گلعذار انکا کوئی بلبل دیوانہ نہو
تشنۂ دیدار کے ارمان میں مستانہ نہو	خون سے لبریز کسی آنکھ کا پیمانہ نہو

۵۰ شعر

ساغر وصل کو منہہ سے نہ لگائے کوئی
آتش ہجر سے دل کو نہ جلائے کوئی

نکرے بہول کے کوئی کسی محبوب کو پیار	نکرے آنکھہ کسی نرگس جادو سے دوچار
نہ خزاں لائے کہیں سینے میں داغوں کی بہار	گرمی ہجر سے آئے نہ تپ دق زنہار

۵۱ شعر

زخم سینے پہ نہ کسی سینے کے آلے ہو جائیں
پردہ پوش خلش خار نہ چہالے ہو جائیں

مرض عشق کہاں اور کہاں رہی الطبیب	ہای عاشق کے سرہانے کوئی کیا آئے طبیب
موت کہتی ہے کہ خالی نہیں یاں جای طبیب	بھلے آپ اپنے کو خود آکے سمجھ جای طبیب

۵۲ شعر

اسکے بیمار کو ہوتی نہیں صحت ہے ہے
جان لیتی ہے بس اکدن شب فرقت ہے ہے

امن بلا سے رکہے محفوظ خدا بندوں کو	صدمۂ عشق بتاں ہو نہ عطا بندوں کو
نہ ملے گل کی روش چاک قبا بندوں کو	سنبل زلف نہو دام بلا بندوں کو

۵۳

کوی قمری کی طرح غم سے نہ ناشاد رہے
چمن دہر مین بس غیرت شمشاد رہے

غرض اس حسن نے فتنے نہ جگائے کیا کیا
رنج عشاق کو ظالم نے دکہائے کیا کیا

اسنے کیا کیا نہ بگاڑے نہ بنائے کیا کیا
ہای بیچارون نے صدمے نہ اٹہائے کیا کیا

۵۴

ایک مین بہی انہین تازہ گرفتارون مین
سینہ چاکون مین جگر ریشون مین دل افگارون مین

مجہے یون ولولۂ عشق جنون خیز نہ تہا
گرم آہین نہ تہین نالہ مرا گلریز نہ تہا

مو بمو سوز درون یون شرر انگیز نہ تہا
خواب راحت سے حذر عیش سے پرہیز نہ تہا

۵۵

اک پریزاد نے مٹی مین ملایا مجہکو
برق نظارہ نے بیطرح جلایا مجہکو

یعنے اک روز گیا مین جو پئے سیر چمن
ہوگیا شوق تماشائے گل و سرو و سمن

بند ہوگئی سر مین مرے خوب ہوائے گلشن
روشن باد سحر رک نہ سکا مین پر فن

۵۶

باغ مین جا کے عجب حسن کا جلوا دیکہا
صحن گلزار مین اک شاہد رعنا دیکہا

ہو گئین دو چار جو انکہین شش و پنج مین تہا
غش جو آیا تو زمین پر صفت سایہ گرا

گل نظر آنے لگے عارض گلگوں سے خجل بستگی کا دہن تنگ سے غنچہ سایل		خار کھاتا رہا گلزار سے بلبل کا دل نور گل کو دو دندان سے ندامت حاصل
۶۱	ہر چمن کو نہیں حاصل تھی بہار اوس رخ کی دل سے جنت تھی مگر عاشق زار اوس رخ کی	
زلف پیچیدہ الجھی رہی جان سنبل بستہ ہر شکن زلف تھی نشان سنبل		ہمہ تن وصف میں مصروف زبان سنبل بال بال اوسکا مٹاتا تھا نشان سنبل
۶۲	مستی ایسی تھی کہ سوسن کا دہواں اڑتا تھا پان سے آتش گلشن کا دہواں اوڑتا تھا	
چشم و ابرو سے خجل نرگس و شاخ نرگس حسن قابو سے خجل نرگس و شاخ نرگس		اوسکے جادو سے خجل نرگس و شاخ نرگس دیکھی ہر سو سے خجل نرگس و شاخ نرگس
۶۳	انکھیں دکھلاتی تھی کیا ابروی خمدار کی شاخ پھول تھے نرگس شہلا کے تو تلوار کی شاخ	
کان مجبور گل ناک تھی چنبے کی کلی گل سے بے عیب تھے یہ پاک تھی چنبے کی کلی		پھول تھے خوش یہ فرحناک تھی چنبے کی کلی آگے اوس مینہ کے بس خاک تھی چنبے کی کلی
	کان کو کان نزاکت جو مقدم بولوں	

ف ۶۴	ناک کو وجہ طرہ نیاکی عالم بولون
اوس فرق کی رہی گلزار کے ہر جا ہ کو چاہ شاخ گل شانہ پہ کرتی رہی حسرت سے نگاہ	سبزے کا حسن خط سبز سے تہا رنگ سیاہ قد موزون کی تمنا مین ہوے سرو تباہ
ف ۶۵	عدم اوس سینۂ گلرنگ کا عنوان دیکہا غنچہ و گل کو بہم دست و گریبان دیکہا
پنجہ وہ رنگ بنفشہ ہوا جس سے تغییر اور ہر اک پود سے غنچہ کی ہوی کم توقیر	انگلیون کی نہین کم اوسکی رگ گل سے لکیر برگ گل ناخن رنگین کا نہ تہا اوسکے نظیر
ف ۶۶	خط پیشانی گلزار خط دست ہوا باغ بہی اوس ہمہ تن باغ سے خود پست ہوا
وہ کلائی کہ چمن کو نہ کل آئی اوس سے منہہ چہپائی ہو گئی ہتی رسائی اوس سے	اور وہ پہنچا کہ پہنچے کو جدائی اوس سے تہی عیان سیر مین اعجوبہ نمائی اوس سے
ف ۶۷	باغ مین اوسکے جو منہہ آنے کو تیار ہوا ناف سے نافۂ آہو بہی خطا وار ہوا
اوس کمر پر تہی ہر اک شاخ گل تر صدقے ہوی غنچون کی چٹک اوسکی ہنسی پر صدقے	ہو گئی گال پہ ہر سبزۂ سمنطر صدقے تہا چمن اوس چمن حسن پہ یکسر صدقے

۷۹	دل لگی سرو وسمن مین سحر وشام رہی

اوسکا مین شیفتہ وہ میرا ہوا خواہ کہہ با جذبۂ الفت سے وہ مین گاہ ہوا	مین چکور اوسکا ہوا اور وہ مرا ماہ ہوا وہ جدہر چلنے لگا اوسکے مین ہمراہ ہوا

۸۰	بلبل اوسکا مین رہا اور وہ رہا گل ہو کر سیر کرتے تہے چمن مین گل و بلبل ہو کر

وہ پری ہو جو گیا اوسکا مین سایا نکلا اوسکا مجنون مین ہوا وہ مرا لیلا نکلا	وہ مرا مہر مین اوس مہر کا ذرا نکلا یعنے ہر بہیس مین مجہہ سے نہ وہ تنہا نکلا

۸۱	پاس مین اوسکے رہا اور وہ مرے پاس رہا پاس اوسکا مجہے اور اوسکو مرا پاس رہا

انہین ڈہنگون مین مرے ہاتہہ وہ گلرو آیا ایکدن جہر لقا وہ جو لب جو آیا	بعد مدت کے کہین بر سر قابو آیا پیچہے پیچہے ہی مین ہمرنگ شب مو آیا

۸۲	ہاتہہ گستاخ ہوے بوسے کی لب کے لئے پاؤن بڑہنے لگا پہر حاصل مطلب کے لئے

خلل انداز ہوے دشمن بدخو ہی ہے خار کہانے لگا بلبل ہے وہ گلرو ہی ہے	نہ وہ موقع رہا باقی نہ وہ قابو ہی ہے خون رولایا ہے مجہے پہر سر ولب جو ہی ہے

۸۳

جان گھبرا گئی خلوت کا مزہ فوت ہوا
باغیوں کا ادہر آنا ملک الموت ہوا

آ گئی سر پہ جدائی کی گھڑی ہائی غضب	کس مصیبت میں مری جان پڑی ہائی غضب
خون رُلانے لگی مستی کی وہ گھڑی ہائی غضب	پھر وہ مہ سے نہ کبھی آنکھ لڑی ہائی غضب

۸۴

کیا خبر چین کسے کہتے ہیں آرام کسے
لوگ سب صبح کسے کہتے ہیں اور شام کسے

وہ ادہر مجھ سے جدا اور میں ادہر اوس سے جدا	ایکدم رہنے لگا آٹھ پہر مجھ سے جدا
ٹھہری نظروں میں کھنچنے کو مگر اوس سے جدا	نہ تو دل اوس سے جدا اور نہ جگر اوس سے جدا

۸۵

منقلب حاشیہ گردوں کو جو پایا میں نے
کام بگڑا ہوا سازش سے بنایا میں نے

جب قیبون نے بہر ادا من مطلب پایا	رفتہ رفتہ کسی تقریب سے اوسے گھر لایا
جلوۂ خوبیٔ طالع سے فلک شرمایا	شب اندوہ گئی روز سعادت آیا

۸۶

پھر وہ آج و گیا برج حمل کہتے تھے
دوست سب گھر کو مرے شادی محل کہتے تھے

وصل کی شب کا عجب رنگ جمایا میں نے	فرش پھولوں کا لب بام بچھایا میں نے

باتوں باتوں میں مزا زیست کا پایا ہم نے	دہن اوس غیرت عیسی کو بنایا ہم نے

شعر
پیروی کرنے لگے جام و صراحی خم کی
قلقل شیشے سے پیدا ہی صدا قم قم کی

آنکھ سے آنکھ لڑانے کا مزا ہاتھ آیا	ہونٹھ سے ہونٹھ ملانیکا مزا ہاتھ آیا
پاوں سے پاؤں لگانے کا مزا ہاتھ آیا	سینے سے سینہ دبانیکا مزا ہاتھ آیا

شعر
کام کرتے ہیں وہ عاشق کہ دکھانے کا نہیں
لب اظہار میں کچھ لطف چھپانے کا نہیں

ہیں ادہر لطف سے بیہوش ادہر غش میں وہ حور	ہائے ہائے مرا ہاتھوں وہ ہوا غیرت حور
سحر عید نظر آنے لگی وہ شب نور	ہو گیا اتنے میں بس صبح جدائی کا ظہور

شعر
دکھہ دیا آکے دہن اوسکے ہوا خواہوں نے
گھر بگھوڑا مرے اکروز ہی گمراہوں نے

دیکھکر اوسکو میں رویا تو وہ گھبرانے لگا	آنکھیں بھر آئیں اشاروں ہی میں سمجھانے لگا
ہاتھ ترکر میں بغل گیری کو پھیلانے لگا	وہ گلے ملکے زباں پر یہ سخن لانے لگا

شعر
غم نہ کہا صورت یعقوب مری جان کی قسم
تو عزیز دل و جان ہے نہ کنعان کی قسم

دور مجھسے جو ہوا وہ بت خورشید صفات
ہاتھ مل مل کے کہا کرتا تھا ہر دم ہیہات

آگئی سر پہ جدائی کی وہی کالی رات
کی جو تقدیم اجل نے تو ہمی سمجھے حیات

۹۱
دمبدم ہجر میں بس خون جگر پیتا تھا
ہای مر مر کے گرفتار الم جیتا تھا

یون ہی چند جور ہی سر پہ بلای ہجران
پھر تو مین نے یہ کیا وصل کا اوسکے سامان

کر دیا آہ سحر نے مری دل اوسکا تپان
کسی تقریب سے دلالہ کو بھجوایا وہان

۹۲
راضی آنے پہ ہوا مطلب دل بر آیا
اس ششش و پنج مین ہر صفت مرے گھر آیا

پھر وہی گھر مین سر انجام طرب ہونے لگا
دفع ظلمت کا رخ یار سبب ہونے لگا

گھر عیش سے بروامن شب ہونے لگا
ماہ خجلت سے گرفتار تعب ہونے لگا

۹۳
ہو گیا وہ جو ہم آغوش فرحمند رہا
لطف سیر شب مہ کا مجھے وہ چند ہوا

چاند نے چاند کو جب میرے عمل مین پایا
اوس گل اندام کو جو وقت بغل مین پایا

اپنی طلعت کو ندامت کے خلل مین پایا
سب نے گلشن کو نہان میرے محل مین پایا

گھر مین ہر سمت بحیسان روشنی بدر ہوی

۳۴۷

ش ۹۴

بڑہ گئی قدر یہہ شب کی کہ شب قدر ہوی

وہ مرحالیہ گریان مجھے شادی وصال
عیر تھا رشک سے اوس جسنکے ہر نجم کا حال

ٹھہر کرنے لگا جہہ زار پہ وہ ماہ جمال
آسمان سے بہی مرا ہوگیا دونا اقبال

ش ۹۵

بدر خود داغ بدل رہگیا لالا ہوکر
مین جو لپٹا رہا اوس چاند سے ہالا ہوکر

ہمکناری مین شب ماہ بسر ہونے لگی
کس سیہ مستی مین ای واہ سحر ہونے لگی

ہاتھا پائی کہون کیا دو دوپہر ہونے لگی
مجھے اوسکی اوسے میری نہ خبر ہونے لگی

ش ۹۶

لذت وصل نے بیخود یہہ بنایا مجھکو
ہوگئی صبح بھی تو ہوش نہ آیا مجھکو

فتنہ پرداز وہین جمع پس و پیش ہوے
بانی تفرقہ ناعاقبت اندیش ہوے

مانع خیریت وصل وہ بدکیش ہوے
ہمہ تن نوش سے وہ مستعد نیش ہوے

ش ۹۷

دیکھکر مجھکو وہ آئینہ لقا سکتا تھا
سبب پاس حیا کچھ نہین کہہ سکتا تھا

مستعد ہوگئے اغیار جو لیجانے پر
رکھکے رونے لگا وہ ہاتھ مرے شانے پر

رحم آیا اوسے بیحد مرے غم کہانے پر
رہا مایل مین پریزاد کے سمجھانے پر

۹۸

وعدہ آنے کا کیا کہا کے ترے سر کی قسم
دی اوسے مین نے سلیمان پیمبر کی قسم

وہ روانہ جو اودہر آئینہ رخسار ہوا	مین نے رورو ادہر آئینہ بہ پانی جہر کا
اشک خونی سے بنا لال رخ زرد مرا	غم مین اوس رشک سکندر کے عجب رنگ بنا

۹۹

دل مین ہونے لگا کہسکا خلش فرقت کا
آیا اوس گل کی زبان پر جو سخن رخصت کا

ہوش کیطرح غضب وہ بت طرار گیا	نیند کی شکل مرا طالع بیدار گیا
اوسکے جاتے ہی سب آرام دل زار گیا	جیتے جی دشمن جان ہای مجہے مار گیا

۱۰۰

غش ادہر آگیا مجہکو جو وہ بر مین نرہا
مین بہی آپ اپنے مین ہرگز کبہی گہر مین نرہا

بیخودی مین وہ خود آرا ہوا بسکہ جدا	مبتلا زار ہوا ہای گل تر سے جدا
بدگمانون نے کیا عاشق مضطر سے جدا	زیست قمری کی ہو کسطرح صنوبر سے جدا

۱۰۱

پہر وہی روز مصیبت وہی بیتابی تہی
وہی نالہ وہی گریہ وہی بیخوابی تہی

پہر ہوا جسپر پریزاد کا سایا مجہکو	عشق کے دیو نے مبہوت بنایا مجہکو

کیا مقدر نے سیہ روز دکھایا مجھکو	پھر مرا بخت زبون پیچھے لگا مجھکو

۱۰۲

پھر مرے حال پر احباب ترس کھانے لگے
مژدۂ وصل سنا کر مجھے سمجھانے لگے

مجھ سے راضی مرا شوخ ستم ایجاد ہوا	چارہ سازی کی بنی بات تو دل شاد ہوا
دل بھی میرا مرے گھر کیطرح آباد ہوا	دایۂ بندہ نوازی کا جو ارشاد ہوا

۱۰۳

آمد و رفت جو اوس شوخ کی یان جاری تھی
دور دل سے مرے سب ہجر کی دشواری تھی

خوب اوس مہ سے رہی فایز مطلب شب عیش	دن ہوا عید کا ہر دن تو ہوئی شب شب عیش
روز نوروز سے ہوتی تھی مخاطب شب عیش	مری ہر شب کو بتانے لگے سب شب عیش

۱۰۴

عشرت تازہ کے باعث غم دیرین نہ رہا
پردۂ ربط مین اندیشۂ بدبین نہ رہا

راحت جان نے مرے بات بنائی دل کی	دو نو جانب سے لگی ہونے صفائی دل کی
بعد مدت کے پھر امید بر آئی دل کی	پھر نہ دل سے ہوئی منظور جدائی دل کی

۱۰۵

خوف غماز کا اندیشۂ اغیار نہ تھا
پھول ہی پھول کی صحبت تھی کوئی خار نہ تھا

نہ وہ کبھی گھٹا رہا نہ ہمارا غم و قت کا
ٹل گیا سر سے مرے کوہ گران آفت کا

رنگ جمنے کو لگا آٹھ پہر عشرت کا
گرم ہنگامہ شب و روز رہا صحبت کا

شعر ١٠٦

پھر نہ پہلو سے کسی دم وہ جدا ماہ رہا
گھر مرا جلوۂ مہتاب سے دلخواہ رہا

کیا اوس ماہ نے روشن مرے ویرانے کو
کر دیا رشک دہ طور سیہ خانے کو

کبھی محفل مین ہوا دخل نہ بیگانے کو
کام جز شمع کسی سے نہ تھا پروانے کو

شعر ١٠٧

ساتھ اوسکے مین رہا اور وہ مرے ساتھ رہا
ہاتھ مین اوسکے شب و روز مرا ہاتھ رہا

نہ ہوا مجھ سے جدا حور لقا آٹھ پہر
رشک جنت مرا گھر ہونے لگا آٹھ پہر

چلتی تھی روضۂ رضوان کی ہوا آٹھ پہر
گل کھلانے لگی پھر باد صبا آٹھ پہر

شعر ١٠٨

پھر خزان کو نہوا دخل گلستان مین مرے
دن بسر ہوتے تھے سیر گل و ریحان مین مرے

اوسکے بوستاں پہ تھا مین روش گل قربان
حسن رخسار پہ بصورت بلبل قربان

پای گیسو پہ رہا بمسر سنبل قربان
گھر مین ہونے لگے سب سبزہ و کل قربان

ہر طرح رہ گیا مرہون مقدر ہوکر

ف ۱۰۹

اوسکے پہلو مین رہا جامے سے باہر ہوکر

مرا شیرین وہ ہوا اسکا مین فرہاد ہوا
میر الیلی وہ تو مین قیس کا ہمزاد ہوا

سرو وہ ہوگیا قمری ون ناشاد ہوا
وہ مری شمع مین پروانیکا استاد ہوا

ف ۱۱۰

یعنے ہر ہیس مین اوس سے مرا رشتہ ہی رہا
صحبت ایسی ہتی کہ وہ مجھہ سے نہ تنہا ہی رہا

راتدن عیش و مسرت ہی سے بکس کام رہا
لطف زلف و رخ جانان سحر و شام رہا

مجھہ سے چین اوسکو تو اوس سے مجھے آرام رہا
ورد اوس بت کا ہر اک دم بخدا نام رہا

ف ۱۱۱

شیخ سے کام رہا اور نہ حرم سے مجھکو
تھا غرض آٹھہ پہر ایک صنم سے مجھکو

پہر نہ یہہ دور فلک تفرقہ انداز ہوا
اوسکا ہمراز مین اور وہ مرا ہمراز ہوا

مین نیاز اور وہ مہر و ہمہ تن ناز ہوا
اوسکا دلسوز مین اور وہ مرا دمساز ہوا

ف ۱۱۲

دل لگی اوس سے مری آٹھہ پہر ہونے لگی
اس مزیداری سے اوقات بسر ہونے لگی

گہر مرا نور سے اوس مہر کے پرنور ہوا
سنگ در رشک وہ روشنی طور ہوا

حجرہ حجرہ اثر حسن سے معمور ہوا
شب تاریک مصیبت کا خلل دور ہوا

س ۱۱۳

اسمان گہرکو مرے اہل نظر کہنے لگے
چار پائی کو ہر اک برج قمر کہنے لگے

گہرکو اوس غیرت گلشن سے بسایا مینے	ہار پہولونکا سمن برکو پہنایا مینے
جامے مین شوق سے پہولا نہ سمایا مینے	چوم کر لب اوسے گودی مین بٹہایا مینے

س ۱۱۴

ہمبغل یار سے بس صبح و مسا ہونے لگا
مجہپہ قربان وہ مین اوسپہ فدا ہونے لگا

اوسکا غمخوار مین اور وہ مرا غمخوار رہا	مرا مطلوب وہ مین اوسکا طلبگار رہا
اوسکا مختار مین اور وہ مرا مختار رہا	اوسکا مین یار رہا اور وہ مرا یار رہا

س ۱۱۵

ایکدم مجہہ سے جدا آئینہ طلعت نہوا
دخل غم بزم طرب مین کسی صورت نہوا

صبح مین یار کو خورشید درخشان سمجہا	شام مین رشک فزای مہ تابان سمجہا
بر مین دل اور تن بیجان مین اوسے جان سمجہا	اوس مسیحا کو مری زیستکا سامان سمجہا

س ۱۱۶

راتدن رہنے لگا سکل تمنا دل مین
جمگہٹا رہتا تہا ہر وقت اوسیکا دل مین

دوست کہتے تہے مبارک ہو یہہ عشرت پر تو	رہے قایم یہہ دلا اور یہہ صحبت پر تو

تم سے مہجور ہو دایم شب فرقت پرتو | سحر وصل کرے یون ہی رفا پرتو

عشق زیبا ہو ہمین اوس بت لاثانی کا
عاشقون مین رہے آوازہ سخندانی کا

واسطے ہذا حسب خواہش حافظ محمد حسین صاحب عرف اندہی شاہ صاحب نوشتہ شد

تمت

فراق نامہ پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای حمد نوازش زبان کر
ای نعت طرازش و بیان کر

ای خضر تو راستہ بتا دے
ای شوق تو یار سے ملا دے

ای بخت رسا رسائی کرنا
ای جذب تو رہنمائی کرنا

ای دست دعا اثر دکہا دے
عاشق معشوق کو ملا دے

آوارہ باغ باغ ہوں مین | لالہ کے جگر کا داغ ہوں مین
نرگس کی طرح سے منتظر ہوں | حیران ہوں کہ کسطرف کو دیکھوں
سینہ ہی چاک صورت گل | نالان ہے دل بشکل بلبل
رنجور جگر فگار ہوں مین | گل ہو کے چمن مین خار ہوں مین
مین راہ طلب مین بادپا ہوں | پھٹے ہی صبا سے بس ہوا ہوں
ای گریہ مین ندیاں بہا دوں | ای آہ مین آسمان ہلا دوں
پہلو سے دل حزین نکالوں | آفت یہہ سر سے اپنے ٹالوں
پیچوں مین زلف کے پھنسا ہوں | شانے کیطرح الجھ رہا ہوں
اک قلزم حسن سے جدا ہوں | مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہوں
بس حضرت عشق بد بلا ہین | کیا اور کہوں جناب کیا ہین
شب خواب مین ہی دکھا کسیکا | پھر نہ پایا پتا کسیکا
جب صبح ہوی تو خاک چھانی | آیا نہ نظر وہ یار جانی
آنکھوں مین ہے مردمک کے مانند | یا دل مین ہے وہ نفس کے مانند
پنہان ہے وہ یا عیاں ہی یارب | کیا جانوں مین کہاں ہی یارب
گلزار مین ہی کہا کسینے | کہسار مین ہی کہا کسینے

کیا غنچہ مین ہی برنگ نکہت | یا پہول مین ہی وہ بنکے رنگت

کہتا کوئی یان ہی کوئی وان ہے | کیا بولون مین کہ وہ کہان ہے

خبرون سے یہہ مختلف ہون حیران | ہوتا ہی دل حزین پریشان

پھر ڈہونڈون کہان مین کیا کرون ہائے | کب تک گھر گھر پہرا کرون ہائے

گو کرتے ہین ہم ہزار تدبیر | دیکھین کہ دکہاتی کیا ہے تقدیر

پھر کس سے التجا کرین ہم | جا جا کے کہان دعا کرین ہم

بیداد کی داد کس سے چاہین | انکہون مین نم اور لب پہ آہین

کس سے دل نامراد کی ہم | امید رہینگے داد کی ہم

بگڑے کو بنا دے یا الہی | رستے پہ لگا دے یا الہی

بہکایا ہے فتنہ گر کو | یارب ویران کر اوسکے گھر کو

حالت مری اوسکو یہہ جتاوے | اوس گل کو صبا خبر سناوے

نفرت آرام کے ہی منہہ سے | اور وحشت کام کے ہے منہہ سے

بیان یان ہون مرا خیال وان ہے | بیٹھے مین وہان ہون وہ جہان ہے

ہی دور خوشی دل حزین سے | سر لگ گیا فکر مین زمین سے

پہلو مین دل مرا طپان ہے | آ جلد تو فتنہ گر کہان ہے

برتی نہین انکھ ہی کسی پر — چہرہ ہے نظر مین تیرا دلبر

جب سے تو گیا ہے یار ہی ہے — روتا ہون زار زاری ہے

بس ربط حسینون سے ہہوتا — ورنہ ناتہ آبرو سے دہونا

جاتا ہی نہین خیال تیرا — انکہون مین ہے جمال تیرا

کہانا پانی چہٹا ہے ہمسے — مطلق راحت جدا ہے ہمسے

منہ دکہا دے اپنی صورت — ہوتی ہے تباہ میری حالت

حالت اپنی کسے سناؤن — کسکو مین داغ دل دکہاؤن

کیا گردش چرخ نے کیا کام — کمبختی کے آگئے بس ایام

اغیارون نے یار کو سکہایا — ناکارون نے کچہہ اوسے پڑہایا

بگڑی ہیہات بنکے تقدیر — کام آئی نہ کوئی ایک تدبیر

اوسکی طرح آپ سے گیا مین — ہر باغ مین دہونڈہنے لگا مین

کہنے لگا ای ستانے والے — بے بولے بغل سے جانیوالے

کس ظالم نے تجہے سکہایا — کس ملعون نے تجہے پڑہایا

لازم نہین بیوفائی کرنا — ای جان کچہہ جان فزائی کرنا

کیا دل کو داغ دے گیا تو — اس گہر کو چراغ دے گیا تو

کیا شاخ نہال غم پھلی ہے
کیا دل کو ہمارے بیکلی ہے

گردش مین ستارہ کیا مرا ہے
ای چرخ جدا جو مہ لقا ہے

یاد آتے ہین وہ میٹھی باتین
تلخی سے ہین گذرتی راتین

جو اوسکو سکھا کے لیگیا ہو
آفت مین غم مین مبتلا ہو

گونگا ہو ننگ ہو الہی
جینے سے تنگ ہو الہی

آگاہ نہ تھا مین مکر و فن سے
گل بو ہو کے اوڑ گیا چمن سے

مین خواب مین اوس سے مل رہا ہون
بیدار جو ہون تو پھر جدا ہون

اللہ نہ دے کسیکو یہ داغ
قسمت سے ملا مجھی کو یہ داغ

غزل

بے پردگی مین حجاب کیا ہے
ای چرخ یہ انقلاب کیا ہے

ساقی ہو مین وہ رند ناکام
دیکھی ہی نہین شراب کیا ہے

دیوانہ ہون طفل برہمن کا
کیا جانون گنہ ثواب کیا ہے

گردون شب ہجر کی سحر کر
با این پیری خضاب کیا ہے

گر عشق نہین کسی سے تمکو
پھر یہ تو اضطراب کیا ہے

نامہ

سرگردان فکر مین ہی خامہ — لکھتا ہی جو اوس پری کو نامہ

ای رونق بزم تو کہان ہے — پروانے کی شکل دل تپان ہے

ہو دولت حسن پر نہ مغرور — کیا شان خدا سے ہی یہ کچھ دور

یکدم مین فقیر امیر ہو جاے — اک آن مین شہ فقیر ہو جاے

سینے پہ تو چڑھ کے آرہا ہے — نظرون مین تو ہی سما رہا ہے

آنکھون مین پہوین ہین تیری دلبر — پھرتا ہے گلے پہ میرے خنجر

عاشق جس سمت دیکھتا ہے — دہوکے دیگر تو آرہا ہے

گہ شوق ہے گاہ آرزو ہے — آنکھون مین دل مین تو ہی تو ہے

بیداری مین تو ہی خواب مین تو — بے پردہ تو ہے حجاب مین تو

بے چین ہون دن کو ای ستمگر — آتی نہین نیند ہای شب بہر

ہی کسکو خیال دل لگی کا — یہ جوش ہے دلکی بیکلی کا

رونیکا راگ پر گمان ہے — خنجر سارنگی کی کمان ہے

تفریح غذای غم عیان ہے — حالت مری پوست استخوان ہے

غزل

آ جلد اے بیخبر خبر لے
جینا ہوا تلخ نزع خبر لے

دعوا ہوا ابر کو تری کا
کیوں چپ ہے تو چشم تر خبر لے

سو بار تڑپ کے لب پر آیا
کچھ دل کی ہے جگر خبر لے

اتنا بھی نہ چاہیے تغافل
بھولے سے تو فتنہ گر خبر لے

جاتا ہی وہ بہانے ہم سے
اے جذبہ دل مگر خبر لے

ہنستا ہی وہ رونے پر ہمارے
اے نالہ بے اثر خبر لے

اے دست دعا در اثر کی
بڑھ کر کچھ چرخ پر خبر لے

ہوتا ہے تباہ مفت پرتو
اک روز تو بھول کر خبر لے

دل نے لی ہے جگر سے رخصت
اور ہوش نے اپنے سر سے رخصت

پوشاک کی سدھ نہ کھانے کی سدھ
آنے کی سدھ نہ جانے کی سدھ

یہ جوش و خروش درد کا ہے
دم بند جگر سے مرد کا ہے

تصویر کی طرح ہوں میں خاموش
رہتا ہوں تمام رات روپوش

دل تنگ وطن ہے اور گھر سے
الجھا ہی یہ دشت کے سفر سے

تصدیع نہ دے تو رنج دیگر
بس حلق پہ پھیر میرے خنجر

کستا ہے دن آفتوں سے ہیہات | محشر برپا ہے سر پہ ہر رات
گونگے ہوں تجھے سکہانیوالے | اندہے ہوں مجھے ستانیوالے
کیا حال لکھوں میں تجھکو پھر اور | اتنا ہی ہے بس جو کیجیے غور

تاخیر جو تیرے آنے میں ہے
شک ہی مجھے زندہ بانے میں ہے

تمت

قطعہ تاریخ از جناب شاہ محمد صادق الحسینی چشتی شریف النواسے مصنف مدرسی الستا و حضور

فخر دوران جناب پرتو ما | چہ قدر من کہ در معنی سفت
دید چو این فراق نامہ شریف | سال او نظم دومندی گفت
۱۳ ۲

فراق نامہ پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے مایل حمد و نعت خامہ | دونا ہو کیوں فروغ نامہ

۳۶۱

ای ثابت منزل نکوئی — سیار بروج خودنمائی

ای غازۂ روی صبح امید — گلگونۂ شام عیش جاوید

ای حسن فزای عارض روز — ای زنگ زدای شام دلسوز

ای نثری نثر وصف گیسو — وی شعری شعر مدحت رو

ای غیرت ماہ و رشک خورشید — ہے بس یہہ دعای طالب دید

تا دور فلک رہے سلامت — یہہ حسن و فروغ و نور و طلعت

تا چرخ پہ خط استوا ہو — جلوہ تری مانگ کا سوا ہو

جبتک رہے آفتاب رخشان — روشن رہے حسن رخکا ایجان

جلوے سے ترے یہہ غدر ہو جاے — گھٹ گھٹ کے ہلال بدر ہو جاے

تا مشرق مہر دلنشین ہو — بس مطلع حسن یہہ جبین ہو

جبتک ہو ہلال زیب گردون — ابرو کا ترے ہو حسن افزون

ابرو کی ترے جو دیکھے ضو کو — کاجل ہو کنار ماہ نو کو

سورج کی کرن ہو تا فلک پر — ہو نور تری پلک پلک پر

تا ہو زحل اور زہرہ تابان — انکھین ہون تری چراغ دوران

ہر سمت یہہ جوش نور ہو جاے — سرمہ انکھون کا طور ہو جاے

خورشید و قمر بہرین ترا دم
حسن بینی ہو ذرا کم

تا چرخ پہ دور کار دان ہو
آئین جہان ترا دوان ہو

تا کاہکشان مین روشنی ہو
دانتون مین ترے چمک بہری ہو

گردون پہ شفق ہو تا نمایان
ہو تیرا اسر خرو بدخشان

دیکہے ترے لب جو یار جانی
ہو چشمۂ خضر پانی پانی

سب محل ہون لال لال باہم
بہرتے رہین تیرے ہونٹونکا دم

گرد لب لعل خط ترا ہو
ہالہ نہ ہلالون سے جدا ہو

جب تک یہ چرخ نیلگون ہو
مستی سے تری شفق کا خون ہو

گشتہ ہوا آسمان تمہارا
مریخ ہو رنگ پان تمہارا

ہو چشمہ مہر تا درخشان
قایم ہو ترا چہ زنخدان

خورشید و قمر ہون تا پرانوار
دنرات فزون ہو حسن رخسار

جب تک رہین نجم چرخ تابان
ای چاند ہو تل ترا درخشان

جوبن ہو زلف پر شکن پر
جب تک چہائے گہٹا چمن پر

عارض ہون حسن حاصل روز
زلفین ہون تری حمایل روز

مریخ اور مشتری ہون جبتک
ہون کان یہ کان حسن بیشک

جب تلک زیب قمر ہو ہالا	خط کا ترے حسن ہو دوبالا
جب تلک ہو طلوع صبح صادق	برقع کی ترے رہے وہ شایق
ہو چاند مین جب تلک صفائی	پرنور رہے تری کلائی
ہو خط شعاع جب تلک یار	تیری رہین انگلیان پرانوار
عاشق کو دلستان ہو ہر نور	غارتگر جان ہو مہندی کا چور
مرجان کرے دل سے جبہ سائی	دیکھے جو یہہ پنجہ حنائی
تا رہن عدم نہ یہہ جہان ہو	تیری کمر اور ترا دہان ہو
جب تک ہو فروغ شمع گردون	ہو نور و ضیای ساق افزون
طوبی کو ہو جب تلک ارجمندی	ہو پایہ قد کو سربلندی
پرنور یہہ تیرا نقش پا ہو	منہہ شرم سے زرد مہر کا ہو
جب تک یہہ سپہر آسمان ہو	ای مہ ترا بخت نوجوان ہو
ہو فضل اله شامل حال	دونا ترے حسن کا ہو اقبال
بعد اظہار حسرت دید	ہے طالب وصل کی یہہ امید

غزل

چہرے سے ذرا نقاب اٹھا دے	کچھ جلوہ تو ماہرو دکھا دے

مطرب یہہ بہار کا ہی موسم — گت کوی بہار کی سنادے

بچہڑے ہوے چاند کو تو مجہہ سے — ای گردش چرخ دون ملادے

ہی عید الفطر اس گدا کو — فطرہ کوئی بوسہ مہ لقا دے

ہولے سے ہی کبہی نہ پوچہا

پہہر پر تو تجہہ جان کیا دے

آغوش مین تو مرے سدا ہو — جوش حسن الفت آزما ہو

ہون تیرے گلے مین ہاتہہ میرے — دن رات رہے تو ساتہہ میرے

قبضے مین مین ہو اور حلب ہو — عارض عارض پہ لب پہ لب ہو

قابو مین وہ زلف پر شکن ہو — غصے مرے بیحظا طفن ہو

ابرو تری میری آنکہہ پر ہون — اور مژگان شہپر نظر ہون

ہو پیش نظر کہون کا اقبال — ہو جاے کچہہ کا کچہہ مرا حال

ہو جاے دلون سے دور کینہ — سینے سے لگا ہوا ہو سینہ

ہون تیرے ساق زیب زانو — اور آنکہہ پہ ہاتہہ سنگل ابرو

شیشے کا گلا ہو جام کا لب — مدہوش کرے شراب مطلب

نصرت ہو شوق کو حیا پر — پہڑکون مین حصول مدعا پر

مقصد ہوا ادا ہر اک ادا مین	پردہ نہو شوخی و حیا مین
صدقے ہو کر گلے لگاؤن	بیاختہ یہہ غزل سناؤن

غزل

اس رشک پری کا مبتلا ہون	سایے کیطرح لگا ہوا ہون
شیدائی چشم سرمہ سا ہون	اس بزم مین ساز بے صدا ہون
تیری حرکت نے مار ڈالا	مین کشتۂ خنجر ادا ہون
سرمہ کو تمہاری آنکھہ کے مین	پہر حسرت سے دیکھتا ہون
کیا زلف سیہ ہوئین سیہ بخت	منہہ چڑہ کے جو بوسے لے رہا ہون
ہی میرے سبب سے تیری شہرت	تو گل ہے اگر تو مین صبا ہون
ایجان تری چشم کی طرح سے	مین بہی کوئی شعبدہ نما ہون

چہٹکی ہوئی چاندنی سے پرتو
اس مہ کا دوپٹہ دیکھتا ہون

ہو تجہہ سی پری جو زیر فرمان	کہتے رہین سب مجھے سلیمان
ہون مہر سپہر شعر خوانی	روشن مرے دم سے ہے معانی
ذرے مرے سب ہین ہون خورشید	مصرع ہے مرا ہر اک مہ عید

مین رہبر منزل سخن ہون | مین حل کن مشکل سخن ہون
مین شیر بیشہ سخن ہون | مین رونق بیشہ سخن ہون
روساختہ مجھ سے سب ہین داغی | کانٹے کہاتے ہین گل یہ باغی
کٹتے ہین عدو قلم سے میرے | ہے معرکہ گرم دم سے میرے

غزل

فخر شعراے لکہنو ہون | گر ہند ہے گل مین رنگ بو ہون
مدراس ہے میرے دم سے گلشن | گویا مین چمن کی آبرو ہون
صدقے سے جناب عشق کے بس | سرتا پا رہن آرزو ہون
ٹہنڈی ہی سانسین بہرون نہ کیونکر | آشفتہ شوخ گرم خو ہون

آہون کے شرر ہین رنگ اجسم
پرتو جو فدای ماہرو ہون

یارب مری بس یہی دعا ہے | درگاہ مین تیری التجا ہے
اب حسن و عشق مین بڑہے ربط | ہمصورت جسم و جان رہے ربط
پابند وفا وہ بیوفا ہو | انجام آغاز سے بہلا ہو
ہو وصل کی شب کا بول بالا | منہہ صبح فراق کا ہو کالا

ابرو کی نصیب ہو مجھے دید
ہر شب عاشق کی ہو شب عید

دل بند ہو زلف کے لٹون مین
لطف تازہ ہو کروٹون مین

اوس گل سے گہر ہرا چمن ہو
خاشاک مین نکہت سمن ہو

نخل مطلب ہرا بہرا ہو
دل بر مین بوستان سرا ہو

گل ہو لین باغ آرزو کے
چہوٹون کانٹون سے جستجو کے

سرسبز نہال آرزو ہو
قربان چمن کی آبرو ہو

ہنگام مفارقت گذر جاے
دامن گل مدعا سے بہر جاے

ہو بر مین مرے وہ ماہ لالا
منہہ غیر کا شکل شب ہو کالا

ہون بادۂ وصل سے مین سرشار
پیتے رہین خون دل سب اغیار

ہو پیش نظر وہ یار ہر دم
ہو بزم عیش حلقۂ غم

ہو میرے بغل کی تجہہ سے تزئین
آمین آمین ثم آمین

تمت

عشق نامہ پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای نسیم ریاض حسن مراد — رونق باغ آرزو بنیاد
ای گل بوستان ظلم بہار — جلوہ آرای گلشن دل زار
غیرت افزای رنگ بوی چمن — آفت جان آبروی چمن
رہے سرسبز باغ حسن ترا — تا نمود بہار صبح و مسا
پس ارمان وصل واضح ہو — حال آشفتہ یہہ مرا تجھکو
جب سے تجھ سے جدا ہوا ہون مین — آفتون مین پہنسا ہوا ہون مین
خلش خار غم سے ای گل تر — تنگ ہے جان زار آہون سے
دیکھہ نرگس کیطرح حیران ہے — شکل سنبل نظر پریشان ہے
سینہ گل کہا کے لالہ زار ہوا — ایک گلزار پر بہار ہوا

بگڑا ہی یہہ غیرت گلشن / خوب ہوا تیرے غم کا حسن
غم سے مرجھا چکا ہی غنچۂ دل / نہوی کچہہ شگفتگی حاصل
گلبدن تیری دہن مین خوار ہوئین / مثل شبنم کے زار زار ہوئین
تری دمبازیون سے آخر کار / دم خفا ہو گیا بت طرار
منہہ عزیزون نے مجہہ سے موڑا ہے / ساتہہ ہمراہیون نے چھوڑا ہے
کنج تنہائی ہے تراغم ہے / سینہ کوبی ہی اور ماتم ہے
آپ اپنے مین رو رہا ہوئین / منہہ کو آنسو سے دہو رہا ہوئین
یہہ کنارا کرو کہ مرتا ہون / آشنائی ہے جہ مین ڈوبا ہون
ہای الفت سے یہہ ہوا حاصل / کرا ایسکے ہتا مبتلا قابل
چشم تر خشک لب ہی آہ سرد / دل پراگندہ دم خفا منہہ زرد
غم کی شدت سے نیند اوچٹی ہے / بیقراری مین رات کٹتی ہے
خواب شب کو خیال رہتا ہے / دن کو بیتاب حال رہتا ہے
جان بیکل جو بیطرح سے ہوی / مین نے سوچا کہ بیکلی ہے بری
کسی صورت سے اسکو بہلاؤن / اب ہرا باغ کوی دکھلاؤن
بندہ گئی سیر بوستان کی ہوا / ہوا گلگشت باغ کا سودا

عزم مین نے کیا سوی گلزار — ای گل تر چلا سوی گلزار
جاتے ہی بس خدا نظر آیا — طرفہ تر ماجرا نظر آیا
خاک باد صبا اوڑاتی ہے — خار بلبل گلون سے کہاتی ہے
دیکھتے ہی یہہ اور گھبرایا — گل و غنچہ سے دل تنگ آیا
سامنا گو کہ اس بلا سے تہا — کام لیکن بس اس دعا سے تہا
گلشن حسن مین ہو تیرے بہار — تا قیامت نہو خزان کو بار
کہا مین گل خار تیرے گالون سے — رشک سنبل کو آئے بالون سے
چشم نرگس ہوا کہہ پر قربان — ناک پر ہو نثار چمپے کی جان
کان کاتے یہہ کان پہولون کے — رشک غنچہ ہون پیارے لب تیرے
اور ہی کچھ کچون کا جوبن ہو — ترا ہر غنچہ رشک گلشن ہو
شاخ گل کی لچک گل رعنا — ہو کمر پر ہزار جان سے فدا
یاسمن نزار دل سے ای گلرو — ہو فدای صباحت زانو
ساق سیمین ہو غیرت شبو — چلے گلزار پر ترا جادو
یہہ گلزار نے ہنسا کیا — داغ پر داغ ایک اور دیا
آفتین مول لیکے گہر آیا — رو کے اپنے نصیب پر آیا

عله صاحبزادہ حضور مصنف ۱۲

چمن حسن مین صبای وصل / پھر چلے کب تلک یہ موسم فصل
غنچۂ لطف پھر شگفتہ ہو / دُرِ سفتہ دوبارہ سفتہ ہو
جب سے آغوش مین نہین ہی تو / چین دل کو نہین کسی پہلو

راقم شوق وصل ای گل تر
بلبل زار پرتو مضطر

مثنوی نامۂ پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راحت دل سرور جان من / دافع سوز غم نہان من
دلبر و دلربا و یار من / وجہ تسکین بیقرار من
پُر ز خالی کو جبتلک ہو قیام / شاد خالی ہو جسکو یاد مدام
حق سلامت رکھے تجھے دایم / عشق تجھ سے رہے مجھے دایم
بس اظہار اشتیاق وصال / آشکارا ہو میرا خفیہ حال
سوز پنہان غم جلاتا ہے / شمع صورت مجھے گلاتا ہے

جلکے عاشق کہین نہو ٹہنڈا ۔ نہین غفلت کی جای ہے پروا

مجہے ہردم وظیفہ اُف اُف ہے ۔ زندگانی یہ میری بس تُف ہے

شمع وکب تلک ستائیگا ۔ مجہے جل جل کے یون جلائیگا

وجہ آزردگی ہے کون خطا ۔ ہای مجہپر عتاب کیون بیجا

خیر تقدیر کا لکہا ہے یہی ۔ ترے حق مین مگر دعا ہے یہی

جب تلک چرخ کو قیام رہے ۔ تری ذات وصفت مدام رہے

توسلامت ہو تیرا ظلم آباد ۔ تجہسے ہوتے رہین ستم ایجاد

تا ابد تو ہو زینت گردون ۔ ہو ہوؤن کو معاف بار اخون

ایکہون کی یہہ واردات سنو ۔ سنو کچہہ درد دل کی بات سنو

شہانشہ غمکا ہوا جو جہ ملال ۔ ہوا چرانیونکا جوش کمال

ہوگئی دل کو میرے اور ہی دُہن ۔ کہا بی اختیار گانا سُن

دل کا کہنا پسند حال آیا ۔ مین نے بس مطربون کو بلوایا

ساز وسامان جب درست ہوا ۔ اس غزل کو شروع انہون نے کیا

غزل

تجہسے آزردگی جناب یہہ کیون ۔ بیخطا بیگنہ عتاب یہہ کیون

ترا عاشق ہے زیر بار محن
فلک حسن انقلاب یہہ کیون

صبر کر صبر ای دل ناداں
ہای کمبخت اضطراب یہہ کیون

گر تقاضای فصل شیب نہین
شیخ پہر نفرت شراب یہہ کیون

سوز فرقت سے جل گیا پرتو
ظلم ای رشک آفتاب یہہ کیون

آہ ہر شعر پر تہی واہ کی جا
ہوا بیت الحزن دہن میرا

اس ہوا سے زیادہ بہڑکی آگ
ہای دیپک ہوا یہہ ظالم راگ

کام غم نے خلش کو فرمایا
راگ کمبخت دل خراش ہوا

جب کسیکو کسی کے ساتہہ ہو لاگ
لطف دیتا ہی اوسکو اور ہی راگ

درد پہلے سے چار چند ہوا
دیکہہ یہہ دل کا حال پیش آیا

کی ہی تدبیر دفع سوز و گداز
ہو چکا ہی مزاج اور ناساز

جان من اک نشہ دو شدہ ہیہات
عجب آفت تہی مجہپہ ساری رات

ای مسیحا درین خطا نکیست
درد خود کردہ را علاجے نیست

کسی دشمن کو ہو نہ دوست کا غم
بدبلا ہی فراق کا عالم

مخلص ماضی و عدوی حال
غم بجائے اجل کو استقبال

کثرت غم مضارع دل ہے	یہی دل بیدلی سے حاصل ہے
سوز فرقت مزارع دل ہے	کشت امید سوختہ گل ہے
ترا وصل ہے واصل حسرت	شرم آتی نہیں تجھے ای جان
کب تلک یوں مری خرابی پر	کس کے باندھیگا ای نگار کمر
ہوس سوختہ جگر برلا	پھر تجھے جنگ حسن یار نہ را

راقم امیدوار بوس و کنار

عاشق تفتہ جان پرآزار

طلب نامۂ پرزور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاتم عالم سخا و کرم	رستم رزمگاہ ظلم و ستم
عقل و ہوش و حواس و جان مین	وجہ آرام جاودان من
غیرت آفتاب و رشک قمر	رونق افروز بزم شام و سحر
ہو درخشندہ کوکب اقبال	تا قیام فلک فزون ہو جمال

بس ازبس دید و شوق وصال — صاف لکھتا ہون یار اپنا حال

چین آتا نہین ہی کوئی دم — بیکلی کا کچھہ اور ہے عالم

دل وہ ترکتا ہے جان بیکل ہے — ہجر مین اک بلا ہر اک پل ہے

درد لیتا ہے چٹکیان دل مین — غیر وارد ہے تیری منزل مین

فکر میرا کلیجا کہاتی ہے — موت سینے پہ چڑھ کے آتی ہے

یاد تیری مدام رہتی ہے — اک خلش صبح و شام رہتی ہے

دل ہمیشہ اوداس رہتا ہے — غم تنہائی پاس رہتا ہے

تپ فرقت سے پہنکتا ہی جگر — اک نگاہ کرم مرے دلبر

سرد مہری سے تیری گرم ہی دل — کار آتش ہوا سے ہی حاصل

اشکباری ہی بیقراری ہے — زندگی مبتلا کو بھاری ہے

روتے روتے ہوی ہین آنکہین سفید — جلوہ دکہلا چکی ہے حسرت دید

جان جاتی ہی جان جاتی ہے — تری دوری گلا دباتی ہے

نہین غمخوار و ہمنفس کوئی — نہین ہوتا ہی دادرس کوئی

مفت مرتا ہون جان کہوتا ہون — رات دن بیکسی پہ روتا ہون

ترے عاشق کے منہ کا رنگ ہی خواب — جان بیداریون سے ہی بیتاب

صبر کافور ہے شکیب ہوا / ضبط عنقا ہوا ستم آرا

آپ اپنے سے بیخبر ہوں میں / محو دیدار اسقدر ہوں میں

کوئی ہمراز و چارہ گر نہ رہا / دل تنگ اے شوخ بیجگر نہ رہا

کس سے بہلے مزاج فرقت میں / پھنس گیا ہوں بڑی مصیبت میں

خنجر ظلم حلق کاٹیگا / خون مجھ بیگنہ کا چاٹیگا

تیری گردن پہ یہ رہیگا بوجھ / کسی صورت سے کر تو ہلکا بوجھ

اے بت بیوفا خدا کے لئے / رحم کچھ جان مبتلا کے لئے

مہربان ہو کے مجھپر اے مہ رو / ستم ایجاد کیوں ہوا ہے تو

پھر ہے مشتاق وصل اے ظالم / غرق گرداب بحر شور غم

نہ کنارا کر آشنائی غضب / جلد دکھلاوے ساحل مطلب

جان جاتی ہے جان فزائی کر / دل ہے بے راہ رہنمائی کر

لطف سے تیرے زیست دور نہیں / دل کے جان پانے میں قصور نہیں

چشمۂ فیض میں ہے آبحیات / مردہ ہوتا ہے کامیاب حیات

اب تحمل کی مجھ میں تاب نہیں / چین دن کو تو شب کو خواب نہیں

کون ہمراز ہے کہ راز کہوں / ہے مناسب یہی کہ بس چپ ہوں

راز الفت کہین یہ فاش نہو
کوی آگاہ بد معاش نہو

تجہہ کسی سے مین کہہ نہین سکتا
اور نہ کہکر بہی رہ نہین سکتا

ضبط کرنا خراب ہوتا ہے
جان و دل پر عذاب ہوتا ہے

اس سبب سے سنا دیا تجہکو
حال اپنا جتا دیا تجہکو

وجہ آزردگی نہو ای حور
مری جرات ہے یکقلم معذور

تری بیدردیان ہین باعث درد
ستم ایجاد یون ہین اک ہی تو فرد

مجہہ پہ ہی جو بلا بلا سے ہے
لیکن ای بت دعا خدا سے ہے

غیرت مہر و مہ ہو صبح و مسا
حسن خوب و جمال خوب ترا

جب تلک ای جان سینہ پیدا ہو
چشم بد دور حسن دونا ہو

خوب صورت ہی خوب سیرت ہے
مجہے اک تو ہزار نعمت ہے

مین نہ چاہون بہلا تجہے کیونکر
کون خوبون مین ہے ترا ہمسر

جان کا رہ ہے اب حسینون سے
چشم پوشی ہی مہ جبینون سے

مری آنکہون مین جلوہ گر ہی تو
حسن آئینہ نظر ہے تو

جس طرف دیکہتا ہون ای مہ رو
نظر آتا ہے صاف تو ہی تو

جلد آ جلد آ نکر تاخیر
لا نہ آفت نہ جان پر تاخیر

ای ستمگار دم بہ بسمل کر ہے | دم نہ دینا کہ دم لبون پر ہے

راقم حرف مدعا پرتو
بیگنہ مورد جفا پرتو

معذرت نامۂ پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرے مہروش مہ اجلال — شہ شاہدان دام اقبال
مرے مہربان و انیس و رفیق — مرے غمگسار و جلیس و شفیق
پس شوق دیدار و ارمان وصل — گلہ ہائے بیداد ایام فصل
تمنای عاشق یہی ہے یہی — عنایت مین تیری نہو کچھ کمی
ذرا مبتلا پر کرم کر کرم — خدا تجھ پہ ہو مہربان ای صنم
زیادہ ہوا انداز حسن و جمال — ترا لطف ہو مونس خستہ حال
نہ تجھ سے پھرون مین تو کس سے پھرون — کہان تجھ سا معشوق پیدا کرون
سراپا مین تیرے سراپا ہے حسن — عجب طرح کا تو نے پایا ہے حسن

ای جذب دل تری قوت سمجھے
ذریعہ ہوتا جو عشق مجازی
حقیقی کی پہر کیون حقیقت سمجھے

ترا سر ہے سرمایۂ آرزو — وہان اوسکی دوری ہے مشتاق کو

سنانی ہی سر چڑھ کے آئی بت بیپہ بانگ — ہے سینۂ عشق کی رہ مین اللہ مانگ

جبین تیری لوح مقدر ہے صاف — سر مو نہین اسمین کچہہ اختلاف

ہر اک چین مین اوسکی سیہ تحریر ہے — کہ یہہ مطلب خطّ تقدیر ہے

ہی وہ مطلع حسن تیری بہوین — کہ بندش مین وابستہ شاعر رہین

فقرہ ہین صف لشکر مہر و قہر — نگہ مین بہم لذت قند و زہر

ہی کیفیت چشم مخمور اور — سلامت رہے ان پیالونکا دور

ادا سے جو گردش کرے مردمک — رہے چرخ مین انقلاب فلک

اگر دیکہین آئینہ رو بینی کو — کرین ترک حیرت سے خود بینی کو

صفائی مین سیمین ہین تیرے کان — سراسر ہین الماس خوبی کے کان

نثار بنا گوش شام و سحر — فلک پر دل و جان شمس و قمر

مہ و مہر کا گالون مین طور ہو — انہین کا قیامت تلک دور ہو

یہہ زیبا ہی خط کے ترشان مین — کہ تفسیر ہے خط ریحان مین

ستارے سا روشن ہے ہر ایک خال — ہی نور خدا داد تیرا جمال

پریشان ہے گالون پہ زلف دوتا — کہ ایجان پریون پہ سایا ہوا

ہے چوٹی سے ناگن یہ کوڑون کی مار | ہے پیٹھہ اور کولے کا اس سے سنگار

بہت سوچ ہے مجھکو طبع رسا | تفکر نے دم بند میرا کیا

دہن کی ثنا مین جو منہہ کھولنا | تو کیا بات تشبیہ مین بولنا

خموشی و گویائی مین جنگ ہے | سخنداں کا یان قافیہ تنگ ہے

مگر غور سے اتنا کھلتا ہے یار | ہے گنجینۂ قدرت کردگار

لب بستہ ہے غنچۂ آرزو | ہے بند اسمین امید کی رنگ و بو

سخن ہین ترے نطق سے آبدار | ہر اک فقرہ بے عیب موتی کا ہار

چمک دانت کی اخترون مین نہین | ترے جوڑ کا دلبرون مین نہین

زبان کی صفت مین زبان لال ہے | یہہ مضمون وہ جسمین بیان لال ہے

ہے چاہ ذقن چشمۂ آفتاب | عجب طرح کی اسمین ہے آب و تاب

گلے سے حسینونکا ہے یہہ گلا | گلا گھونٹتا ہے ہمارا سدا

خوش الحان جو سنتے ہین میٹھی صدا | پٹکتے ہین حسرت سے سر کو سدا

ہین شانو نپہ حد سے سیانون کے ہوش | کہ عاشق کو کرتے ہین خانہ بدوش

ترے ساعدون مین یہہ کچھہ نور ہے | خجل جس سے بس شعلۂ طور ہے

نہین انکی مدحت یہہ حد سے زیاد | کہ ہین ہاتھہ شاخ نہال مراد

کلائی کے قبضے مین ہر کل ہی یار
کئے اسنے لاکھون کے دل بیقرار

وہ پہنچا کہ بس جسپہ دست مراد
نہ پہنچا پہنچے کی دید کے داد

ترا پنجہ وہ ہے کہ پنجہ کرے
بدل جائے گر پنجۂ مہر سے

کفدست مین نقش تزویر ہے
موثر یہہ تعویذ تسخیر ہے

خط دست مین تیرے مضمون ہی یہہ
گرفتاری دل کا افسون ہی یہہ

تری انگلیون کی کرن مبتلا
مہ نو ترے ناخنون پر فدا

صفا عیب سے اسقدر سینہ ہے
کہ ہمشکل آئینہ بے کینہ ہے

کچون مین ہی کچھ فرحت زندگی
کہ ہین غنچۂ لذت زندگی

شکم صاف ہی رشک نور سحر
صباحت یہہ دیتی ہے مجھکو خبر

کمر مین یہہ دو بھید ہین یکقلم
گمان وجود و یقین عدم

گرہ ناف کی عقدۂ راز ہے
کوئی اس مین صانع کا انداز ہے

اور آگے کوئی نقطۂ فیض ہے
کہ اس دفتر حسن پر بیض ہے

وہ زانو کہ دو بالش نور ہین
پٹکتا ہون نہین سر کہ وہ دور ہین

ضیا ریز ساقین تری دلفریب
ہین شمع شب تار تیرہ نصیب

ترے پاؤن وہ پاؤن ہین خوش قدم
کہ آتے ہین عاشق کے ہاتھ کم

۳۸۳

سراپا چمکتے ہین انگشت پا
ہے الماس بے جرم برشت پا

کف پا و نقش کف پا کا نور
زمین پر کرے مہر و مہ کا ظہور

مین دو دن تیری قامت کو کس سے مثال
کہ ہے جلوۂ قدرت ذو الجلال

قیامت نہ محشر نہ فتنہ ہے یہ
نہ سرو چمن اور نہ طوبیٰ ہے یہ

چمک کر دکہاتا ہے اسکا ظہور
ڈہلا ہے یہ بے عیب سانچے مین نور

فلک کا چلن ہے مگر تیری چال
دل دوست دشمن ہوے پایمال

اداؤن مین تیری عجب ناز ہے
کرشمون مین غمزون مین انداز ہے

تبسم کی تیرے ہوا گر چلے
ہر اک غنچۂ دل کرے قہقہے

ہنسی ہے تری چارۂ پیچ و تاب
غضب ہے ترا قہر خانہ خراب

ترے حسن کا فیض ہے تازہ تر
پسینے کے قطرے ہین رشک گہر

ملاحت صباحت لطافت مین یار
کہ شوخی شرارت نزاکت مین یار

کوئی جوڑ تیرا نہین شہر مین
کہان شہر بلکہ نہین دہر مین

حکیمون کو تیرا حسد ہے ضرور
ہین تجہین یہ کچہ ہوش عقل و شعور

پلک ہنہ پہ ہے پتلیون کے نقاب
تری شرم سے سرنگین ہے حجاب

سلیقہ نہایت ہر اک کام کا
ہے آغاز ممنون انجام کا

ہر اک علم میں اور ہنر میں کمال — بیان و معانی میں نازک خیال
نہیں ہے سوالوں کے قاصر جواب — طبیعت ہے تیری یہہ حاضر جواب
نہ سقا کیون ہے کی باتین ہیں یاد — بہت دلربائی کی گہاتین ہیں یاد
ہے تو صاحب لطف و مہر و کرم — خلیق و سخی اور عالی ہمم
مروت میں بیمثل اور بیمثال — بہت خوش مزاج اور بہت خوشخصال
جوان طرحدار بانکا حسین — پری پیکر اور مہروش مہ جبین
لئیق و فہیم و نجیب و شریف — خوش آئین مہذب غنی اور ظریف
سلیم اور طرار منصف مزاج — بہت دوربینی سے واقف مزاج
وفادار و بیباک و مغرور ہے — تو خوش سیرتوں سے معمور ہے
کسیکو تو پروا جو کرتا نہین — بہت شاد ہون اس سے ای مہ جبین
مری طرح پہنچے کہان کوئی اور — مجہے مطمئن کر چکا ہے یہہ طور
مزا ہے تری سادگی میں عجب — بناوٹ میں یہہ لطف ملتا ہے کب
جو اسیر ہو آرائشون کا خیال — ہر اک خوبرو بے جہہری ہو جلال
مری خوش نصیبی ملا تجہہ سا یار — نہو کیون یہہ پہر باعث افتخار
یہہ دعوا مرا سچ ہے جہوٹا نہین — تصور خوشامد کا زیبا نہین

مگر یاد رکھنا مرے دلنشین
تجھی سے فقط فخر مجھکو نہین

تجھے فخر مجھ سے تو تجھ سے مجھے
سلامت رکھے حق تجھے اور مجھے

حسینون مین یکتا تو لاریب ہے
مگر ایک اس حسن مین عیب ہے

جو غصہ مین پھر تو نہ آئے کہون
نہین تو مناسب یہی چپ رہون

کہ غصہ سے تیرے ہی وحشت بڑی
ہی آزردگی تیری آفت بڑی

بھروسا مگر ہی کہ ہو ذیشعور
کروگے ذرا غور اسمین ضرور

برائی سے آگہ جو ہو جاؤگے
یقین ہے کہ پھر اس سے باز آؤگے

بتاتا ہون نہین عیب جرات معاف
نہین اس مین ای مہر پیکر خلاف

یہہ غصہ نہین جرم ہے ٹالئے
برا داغ ہے اسکو دہو ڈالئے

خدا کا کرم دیکھ ای بت ذرا
کہ دن بھر مین ہوتی ہین لاکھون خطا

مگر عذر خواہی نہین ہوتی رد
نہین بخشدینے مین کچھ اوسکو کد

جو ہو مجرم عفو خطا مین ذرا
تو دیگا خدا اسکا ثمرہ بھلا

فراموش ہے یاد مطلق نہین
ہی ارشاد قرآن مین والکاظمین

کسی نے سکھایا ہی تجھکو یقین
نہین بے سبب مجھپہ غصہ نہین

ہی آپس مین بس کہنے سننے سے رنج
نہ دے کان ای شوخ انصاف سنج

نہو آشنا بحر غفلت مین غرق
زرا کچہہ تو کر دوست دشمن مین فرق

اگرچہ ہی منہہ دوست دشمن کا ایک
یہ دراصل بد بد ہے اور نیک نیک

غضب مین ترے جب سے ہون ای حسین
غم و زحمت و درد ہین دلنشین

پس وصل فرقت جو ہوتی ہے یار
قیامت کا عاشق پہ ہوتا ہے بار

ہوا ہے خور و خواب اور ہوش و گوش
پریدہ ہی رنگ رخ و عقل و ہوش

طپش ہے انیس دل بیقرار
خلش ہے رفیق جگر ای نگار

مصیبت ہی غمخوار جان حزین
الم مونس دیدہ درد بین

طبیعت نہین ہے کسی کام پر
تصور ہے اک تیرا آٹھون پہر

جدائی مین تیری مرے گلعذار
ہزارون بلائین ہین اک جان زار

نہین کوی ہمراز کس سے کہون
کہانتک مین آپ اپنے مین چپ رہون

رکاوٹ کا کچہہ اور ساماں ہے
کہ اس ضبط مین صدمۂ جان ہے

بہرا ہے جو کچہہ شیشۂ دل مین غم
اوسے اس ذریعہ سے کرتا ہون کم

دل زار سے سنتا کہتا ہون مین
اسی کہنے سننے مین رہتا ہون مین

ہون تنہائی مین ایک مین ہے جلیس
یہی ہی شفیق و رفیق و انیس

کرون کون تدبیر دفع تعب
مری عقل کرتی نہین کام اب

پریشان زلفوں کے مانند ہوں
بلاؤں کے پیچوں میں پابند ہوں

مجھے کب تلک یوں کریگا خراب
کہاں تک مریجان قہر و عتاب

سنا ہی کہ ہوتا ہی غصہ حرام
نہ کہنا مرے مہربان اس سے کام

اگر بوسہ لیکر گنہگار ہوں
تو پیاری سزا کا سزاوار ہوں

تجھے سوچنا گر سزا کا ہے بار
سزا ابھی میں ہی بتاتا ہوں یار

مزا داغ کا میرے لب کو چکھا
اگر اس خطا کو یہہ کم ہے سزا

پیے آب خنجر لب بوسہ گیر
کہ بیحد ہیں گستاخ و شوخ و شریر

نہیں تجھکو منظور گر یہہ سزا
کوئی اور تعزیر تو ہی بتا

نہیں مجھکو انصاف میں کچھہ کلام
جو لینا ہو اسکا تو لے انتقام

اگر ہاتھہ سینے کے محرم ہوے
تو کچھہ اور نیت سے ہمدم ہوے

یہہ جراءت سزاوار تعزیر ہے
نہایت ہی فاحش یہہ تقصیر ہے

جو یہہ بیچ بھینچے ہیں سینے ملک
رہیں دور بھینچوں سے جینے تلک

سزا اس نہیں یہہ جو ای بیجگر
جلا کر اسے دل کو ٹھنڈا تو کر

وگرنہ ترے جیسیں ظالم جو آئے
وہ تعزیر تیرا گنہگار پائے

ہوا نقطہ گر مردم چشم صاد
اگر دیکھنے کو ہے جراءت زیاد

تو بیس آسیان ستم مین مجھے — مرا ماجرا رشک گندم رہے
مجھے اوٹ لٹکا سے چاہ مین — نہین مطلق انکار اس راہ مین
تشفی اگر اس سزا سے نہین — قضا دور تیری ادا سے نہین
مگر ای پریرو نہونا خفا — غضب غصہ تیرا سے دیو بلا
یہہ سنکر بگڑنا ستم ہی ستم — ہون امیدوار نگاہ کرم
ہراک حال مین ہی رعایت تری — کہ نازک بہت ہی طبیعت تری
مجھے جبر کرنا گوارا نہین — کہ اس بار کا تجھکو یارا نہین
لکھا منتون سے تمام اپنا حال — سنایا جدائی کا مین نے ملال
خدارا ذرا مہربانی کرو — نہ مفت ہوتا ہون پیارے سنو
وہان چین مین اپنے تم شاد کام — یہان بیقراری ہے مجھے صبح و شام
ہراک پل ہے فرقت مین گویا برس — بلا تیری بے اعتنائی سے بس
مناسب نہین یون ستانا مجھے — مزا وصل کا پھر چکھانا مجھے
طبیعت کا ممکن نہین تھامنا — کہ بیطرح سے اسکو چسکا پڑا
ہوا ہای از خویش رفتہ مزاج — نہین ہی کوئی اس مرض کا علاج
بناوٹ نہین اسمین ہرگز نہین — یہہ جھوٹا تصور نہ آئے کہین

اگر تجھکو بدنامی کا ہے خیال
تو صد شکر کچھہ ہم نہین بدخصال

روابط تو در پردہ رکھہ ای نگار
اسی مین ہے بس نیک انجام کار

سلامت روی ہی یہہ ای خوشخرام
رہینگے ہم بے ملامت مدام

بڑہی اور میرے منانے سے شان
یہہ انصاف کی جای ہے جان جان

نہایت تو سفاک و ذیہوش ہے
کنارہ کش دام آغوش ہے

ہوا ہرج اس دام سے کچھہ مگر
نہ گھبرا کہ اس سے نہین کچھہ ضرر

یہی مشکل آسان ہو جائیگی
جو عادت مریجان ہو جائیگی

نہین عاشقی مین حکومت بجا
ولیکن ہے مجبوریون مین روا

طبیعت کی تیری رعایت تو ہے
مگر جان پر میری آفت تو ہے

رعایات سے درگذرتا ہے وہ
جو مرتا ہے کیا کیا نہ کرتا ہے وہ

ہین معذور میری یہہ بیباکیان
غضب ہین غضب تیری سفاکیان

عنایت عنایت عنایت ذرا
نہین تو نہایت تو پچھتائیگا

اگر زندگی میری باقی رہے
کسیطرح قابو مین لاؤن تجھے

نہ چھوڑونگا زنہار پیچھا ترا
اگر تو پری ہے مین سایا ترا

شیاطین دعاؤن سے ہوتے ہین رد
مگر بد بلا ہے یہہ انسان کی کد

نہیں تو خدا ہے صنم والسلام	اگر خیر چاہو تو ہو جاؤ رام

اسیر بلا راقم مدعا
ترا مبتلا پرتو باوفا

تمت

طلسم پرتو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا پردہ

شمس شاہزادہ اسد آباد کا کوٹھے پر چاندنی میں آرام پانا دو بہنو پریونکا
اوڑا لیجا کر سنبلہ پور کی قمر شاہزادی سے ملانا

زبانی ثریا پری کی

اسد آباد کا شاہزادہ ہی یہ جان گئی	دیکھو دیکھو تو ہمیں شمس کو قربان گئی
شہر یہ برج اسد کا ہی میں پہچان گئی	اسکے رخسار سے خود مہر بھی شرماتا ہے

زبانی نسرین پری کی

آؤ اس شمس کی نزدیک تو چلکر دیکھین	لطف نظارہ ہو حاصل جو سنبھلکر دیکھین
دوسرا کون ہی یہان اور حیا کس سے کرین	چاندنی رات ہی پردے سے نکلکر دیکھین

زبانی شعری پری کی

شب مہتاب مین اس کا چہرا دیکھو	دیکھو دیکھو کہ یہہ کیا کہتی ہی شعری دیکھو
قدرت خالق بیچون مین ہین کیسے مخلوق	خاک کونین ہی پری زاد ہین کیا کیا دیکھو

زبانی سہاپری کی

زیب خورشید تو آغوش قمر کا ہی یہی	سنبلہ پور کی شہزادی کا جوڑا ہی یہی
لیچلین شمس کو اور اوس سے ملا کر دیکھین	کھیل کا کھیل تماشے کا تماشا ہی یہی

دوسرا پردہ

چارون پریونکا شمس شہزادے کو معہ پلنگ سنبلہ پور کو اوڑا لیجانا اور قمر شہزادی کے خوابگاہ پر پہنچکر دونون کو جگانا

شمس شہزادے کا جاگے کو اجنبی دیکھکر گھبرانا اور یہہ اشعار پڑھنا

یا الٰہی یہہ کسکا کوٹھا ہے	مین کہان اور یہہ ماجرا کیا ہے
عالم خواب ہے کہ بیداری	کسکا گھر ہی یہہ شہر کسکا ہے
آگیا ہائی مین یہان کیونکر	نہین معلوم کون لایا ہے

کس مصیبت مین میرجان ہے پھنسی
بس مین عیزرون کے عجیب نقشا ہے

زبانی قمر شہزادی کی

کون تو کسلئے آیا ہی حقیقت کیا ہے
یہہ ہی معلوم نہین مجھکو کہ گھر کسکا ہے

دو پہر رات کو چورون کی طرح ایک بیک
گھس پڑا غیر کے گھر واہ جگر کیا ہے

ارے ہے کوئی یہان آکے اسے دیکھہ تو لے
جن ہے یا کوئی بشر ہے کہ کوئی سایا ہے

بوٹیان مین تیری تر چیلون کو اڑا دونگی ابہی
دہیٹ تجہ سا تو زمانہ مین نہین پیدا ہے

تیری آنکہون کو مین تلودن سے ملونگی اپنے
تو نے بے پردہ مجھے ہای غضب دیکہا ہے

بیان شمس شہزادے کا

شیر ہون ہے اسدآباد نیستان میرا
یعنے شہزادہ ہون مین باپ ہے سلطان میرا

مین تو کیا میری بلا بہی نہین آتی اس جا
خود ہون حیران کہ آنا ہوا کیون یان میرا

کیا کہون خواب ہے یا عالم بیداری ہے
غیر ہے حال اسی فکر مین جانان میرا

کون تو نام ترا کیا یہہ محل کسکا ہے
جان گھبراتی ہے اور دل ہے پریشان میرا

بیان قمر شہزادی کا

شیر جنگل مین رہے شہر مین کیا کام ترا
صبح ہوتی ہی نظر آئیگا انجام ترا

سنبلہ پور ہے یہہ اسکی مین شہزادی ہون
ہے قمر نام مرا شمس ہے گر نام ترا

ق

روز سورج یہہ سناتا ہی مقابل ہوکر
چرخ چارم بہی اونچا ہی بہت بام ترا

سیکڑون مجہہ سے ہین خورشید یہان ذرّے
عالم افروز ہی جلوہ سحر و شام ترا

بیان شمس شاہزادے کا

گو ہون سلطان زمانہ پہ گدا ہون تیرا
آج سے بندہ بیدام بنا ہون تیرا

بدنش خنجر ابرو کا ترے گہایل ہون
بسمل کشتہ شمشیر ادا ہون تیرا

آ نہیون عیش مین رکہتا ہون ترے پاونپہ سر
ای پری چہرہ مین دیوانہ ہوا ہون سیترا

تیری اس چاند سی صورت کے فدا رشک قمر
گرچہ ہون شمس پہ خاک کف پا ہون تیرا

یہہ کہکر پاونپہ سر رکہدیا

بیان قمر شہزادی کا

ہای قسمت نے برے پیچ مین ڈالا ہی مجہے
چل نکل دور ہو کیون آج ستاتا ہی مجہے

سر کو کیون پاونپہ رکہتا ہی ارے نامحرم
ہٹ ذرا دور کہ اس شوخی پہ غصا ہی مجہے

دیکہہ لینا ابہی کہو لتی ہون تیری مشکین
ارے ہی کوی کہ یہہ ہاتہہ لگاتا ہی مجہے

بیحیا شوخ دغاباز ہے بازاری ہے
اسد آباد کا شہزادہ بتاتا ہی مجہے

پریونکا کچہہ شر بکر ہوشکنا اور دونون بدستور سوجانا پریونکا شمس شہزادے کے پلنگ کو اسد آباد پہنچانا

تیسرا پردہ

شمس شہزادے کا خواب سے ہشیار ہوکر ادہر ادہر دیکھکر گہبرانا اور رات کی سرگذشت کے خیال میں یہہ اشعار زبان پر لانا

حال کسکو شب فرقت کا سناؤں ہی ہی — چاند کو پہر کہاں ڈہونڈکے لاؤں ہی ہی

عالم خواب تہا کل رات کو بیداری تہی — سرگذشت غم دل کسکو سناؤں ہی ہی

حال سنبل کیطرح سخت پریشان ہی مرا — سنبلہ پور کو کسطرح سے جاؤں ہی ہی

سحر تہا ہای غضب کوئی افسون کہ طلسم — یا کون تہا زیب بغل کیا میں بتاؤں ہی ہی

غزل زبانی شمس شہزادے کی

اجاے اگر آج گل اندام ہمارا — ہو غیرت گلزار ارم بام ہمارا

کیا کہئے کہ کیا ہجر میں ہی کام ہمارا — زحمت سے مبدل ہوا آرام ہمارا

گر غم نرہا پاس تو حسرت ہی رہی پاس — تنہا نرہا یہہ دل ناکام ہمارا

دن رات بہری رہتی ہے آنکہوں میں اشک — ساقی کبہی خالی نرہا جام ہمارا

میں اسکو پکارا تو وہ جہنجہلاکے یہہ بولا — لینا نہیں اچہا کوئی ہاں نام ہمارا

رہتی ہے جو یوں حسرت دیدار ستمگر — جی لیگی مگر یہہ ہوس خام ہمارا

ہر روز نیا شکوہ بیداد ہی یہہ لو — دُنیا ہای غضب کیا دل ناکام ہمارا

غزل دوسری زبانی شمس نہاد کی

جان بہم عاشق کی ہے روز بہاری اندنون
اونکا ہر موی فرہ ہی اک کٹاری اندنون

لگ گئی ہے دلمین پہر کی کٹاری اندنون
اشک کے بدلی ہی خون آنکھون سے جاری اندنون

کیون نہ بڑہ جائیگی اپنی بیقراری اندنون
ہی غضب صورت تمہاری پیاری پیاری اندنون

ہجر مین ہے اک گل عشق کی خواری اندنون
خون رولاتی ہی مجھے بادبہاری اندنون

یاد آتی ہی وہ صورت پیاری پیاری اندنون
خود فراموش کرتی ہی دوری تمہاری اندنون

خون روتا ہی مرا ہر زخم کاری اندنون
تیغ ابرو کا ہی اوسکی فیض جاری اندنون

باغمین ہے یاری شور عنادل بانگ صور
فتنۂ محشر ہوی فصل بہاری اندنون

انتظار جان جان ہی نزع سے کچھ کم نہین
دم شماری ہوگئی اختر شماری اندنون

بیکلی سے تنگ آیا ہون دل بیتاب کی
دمبدم بڑہتی ہی میری بیقراری اندنون

پاؤن اب حد سے بڑہاتا ہی جنون چشم یار
چاہیے گردن کو میری طوق بھاری اندنون

دیدہ بازی سے کئے گہاین ہزار و یار نے
ہو گئی بیکار بوندی کی کٹاری اندنون

تیر مژگان تیغ ابرو سے سراپا زخم ہون
ہر بن مو سے ہی اپنی خون جاری اندنون

سبزہ زارون کے ہو جاتین فرش پای یار
جب نکلتا ہی خرامان وہ سواری اندنون

کیا خیال زلف جانان نے جنونی کر دیا
ہی ہزارون پیچ مین قسمت ہماری اندنون

کیون کمان ہو کر نہ چلاونگا مین گوشہ سے نکا
تیر ابرو کا لگا ہی زخم کاری اندنون

خوابہین بہی دل سے جاتا ہی نہین تیرا خیال
راتدن رہتی ہی مجکو انتظاری اندنون

مجہپر اوسکی زلف کا کیا کیا ستم ہی ناتمامے
ناتوان مین اور یہہ زنجیر بہاری اندنون

دیکہکر صورت کو میری عشق روی یار مین
محو حیرت ہوگئی ہی خلق ساری اندنون

لیچلا قاتل کے کوچین مجہے پرتو یہہ پہر
کہینچکر چہات شوق زخم کاری اندنون

ہولی زبانی شمس شہزادے کی

غم نے ایسا گہلایا
مجہے مور لاغر بنایا

نہ کوئی یہہ احوال میرا
پرتو پیا کو سناتا

گرمی جدائی کی کرتی ہی ٹھنڈا
کس سے بولون کس سے بولون مرا حال ہی یہ

مجہے مور لاغر بنایا

غزل تیسری زبانی شمس شہزادے کی

کہتا ہی دل زار کہ برین تر ہوگا
جاونگا سفر آج مین گہر مین تر ہوگا

حسن لب و دندان صنم پیش نظر ہے
دم بہر ہوس لعل و گہر مین تر ہوگا

گم یار کا کوٹھا تو نہین اوج فلک سے
کیا جاکے وہان برج قمر مین تر ہوگا

ٹیس لوتی کبھی لیتا تو کبھی درد اٹھا	ساتھہ اپنے مجھے بیمار نے سونے ندیا
نیند کی ماں آنکھہ تو نظروں میں سماتی ہی رہی	ایکدم بھی نگہ یار نے سونے ندیا
یاد جو میں اوس گل کو کیا جھنجلا کر اپنا	ہای مجھکو خلش خار نے سونے ندیا
دیکھتا خواب میں اوسکو تو برا کیا ہوتا	مجھے کمبخت دل زار نے سونے ندیا

آنکھہ پھوٹے جو مری آنکھہ لگی ہو پرتو
صبح تک درد دل زار نے سونے ندیا

ٹھمری زبانی قمر شہزادی کی

ہاں ری سکی کیسے گجاروں دن رتیاں	گھڑی پل چین موہے چین نہیں پرت
اپنے پیا کی سنت ہوں میں بتیاں	ہاں ری سکی کیسے گجاروں دن رتیاں
پرتو پیا کو میں کیسے دیکھوں	جیا ترپت ہی ترس رہیں انکھیاں

ہاں ری سکی کیسے گجاروں دن رتیاں

قمر شہزادی کا کہکشان وزیرزادی کے ساتھہ جوگن بنکر پھرتی ہوئی جنگل کو نکلنا

کس روز ہای یہہ ستم آسمان نہیں	بیبھری زمانہ سے کب دل نشان نہیں
مارا ہی شمس نے اسد آباد شہر کے	آرام رات سے مجھے ای کہکشان نہیں

گوہون قمر یہ شمس سے چارہ نہین مجھے
بے روی یار صورت تاب و توان نہین

دل مضطرب ہے جب سے وہ دلبر جدا ہوا
بیکل ہے جان جب سے وہ آرام جان نہین

روشندلون کو پرتو خورشید چاہیے
منظور عاشقان شب ہجر بتان نہین

ہولی زبانی قمر شہزادی کی

داغ کسکو دکہاؤن
کیسے حال دل کا سناؤن

روتی ہون بادل کے مانند شب بہر
دیکہی نہین جب سے دلبر

صورت دکہاؤ پرتو پیارے
ہای ہای ہای ہای نہین دکہہ مین کوی

کیسے حال دل کا سناؤن

غزل زبانی قمر شہزادی کی

وہ بت اگر فغان نکرون مین تو کیا کرون
تنگ آگیا ہون ضبط سے نالہ نکرون تو کیا کرون

دنرات کے عذاب سے چہوٹیگی جان زار
قاتل کا شکریہ تہ خنجر ادا کرون

ملجائیگی نجات غم ہجر یار سے
سر اپنا نذر برّش تیغ جفا کرون

کہو یا گیا ہے کوی بتان مین دل حزین
کعبہ کو جا کے ناصح نادان میں کیا کرون

نبہ وصال یکشب سلامت رکہے مجہے
پرتو شب فراق کے حق مین دعا کرون

شاہ جن کا سایہ کسطرح وارد ہوکر قمر شہزادی کو اوڑا لیجانا
اور کہکشان وزیرزادی بیہوش ملکہ فراق قمر شہزادی مین یہہ غزل گانا

گر خود گلا نہ کاٹ کے مر جاؤن کیا کرون
کب تک فراق خنجر ابرو سہا کرون

اس سال سوی دشت نہ جاؤن تو کیا کرون
طعنے جنون کے جوش کے مین اور سنا کرون

گلگیر رشک سے سر اغیار کٹ نہ جائین
شمع عذار یار یہ گر مین جلا کرون

شیخ اور گبر دو نہ سمجھینگے کیون مجھے
جا جا کے بتکدے مین جو یاد خدا کرون

آتا ہی تیغ ہاتھہ مین قاتل لئے ہوے
بڑھکر وہان زخم سے کچھہ التجا کرون

بیزار ہو نہین ہجر بتان مین جو زیست سے
پروردگار سب تجھے زد شن ہی کیا کرون

اس مین بڑا مزہ ہی امید وفا مجھے
ظالم کے دل مین یہہ ہی کہ پھر کچھہ جفا کرون

حاصل ہوا نہ وصل خوشامد سے یار کا
جیبین ہی اب زبان کو صرف دعا کرون

پرتو ہون ایک شوخ کی قامت کا شیفتہ
زنجیر کی صدا سے قیامت بپا کرون

زبانی کہکشان وزیرزادی کی

ہای ای میرے پروردگار مین نے تیرے دن کا چاند تو نہین دیکھا گہر بار چہو خون
بنگاغے سے دل ٹوٹا جنگل مین کہکشان لٹ گئی مصیبت کی ماری قمر شہزادی سے چہٹ گئی

غزل زبانی کہکشان وزیرزادی کی

صورت کبھو دکھلاتے او ماہ تمہاری
آنکھوں کی قسم دیکھتے ہیں راہ تمہاری

دیکھا نہ سنا ایسا کسی شوخ کو ہمنے
کیا بات ہی ای جان جہان واہ تمہاری

ہی بیچ یہہ ورق گل یہ کوئی افعی پیچان
عارض یہ نہین زلف یہہ واللہ تمہاری

گیسو جو بڑھے جاتے ہین بل پڑتا ہے ہمین
کس درجہ ہی نازک کمر ای واہ تمہاری

سرکار محبت سے ملیگا نہین کچھہ اور
یہہ روپ یہ زر داغ ہی تنخواہ تمہاری

ہولی زبانی کہکشان وزیرزادی کی

بیکلی سے نہایت
جدائی ہے تیری قیامت

دیدار مشکل ہے وصل کی کیا بات
یہہ بہی مقدر ہے صحبات

بیہوش ہون ہای روز و دن رات
کوئی بولو کوئی بولو روف بیاسے

جدائی ہے تیری قیامت

اوسی جنگل مین شمس شہزادہ کا پہنچنا اور آبدیدہ ہوکر فراق قمر شہزادی مین یہہ غزل گانا

مجھہ سے پوچھو نہ مقدر کی کہانی لوگو
داغ دل ہی یہہ کسی مہ کی نشانی لوگو

دنیا میںکی خانہ تن کو یہہ مقرر اکدن	ابرو ریزی ہی اشکون کی روانی لوگو
دور آنکھون سے وہی خواب مین نزدیک ہوی	ختم اوس شوخ پہ ہی شعبدہ دانی لوگو
سوز فرقت سے نہین دیدہ گریان کو گزند	عین گرمی مین ہے ان چشمون مین پانی لوگو
ترک ربط اس سے جو ممکن ہی نہین تجہکو	رکن عنصر ہی مگر آنکہہ کا پانی لوگو

غم مین اوس غیرت لیلیٰ کے یہان پر تو نے
خاک کیا کیا نہ بیابان کی چہانی لوگو

شمس شاہزادے کا کہکشان وزیر زادی سے سوال

ای پریرو حور جمال تو کس کے فراق مین مبتلا ہی اور اس صحرای لق و دق مین تیرا آنا کیسا ہے کیا کسیکی عاشق زار ہو دیو فراق سے دوچار ہو۔

جواب کہکشان وزیر زادی کا

کیا خوب چلو صاحب اپنا راستہ لو۔ تمہین ہم اپنا حال کیا بتائین۔ خود اجنبی ہو۔ غول بیابان کی شکل سر بصحرا۔ بس بس جاؤ میرا مغز نہ کہاؤ

آکے اس وحشت مین تقدیر مری پہوٹ گئی	سنبلہ بود کی شہزادی سے مین چہوٹ گئی
ہای شمس اسد آباد نے دیوانہ کیا	غیب شہزادی ہوی آس مری ٹوٹ گئی

یہہ سنتے ہی شمس شہزادے کا بی اختیار زبان پر لانا

جہوٹ کر ماہ سے بیچین ہون ناشاد ہوئین | | نا ئی قسمت وہی شمس اسد اباد ہوئین

پہر باہم شمس شہزادے اور کہکشان وزیرزادی کا گلے ملکر رونا اور سہاپری کا اتفاقیہ وہان موجود ہونا

سوال سہاپری کا

مضطر ہے دل ای چشم تر اشک فشان سے | | بتلاؤ کہ تم کون ہو آئے ہو کہان سے

جواب کہکشان وزیرزادی کا

کیا پوچہتے ہو حال ہلا کاہکشان سے | | بیکل ہون فراق مہ خورشید لقا سے
یہ شمس ہے اور شہر ہے انکا اسدآباد | | کہہ سکتے نہین حال دل زار زبان سے
شہزادی کو صہبات شنہ جن نے اوڑایا | | جینے سے جو ہون تنگ تو بیزار ہون جان سے

زبانی سہاپری کی

چلو اٹہو مین پرستان کو لیجاتی ہون | | کہیے کچہ راجہ سے بچہڑے کو ملاتی ہون

سہاپری کا شمس شہزادے اور کہکشان وزیرزادی کو تخت پر بٹہلا کر پرستان کو لیجانا

پردہ پانچوان

اندر شریا پری کی

سبہا مین آج ثریا کی آمد آمد ہے
بہار باغ تمنا کی آمد آمد ہے
قدم قدم پہ عیان کوہ طور کی طلعت
ضیای دیدۂ بینا کی آمد آمد ہے

غزل زبانی ثریا پری کی

رکھن تشبیہ مین دہن تنگ کے برابر ہوتا
آدمی ہونے سے بہتر تہا کہ پتہر ہوتا
زلف ہوتا تو سیہ بختونکا سرور ہوتا
مانگ ہوتا تو مین حسن سر دلبر ہوتا
لعل ہوتا تو شبیہ لب دلبر ہوتا
ہوتا دانتون سے مشابہ جو مین گوہر ہوتا
دل مین ہوتا بت کافر کے تو ستمگر ہوتا
رہتا آنکہون مین نظر بنکے جو لاغر ہوتا
خار ہوتا تو مین پلکون کے برابر ہوتا
پہول ہوتا تو شبیہ رخ دلبر ہوتا
مسی ہوتا تو ترے ہونٹھ کے بوسے لیتا
مہندی ہوتا تو بہار کف انور ہوتا
آسمان ہوتا تو آغوش مین رکہتا اسکو
پاس او س جانکے ہوتا اگر اختر ہوتا
سینکا ہوتا تو کمر ہی سے لگا رہتا مین
ٹیکا ہوتا تو ترے ماتہے کا زیور ہوتا
قمری ہوتا تو مین شمشاد پہ ہوتا قربان
ہوتا بلبل تو گرفتار گل تر ہوتا
ہاتہ سینے کو لگاتا مین جو ہوتا محرم
بوسے لیتا جو نقاب رخ دلبر ہوتا
شانہ ہوتا تو کبہی زلف کو چہوتا دنیا
ہوتا آئینہ تو منظور سکندر ہوتا
چبکی ہوتا تو تری چوٹی کی ہوتا رونق
پہنچی ہوتا تو ترے ہاتہ کا زیور ہوتا

زینت چشم صنم ہوتا جو ہوتا ابرو
حسن رخ ہوتا اگر مین خط اخضر ہوتا

ریزہ ہوتا تو کیدن وہ لگاتا منہ سے
خاک ہوتا تو سر دامن دلبر ہوتا

بالا ہوتا ترے کان مین کچھ کہہ سکتا
گھنگرو ہوتا تو کوئی فتنۂ محشر ہوتا

زلف ہوتا تو مجھے سر پہ چڑھاتا وہ کبھی
خال ہوتا تو پئے رخ انور ہوتا

گورے گالون کی شب دور و زبلا نین لیتا
مین سیہ بخت اگر زلف ستمگر ہوتا

چھیڑتا مجھکو ہر اک زہرہ شمایل ہر دم
تار طنبور ہی اے کاش مین لاغر ہوتا

سرو اک قامت بے سر ہے چمن مین ورنہ
ہوتا معشوق چمن اوسکو اگر سر ہوتا

گرچہ کہتے ہین فریادی ہے آپس کا گلہ
تجھ سے ہوتا ہی تو رشتی مقدر ہوتا

دامن یار تلک ہاتھ پہنچتے جو کبھی
بہول جاتا مین پہ کچھ جانے ہے ہوتا

تو وہ خوش قد ہے جو گلزار مین جاتا ہے
رکھتا قدمونپہ ترے سرو کو گر سر ہوتا

شیشہ ہوتا تو سر دست وہ چھوتا پر تو
بوسے اوس مست کے لیتا جو مین ساغر ہوتا

غزل دوسری نائی ترباری کی

دل محزون بنا مسکن کسیکا
مبارک باد دیتی شیون کسیکا

سلیمان کی قسم جلوہ فزا ہے
پری بن بن کے حسن ظن کسیکا

بہلا کیا خاک مین سورج کو دیکہون — نظر مین ہی رخ روشن کسیکا

بتا تا ہی جیسے عالم مہ نو — وہ ہی نقش سم توسن کسیکا

یہہ دست شوق کی گستاخیان ہین — کہ پرزے ہوگیا دامن کسیکا

ہماری جان لیتا ہے سر بزم — اوٹہا کر دیکہنا چلمن کسیکا

ستا برق تبسم سے کسیکی — الہی جل گیا گلشن کسیکا

ہوا مکشوف گرچہ ضبط ہی تہا — زبان حال سے شیون کسیکا

یہہ وہ دن کی بہارین ہین ہماری — اوبہر کر بول اٹہا جوبن کسیکا

جدہر پہیلی نگاہ جیسے جو وہ بت — کہ مفر با ہوا دشمن کسیکا

گرا کرتے ہین آنسو بنکے موتی — نظر مین ہے جو ور دامن کسیکا

مرے رونے سے حسن اوسکا ہی روشن — کسیکی شمع ہی روغن کسیکا

نہین آئینہ گردون مین خورشید — ہی یہہ عکس رخ روشن کسیکا

اوڑا دون دامن صحرا کے پرزے — جنون کی وجہ ہی دامن کسیکا

عجب انداز سے ملتے ہین دونون — کسیکی طوق اور ارگن کسیکا

کیا افلاک کی گردش نے آباد — کسیکا گلشن اور مدفن کسیکا

ہین دونون چاک رہنے مین برابر — کسیکا جیب اور دامن کسیکا

سنا کرتا ہی ہنس ہنس کر زمانہ	کسیکا قہقہہ شیون کسیکا
بہار آئی ابھرتے ہین برابر	کسیکے داغ دل جوبن کسیکا

سبق ہے صفحہ ہستی مین پرتو
کسیکا آمدن رفتن کسیکا

بقافیہ بر غزل — **غزل تیسری زبانی ثریا پری کی** — شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی مرحوم

سر کوہکن و قیس کا قدمو پہ جھکا ہے	شیدا ترا ای جان ہمہ تن ظل ہما ہے
جلد آ مجھے کیا ساقی گلفام ہوا ہے	جلتی ہے ہوا سر و سیہ ابر اوٹھا ہے
ستی شب وصل صنم عیش فزا ہے	شیشے کا گلا جام کے ہونٹوں مین دبا ہے
دل حلقہ ماتم مین ہیا غم دل مین بھرا ہے	آتی ہی صدا سینے سے یہہ بزم عزا ہے
اٹھتے ہین مری آہ سے بہی فتنے ہزارون	انداز تری چال کا کیا خوب اوڑا ہے
اندھیری آنکھون مین مری روشنی ماہ	فرقت مین شب چاردہ بہی کالی بلا ہے
تصویر بتان کیون نہ رہے دل مین ہمارے	اس عکس کے جلوے کو یہہ آئینہ بنا ہے
خون پینے مین حاصل ہے ہمین عمر خضر کی	دل غم مین کیسے قدح آب بقا ہے
ہر ایک کو آتا ہی مصیبت مین خدا یاد	ساقی کی جدائی مین سبو دست دعا ہے
اچھا مجھے جی بھر کے تو خوب ستا لو	ہر ظالم و مظلوم کا مختار خدا ہے

کیون اوڑ ہی گیا دیکھکے وہ گوری ہتیلی — کیا ہوش مرا ہمسفر رنگ حنا ہے

سب دے ستکے ہین کام رقیبونکی خطا کیا — میرے دل نالان کو دشمن سے گلا ہے

کیا تفرقہ انداز ہے ظالم کی جدائی — دل ہر سے جدا ہے نظر آنکھون سے جدا ہے

سامان اجل ہے ہوس و آز کے ہاتہون — کیا خوب کہ بدہضمی کو کہتے ہین وبا ہے

غم کہانے سے ہان باز نہ رکہنا مجہے ناصح — پرہیز مریضان محبت کو برا ہے

لاحول ولا کامین شیطان کے ہین — سنتے ہین کہ مجہسے وہ پریزاد خفا ہے

خورشید و قمر تل نظر آنے لگے پر تو — اوسکے رخ روشن کا تصور یہہ بندہا ہے

آمد شتری پری کی سبہا مین

سبہا مین بخیرت شتری کی آمد آمد ہے — یہہ ایک شاہد رعنا کی آمد آمد ہے

ادامین ایسی ہزارون مین نہجان لیسمل — عجب دلبر زیبا کی آمد آمد ہے

غزل زبانی شتری پری کی

ناز و انداز و ادامین دلربا کسکو کہون — اک سے اک اچہے ہین تینون مین برا کسکو کہون

چال ہین فتنے قیامت کے نظر مین شوخیان — فکر ہے اس بات کی مجہکو برا اسکو کہون

دل اسیر زلف پیچان پاے بند دید آنکہہ — اہین ای برق تجلا مبتلا کسکو کہون

درد غمخوار جگر حسرت انیس دل مری — سوجہ ہے ای بیوفا مین بیوفا کسکو کہون

سجدہ و زنار کہتے ہیں برا شیخ و گبر | ہوں اسی چکر میں شیدا خدا اسکو کہوں

دوست فرقت میں نہیں تیرے سوا اپنی دل | کیا کروں تجھسے نہ بولوں ماجرا اسکو کہوں

حسن میں کیتا بھلا پھر کون ہی ای شاہ حسن | تو ہی بتلا پھر وش تیرے سوا کسکو کہوں

اک سے بدتر ہے یوم الحجر لیل الانتظار
میں برا کسکو کہوں پر تو بھلا کسکو کہوں

غزل دوسری زبانی شہری پری کی

شکوہ ہی آسمان سے تجھ سے گلا نہیں | یہ پھیری ستاروں کا تیری خطا نہیں

روی صنم کا کون ہی جو مبتلا نہیں | زلف سیہ کے پیچ سے کوئی رہا نہیں

بوسہ حضور ہوش میں میں نے لیا نہیں | جرات معاف بندے کی اسمیں خطا نہیں

عاشق اگر وفا نکرے تو بجا نہیں | معشوق وہ نہیں ہی کہ جو بیوفا نہیں

افسوس ضعف ہجر نے کیا کیا کیا نہیں | روتے ہیں اور نالوں میں اپنے صدا نہیں

چوما وصال میں لب شیرین کو اسقدر | مسی کا رنگ ہونٹوں پر اوسکے بجا نہیں

بعد صیام عید ہی پروزہ دار کی | تکلیف اگر نہو تو مزا عیش کا نہیں

پرواز پر ہی طائر جان بھی فراق میں | دیکھ میں کیسا سمجھتی کوئی آشنا نہیں

قہر و غضب کے رنج بلا کے ہوئے نصیب | ہمکو گلا ہی دل سے کسی سے گلا نہیں

بسمل ہیں طایران چمن سنکے نالے کو
خنجر کی دہار ہی یہہ ہمارا گلا نہیں

باہم ہی ربط نکہت و باد بہار کا
اوس زلف کی بلا سے ہیں کوئی دم جدا نہیں

خاموشیان سوال پہ ہوویگی کب تلک
کچہہ کہہ تو دے زبان ہے ظالم ہی یا نہیں

شیشہ ہی جی ہی جام ہی گلشن ہی ابر ہے
بے یار لطف بادہ کشی ساقیا نہیں

کیا خاک لطف زیست کا فرقت میں ہو ملول
واللہ ایسے جینے سے مرنا برا نہیں

جلوے ہیں تیرے عارض روشن کے شمع میں
ای مہ اس انجمن میں کوی دوسرا نہیں

ہی ودیعتی نزاکت جانان خدا گواہ
مسی کا رنگ بہی لبون پر جما نہیں

کشتے ہیں لاکہون حلق پر اک آن میں تری
یہہ کوئی تیغ تیز ہی ای جان گلا نہیں

اللہ ری نازکی کمر یار کی کہ واہ
مضمون بہی اوسکا شعر میں باندہا گیا نہیں

کیونکر رکہون نہ دوست بہت حشر کو ہمد
کوی رفیق ہجر میں اسکے سوا نہیں

دیوارین پہاندیں ٹہوکرین کہائیں تلاش کی
خانہ خراب کے لئے کیا کیا کیا نہیں

گرمی سے تنگ آکے کہا دل کی یار نے
سب کچہہ ہی اس مکان میں لیکن ہوا نہیں

قاتل گلہ یہی ہی کہ تو نے کیا نہ قتل
رسکا رب گواہ ہی شکوا ذرا نہیں

یہہ گر نہیں ہی خون کسی بادہ خوار کا
کیون ساقیا شراب کا پینا روا نہیں

ہوتی ہی گدگدی بت کافر کے تلوون میں
پاؤن کو ہاتہہ وصل میں چہونے دیا نہیں

پھرتے ہین لڑکے ہاتھ مین پتھر لیے ہوے
دیوانہ کُرکا تمہارے پتا نہین

اپنونکا طعنہ غیر کی گالی ہوی نصیب
اوس بیدہن کے خلق مین کیا کیا سنا نہین

تیرے ہین تنگدست اسیر بلا ہین شاہ
راحت سے رنج رنج سے راحت جدا نہین

ہین جس کے ہاتھ پاؤن مین ظالم نے یون لگا
خون شہید ناز ہی رنگ حنا نہین

کرتے ہین بورئیے پہ فقیر اکتفا تو کیا
کچھہ بوریا بہی ہوی ریا سے جدا نہین

عشق کمر نے جون سبہی لاغر کیا ہے مجھے
کچھہ اسمین تیری بال برابر خطا نہین

افسوس کا مقام ہے اللہ کی قسم
برقؔ بتون مین سب ہے مگر اک وفا نہین

غزل تیسری زبانی شہری یدی کی

ہی صرف وصف زلف رخ سیمبر قلم
دکہلا رہا ہی جلوۂ شام و سحر قلم

لکہتا نہین مین خط کو ہی ظالم کو اسلئے
ہوتا ہی بتصویر سر نامہ بر قلم

کیونکر رقم ہو حال مری سخت جانی کا
سیہات ٹوٹ ٹوٹ گئے بیشتر قلم

تحریر فتنہ سازی صرصر کو باغ مین
برگ خزان کے ساتہہ ہی بلبل کا پر قلم

لکہتا ہون عارض و لب شیرین کا اوسکے وصف
ہنستا ہی شاخ گل کبہی گہ نیشکر قلم

اعجاز وصف سینۂ رنگین یار سے
ہو جائیگا ابہی شجر بہ ثمر قلم

وہ اپنے گہر مین رہین خوش اپنے گہر مین ہم بہی — کسیکا درد اگر وان نہین تو یان بہی نہین

جو ہم تو سینے مین انکہو مین ہم ضرور آتے — کہ باقی لخت جگر وان نہین تو یان بہی نہین

اوسیکے واسطے یہ کچہہ ہین آفتین اے دل — کسی سے مطلب اگر وان نہین تو یان بہی نہین

وہ محو حسن مین ہم محو عشق ہین پر تو
اگر کسی کی خبر وان نہین تو یان بہی نہین

آمد شعری پری کی

نور و ضیا مین یاد سے سر تک بہری ہی ہے — ہی عرش بر دماغ کہ شعری پری ہی ہے

بستی کا نام تنگ نہ رہا اسکے اوج مین — کہوتے ہین شادان جہان سب کہری ہی ہے

غزل زبانی شعری پری کی

فراق ہجر مین مژدہ وصل اجل پایا — مقدر کے فدا ہمنے عجب نعم البدل پایا

ہوا دم بند زنجیر و کمند و تیغ و خنجر کا — بریدہ جب سے تیر ابرو و گیسو بل پایا

کہو ن کو دیکہہ کر اوس قد موزون مین کہا دل نے — نہال قامت سرو خرامان سے پہل پایا

جگہہ ہی دیدہ اغیار مین صد مرحبا اسکی — تن لاغر مرے خوب رہنے کو محل پایا

لگا یا خال عین ابروی پرخم مین دوست نے — الہی عمر بہی بندہ نے کعبہ مین عمل پایا

بگاڑا ابرو کو اور بنائی جان محزون پر — سراپا ہم نے اس محبوب دل ہی کا خلل پایا

رہی رشک بہار سیمار طالع بیدار جلوے	کبھی رشک قمر کو خواب مین زیب بغل پایا
گریبان کو ہے رشتہ رہا صحرا دامان سے	برا ہو ضعف کا دست جنون کو اپنے شل پایا
ہوس دیدار کی بڑہ ن رہی جب وہ مقابل تہا	مجھے غش آگیا حسن مقدر کا خلل پایا
یہان بعد خرابی مال موذی ہاتہ آتا ہے	جو اجڑا خانۂ زنبور لوگون نے عسل پایا
ترے دیوانے کا اقبال ہے یہہ دیدنی انجان	بیابان قیس سے فرہاد سے جبر اجبل پایا
ہمیشہ جلوہ لخت جگر ہی دیدہ تر مین	شگفتہ ہمنے اس چشمے مین اک تازہ کنول پایا

تری منزل کو ای خورشید اوج حسن پرتو نے
کبھی بیت الشرف پایا کبھی برج حمل پایا

غزل دوسری زبانی شعری پری کی

بوسے دل حزین نے ترے بیوفا لئے	ناحق نہ مجھ غریب پہ آنکھیں نکالئے
یہہ خط رفتہ رفتہ بڑہائیگا یاد رو	سودائی زلف یار کو اب سر سے ٹالئے
قاتل سے مرتے مرتے بھی ہمنے یہہ کہدیا	دھبہ لگیگا خون کا دامن سنبھالئے
ناصح جو کچھ فراق مین مجھپر ہوا ہوا	بیجا بجا زبان سے نہ فقرے نکالئے
ہمراہ خط کے زلف بھی خوانے جناب	کالی بلا کو سر پہ چڑہا کر نہ پالئے
بوسہ لیا ہے ہمنے ہی اوس گورے گال کا	چھین ہی وقت پر دل زادان پہ ڈالئے

ق

کہین کیا ای پری تیرے لب و دندان کو کیا سمجھے
گہر سمجھے اسے اور اسکو لعل بے بہا سمجھے

اوسے انجم شفق اسکو اوسے یاقوت اسے ہیرے
صدف اسکو گہر اسکو جو سمجھے ہم بجا سمجھے

تبسم کو ترے بجلی اور اپنی آنکھ کو بادل
غلط سمجھے برا سمجھے جو سمجھے ہم تو کیا سمجھے

ہم اپنے ٹھنڈی سانسون کو اور اوس گلگون کے کوچے کو
جنان سمجھے چمن سمجھے ہوا سمجھے صبا سمجھے

مسی ملکر لب و دندان پر آیا بام پر جب وہ
اسے سوسن اوسے نیلم کے ٹکڑے مبتلا سمجھے

یہ اک قطرہ ہے پانی کا وہ سنگ ناتراشیدہ
گہر دندان کو لب کو لعل گر سمجھے تو کیا سمجھے

اسے ہم صبح صادق سمجھے وسکو کاذب ای پرتو
مسی مالیدہ اون دندان و لب کو اور کیا سمجھے

غزل تیسری زبانی سہاپری کی

عشق قامت سے غم عشق وہن ملتا نہین
اس قیامت سے عدم کا راہزن ملتا نہین

توبہ کیا تشبیہ ہے انسان کہان حیوان کہان
کبک کی رفتار سے تیرا چلن ملتا نہین

جو سبک رفتار ہین ہوتے نہین پابند وہ
لاکھ ڈھونڈو طایر بوی چمن ملتا نہین

مر رہے ہو کیون تلاش فرش سیم مین رند آن
بعد مردن غافلو کچھ جز کفن ملتا نہین

صورت بلبل ہین پرتو گلشن ایجاد مین
خار کہاتا ہون مگر وہ گلبدن ملتا نہین

٨١٧

عرض سبز پری حضور راجہ اندر مین

خداوند نعمت قصور معاف۔ کل باندی نے قصد سیر کیا تھا۔ عین سیر و سفر مین دشت ہولناک کی رہگذر مین اک جوگن قدرت خدا نظر آئی۔ خانہ زاد بنا بر ملاحظہ حضور مین لائی۔ اگر حکم حضور ہو تو شریک محفل یہہ رنجور ہو۔

ارشاد راجہ

اری کون جوگن ہی پاس اوسکو لا | سنون تو کہ ہی اوسکی کیسی صدا

عرض کہکشان

حضور اب لیجیے باندی کا مجرا | خدا نے یہہ درد دولت دکھایا

قمر شہزادی جب سے چھٹ گئی ہے | غضب ہے کہکشان جوگن بنی ہے

غزل زبانی کہکشان کی

رہیگا کب تک یہہ سینے مین دل اسیر قید فرنگ ہو کر

نکل ہی آئیگا اک نہ اک دن تری طلب مین امنگ ہو کر

شب جدائی کہان نکل جاؤن گھر سے اپنے مین تنگ ہو کر

پلنگ ہی یار کا تی کہاتا ہے ناگ مجھکو پلنگ ہو کر

نمود خط کی نہ جا سکیگی یہہ چھپیگی عارض پہ زنگ ہو کر

رہیگا سبزہ یہہ رفتہ رفتہ اس آبگینے پہ زنگ ہوکر

وہ شمع روشن ہی تو کہ ایجان شعلۂ طور رنگ سر بزم

کمال حسرت سے جل رہا ہی فروغ رخ پر پتنگ ہوکر

پہنسا ہی دل اپنا اک فرنگن کی زلف کے پیچ مین الہی

اگرچہ مدراس مین ہون لیکن اسیر قید فرنگ ہوکر

لڑائی انکہین جو اوس سے ہمنے تو رنگ چہرہ کا اوڑ گیا ہے

درست کہتے ہین اہل دنیا کہ لوٹ ہوتی ہی جنگ ہوکر

نگاہ تیرے فراق مین کی جو ای قمر ہمنے اسمان پر

ہر اک ستارہ جگر مین اپنے لگا ہی نوک خدنگ ہوکر

صفای عارض سے زلف شبگون سفید دکہلائی دے رہی ہے

مگر حبشستان مجہکو جلوہ دکہا رہا ہی فرنگ ہوکر

جو سیر گلشن کو آئے وہ گل کبہی تو باد صبا مقرر

اوڑیگا بلبل کا ہوش سر سے ہمارے چہرہ کا رنگ ہوکر

لیا دل اوس ترک نے جو انکہین لڑا لڑا کر بجا ہی مہر تو

سنا ہی میدان رزم مین ہی تو صلح ہوتی ہی جنگ ہوکر

دنیا میں ہمکو گہر جو نہیں عیب کچھ نہیں
زیر و زبر جہان کو کرونگا اک آن میں
زاہد سنبھال دامن تقوی کو اپنے یاں
کی جبہہ سائی در پہ ترے ای بت اسقدر

دیکھو مسافرونکا کسی یا گمان ہے
بادل کی اگنہہ رعد کی گویا زبان ہے
ہشیار ہو یہہ خطۂ ہندوستان ہے
سجدے کا شیخ جی کی جبین پر نشان ہے

پر تو وہ لوگ کور ہیں اللہ کی قسم
کہتے ہیں اوس قمر کو جو نا مہربان ہے

راجہ اندر کا کہکشان سے خوش ہو کر استفسار حال کرنا

ای جوگن تو کون ہے کہان سے آئی ہے تیرا ماجرا کیا ہے تونے میرے دل کو اپنی صدای درد انگیز سے تڑپا دیا ہے۔ کس کے لئے جوگن کا بہیس لیا ہے۔ کس نے تجہپر ظلم کیا ہے +

عرض کہکشان کی

حضور باندی سنبلہ پور کی وزیرزادی ہے۔ میری قمر شاہزادی نے شمس شہزادہ اسدآباد کے عشق مین جو حاضر حضور ہے صحرا کی راہ لی تہی شاہ جن نے غضب کیا شاہزادی کو اوڑا لیگیا۔ اور کہکشان کو مورد رنج و تعب کیا +

۴۲۱

ارشاد راجہ کا

سفید دیو کہان ہے۔ آئے۔ شاہ جن کو معہ قمر لائے +

عرض سفید دیو کی

مہاراجہ کا بول بالا ہو۔ جاہ وحشم دو بالا ہو۔ بڑی محنت سے
فرمانبردار شاہ جن کو معہ قمر شاہزادی سنبلہ پور لایا ہے +

ارشاد راجہ کا

اس موذی کو نذر زندان سلیمان۔ اور قمر کو حوالہ کہکشان کر دو +

شمس اور قمر کو راجہ کا تخت عروسی پر بٹھانا اور چارون پریون کا معہ کہکشان مبارکباد گانا

اس سبھا کے لئے راجہ یہہ مبارک ہووے
نور و ظلمت سے ہو جبتک سحر و شام طلوع
دودہ کا دودہ ہے اور پانی کا پانی ہے سان
سنبلہ پور کی اس رنگ قمر دولہن کو

حاکم طبقۂ اعلیٰ یہہ مبارک ہووے
قمر و شمس کا جوڑا یہہ مبارک ہووے
عدل و انصاف تمہارا یہہ مبارک ہووے
اسد آباد کا دولہا یہہ مبارک ہووے

یا خدا حضرت پرتو کے لئے صبح و مسا
عشق اور حسن کا چرچا یہہ مبارک ہووے

تمت

بسم الله الرحمن الرحيم

آمد راجہ اندر کی

سبھا مین حاکم ذیشان کی آمد آمد ہے
رئیس اہل پرستان کی آمد آمد ہے

جلو مین اونکے کیا کیا پری پری دلبر
امیر قافلۂ بتان کی آمد آمد ہے

بشکل سایہ ہر اک پری ہے مٹنے کا عالم
کہ صدر محفل پریان کی آمد آمد ہے

نبات و قند کا لوٹینگے اہل بزم مزا
خدیو مصر حسینان کی آمد آمد ہے

روان ہین چاہ مین پریون کے کاروان شکیب
عزیز زمرۂ خوبان کی آمد آمد ہے

غذا گل ہے خط سبز سبزہ سنبل زلف
بہار ہے کہ گلستان کی آمد آمد ہے

دکھائینگی وہ تماشے کہ عقل چکرائے
یہ اک غضب کے فسون دان کی آمد آمد ہے

ہین کان گوہر و الماس جسکی قدرت مین
اب اوس تونگر دوران کی آمد آمد ہے

جمائینگی نئے رنگ اب زمرد و یاقوت
عجیب دولت ذیشان کی آمد آمد ہے

پری وشون کی ادا سحر سامری سے دو چند
طلسم قدرت سبحان کی آمد آمد ہے

بگل یہاں تمنا ہی ہر پری کا گا، | زمین پہ روضۂ رضوان کی آمد آمد ہے
نہ اثر دہام ہو سودائیونکا کیون ہو | کہ جشن جلوۂ پریان کی آمد آمد ہے
ہیں سا تہ عجب پہلوان قوی تن دیو | دوبارہ زال و نریمان کی آمد آمد ہے
بشر تو کیا کہ فرشتون کے ہوش ہرائین ہو | الہی آفت دوران کی آمد آمد ہے

جہان مین روشنی پہیلے نہ کسطرح پرتو
اک آفتاب درخشان کی آمد آمد ہے

چوبولہ زبانی راجہ اندر کی

محفل میری کسلیے ابہی نہین تیار | قصہ کیا ہی آجکا دیر ہی کیون بکار
دیر ہی کیون بکار اتنگ قصہ کیا ہی آج | مطلب کچہ کہلتا نہین نشا کیا ہی آج
نشا کیا ہی آج سارے پریون کے دلکا | برہم درہم ہا ہہ ہی میری محفل کا
میری محفل ہو گئی ہی کیون سنسان | اس بپا کی سے میرا دل ہی خود حیران

کوی حاضر ہی یہان دیو ادہر آئے
جلدی جاکر قاف سے پریون کو لائے

آمد گوہر پری کی

گوہر پری اکہاڑے مین آتی ہی نازسے | سر اہل آبرو کے جہکے ہین نیاز سے

آنسو کے تار تار میں پنہاں ہے جسم زار — بخشا ہے غم نے خلعت آب رواں مجھے

دل ہم یہاں غنچۂ لالہ کیون بنے — گنتا ہے باغیون میں اگر باغباں مجھے

ای قمریو وہ سرو خراماں نہیں جو آج — صحرا کی راہ ہی روش بوستاں مجھے

ای اتصال جفے کو اوس گل کے منہ سے — بہونکیگا آج آتش گل کا دہواں مجھے

ای باغبان بہار کا موسم ہے باغ میں — دو چار دن اجازت یک آشیاں مجھے

کر ڈالون مضطرب بت محمل نشین کو آج — بخشا کاش وام جرس کی زبان مجھے

افشان لگا و گال پہ یا لا خط سبز — دکہلاؤ آج گرد قمر کہکشاں مجھے

منت کا طوق آج ہی زیب گلو ہی یار — آنگرونہا ؤ نئی بیڑیاں مجھے

زخمی ہیں شعر شعر سے حاسد کے جگر — اللہ نے دی کٹار کی گویا زباں مجھے

تو یہ یہ منہ ہلال کا ہمسے مقابلہ — کہتے ہیں کان میں یہ تیری بالیاں مجھے

گہر گہر پہرا تلاش میں یا ندیز دکے — جو سو کی تیرے بر نہ ملی کو زیاں مجھے

دیتا ہوں اس زمانے میں داد سخن یہ کچھ — اہل زبان کہتے ہیں نوشیرواں مجھے

رہتا ترا کہنچے ہوے ای کاکل صنم — کہنچیگا دار رنگ سبخدا موکشاں مجھے

آتش لگی ہوی ہے کسی گل کے ہجر کی — رہنے کو ہو چمن کی ہوا کا مکاں مجھے

پر لو لکھی غزل پر امانت کی یہ غزل — درکار طبع کا جو ہوا امتحاں مجھے

ہمقافیہ بر غزل جناب سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم لکہنوی غزل دوسرا زبانی گوہر پری کی

منہ ہی وہ مہر منور کہ جسے کہتے ہین
تل ہے وہ مہ ترا دلبر کہ جسے کہتے ہین

کسطرح بلبل دل میرا نہ قربان رہے
رخ ترا ہے وہ گل تر کہ جسے کہتے ہین

نہین کرتا دل عشاق کو محروم جواب
وہ ملا ہمکو پیمبر کہ جسے کہتے ہین

روزن ہو رہے اس تنگ شکستہ خانہ
تجہے غمنے وہ دیا گہر کہ جسے کہتے ہین

بت بیدرد ہوا مایل درمان جنون
آج لگتے ہین وہ پتہر کہ جسے کہتے ہین

آگے قابو مین نکل ہی گیا وہ ماہ جبین
بنکے بگڑا وہ مقدر کہ جسے کہتے ہین

گلرخون کیلئے غم دوری گیا نکہت باغ
ایسے اوڑتے ہین ہوا پر کہ جسے کہتے ہین

کام قاصد کا ادا ہو گیا رفتہ رفتہ
ہی تصور وہ کبوتر کہ جسے کہتے ہین

ہو گیا دیکہتے ہی مست محبت عالم
آنکہہ تیری ہی وہ ساغر کہ جسے کہتے ہین

شیر ہون گر صفت مجہکو سمجہے ہین عدو
چہا گیا ہی وہ مرا ڈر کہ جسے کہتے ہین

آدمی طوق بگردن ہوا اسکے غم مین
ہی یہ قامت وہ صنوبر کہ جسے کہتے ہین

ایک گلرو نے کیا داغ جدائی سے نہال
دست قدرت مین ہے وہ زر کہ جسے کہتے ہین

مری آہون نے ترے در کا نہ پردہ اولٹا
ایسا سیدہا ہی مقدر کہ جسے کہتے ہین

دیکہہ لے چرخ تو تہرا کے زمین پر گر جا
ہی وہ اس بخت کا چکر کہ جسے کہتے ہین

سر توڑ ہی دون ٹکرا کر جی بہر گیا غم کہا کہا
غم رنج مین جان و جگر اور دیدۂ گریان دل
اس زیست سے بہتر ہے موت کیون آتی نہین عوت
اک دل ہے اور لاکہو الم کسطرح اوٹھاؤ مین
پرتو جدائی کی گئی غم سے کہا کی کنگ

قریب مین دل یہ مجھے لایا
محزون جان غمدوست جگر اور ہائے پریشان دل
ہوس نہین جینیے کی بہر پایا
ہے ہی تنہا کو غم کسطرح اٹھاؤ مین
بہت مجھے ہجر مین تڑپایا

آمد الماس پری کی

بزم مین راجہ کے الماس پری آتی ہے
عقل ہو جوہری چرخ کہن کی کہوٹی
مہر و خورشید ہین قربان ضیائی تن پر
رشک سے عطر حنا لکہنو کا خون روئے

شرم ہیرے کو ندامت سے چلی آتی ہے
اب سبہا کو وہ صفائی کی کہری آتی ہے
لعل رمانی کے زیور مین ہیری آتی ہے
عطر کپڑون مین پرستان کا ملی آتی ہے

ہونگے پرتو جگر حاسد ید بین ٹکڑے
ناز کرتی ہوئی ہیرے کی کنی آتی ہے

زبانی الماس پری کی

الماس پری ہو نہین صفا کا کم میرا
سر پر کبہی رکہتے ہین کبہی آنکہو نپہ مجہکو

کیا جرم کدورت سے بری نام ہے میرا
ہر شاہ و گدا بندۂ بیدام ہے میرا

۴۳۲

رہتا ہی قمر صبح تک در پہ جبین سا	گردون سے نہیں رفعت مین فرون بام ہی میرا
شرمندہ مری بزم سے ہے چرخ چہارم	کہتا ہی جہان مہر جسے جام ہی میرا

دبتا ہے قمر دیکھ کے میرا جو رخ صاف
سرکار سے پرتو کی یہہ انعام ہی میرا

جو بولہ زبانی الماس پری کی

راجہ اندر جشن تک رہین خوشی کے ساتھ	دایم ہر دم زیست کا گذرے ہنسی کے ساتھ
جبتک ہو یہہ چرخ بر دو رمہر و ماہ	روز و شب ہو چرخ سے حیات اور بڑھتی دولت و جاہ
دل کی حسرت تندرستی حاصل ہر آن ہو	یارب صدر اس انجمن کا شاد و فرحان ہو
اہل پرستان امن و امان سے گذر کرین باہم	ایسے ہی ہوا کیدلی طے رہین باہم

میرا حسن تا قیامت رہے ضیا افگن
پرتو ہی کی مہر سے ہی نام مرا روشن

ہنستا ہے غزل غراب سیدا	**غزل زبانی الماس پری کی**	حسن جان امانت مرحوم لکھنوی

بال بکھرائے ہو منہہ پہ بہت شاد آیا	لیکے گلدام چمن مین مرا صیاد آیا
دل پر داغ کو میرے ترا قد یاد آیا	حسن افزائی گلزار کو شمشاد آیا
جلوہ طور وہ موسی کو بہت یاد آیا	نظر ای بت جو ترا حسن خداداد آیا

سر پہ رکھے ہوئے آتا ہے گلابی ٹوپی
بلبلو آج نئے داؤ پہ صیاد آیا

ہوگیا ایک قمر چہرہ نگاہوں سے جدا
مہر کیا آیا مرے سانے جلاد آیا

ہوس بلبل شیدا نہ گلوں سے نکلی
آج ہمراہ صبا باغ میں صیاد آیا

کیوں کہیں سرو کو آزاد کہ پابند گل ہے
اس چمن میں کوئی سرکش ہی نہ آزاد آیا

دل ویران میں خیال قد جانان نے کیا
ہے تعجب کہ نظر دشت میں شمشاد آیا

کر دیا بخت نے محروم تمنای وصال
کھینچکر تیغ کوئی دم زدہ جلاد آیا

اس سے معشوق بھی کوتاہ تو بیٹری چھوٹی
تنگ کیا جوشش جنوں سے مرے حداد آیا

نفس سرد کا دعوا ہے کہ آندھی ہو نہیں
خرمن ضبط کے کر دینے کو برباد آیا

ہجر میں چاک کیا دل نے گریبان اپنا
چاک جیب سحر وصل اگر یاد آیا

ہوگیا شیفتہ زمزمۂ بلبل زار
صید کے دام میں بیساختہ صیاد آیا

آگیا دل میں خیال قد موزون شب ہجر
اپنی قمری کی خبر لینے کو شمشاد آیا

ہوگیا میر ستمگر سے جو بدچار فلک
بہاگا مریخ یہہ کہکر مرا جلاد آیا

زلف میں بل نہ کوئی خال ہے رخسار رو پہ
آج کیوں بے سر و سامان مرا صیاد آیا

باغ میں پھول کا جوبن نظر آیا جس دم
یار کا سینۂ گلرنگ مجھے یاد آیا

جاکے ٹکرانے لگا سر جو ترا دیوانہ
کوہ تھرانے کہ تازہ کوئی فرہاد آیا

تتمۂ قافیہ غزل ناسخ

از نتائج طبع حسن صاحب انشا تخلص لکہنوی

دام مین لوٹ کے مرجاینگے مرغان چمن	قید ہستی سے رہا کرنیکو صیاد آیا
ترش رو ہوکے کہا تیشہ سے تر دا ونکا سر	کبہی اوس غیرت شیرین کو جو مین یاد آیا
سر اوٹہانے نہ دیا جوش جنون کو اپنے	ہی پامال مجہے کرنیکو صداد آیا
ای گل تربہہ کیا غمنے ترے خشک لہو	خون رویا جو مرے فصد کو فصاد آیا
ہر قدم ہوگیا پابند محبت عالم	دام تو دام عجب جال سے صیاد آیا
سخت جانی ہی یہین عشق بتان سے حاصل	ہاتہہ آیا ہی تو اک بیضۂ فولاد آیا
مرنہ جاینگی غم دوری گل مین بلبل	ہی غضب باغکی بربادی کو صیاد آیا
مژدہ ای آرزوی جور برائی امید	مشق بیداد پہر اپنا ستم ایجاد آیا
آج گلشن مین کہلا غنچۂ امید اپنا	مژدہ ای شوق اسیری کہ وہ صیاد آیا
یاسمن کی طرف آیا میں چمن مین بیتاب	تیر اگورا جو بدن رشک پری یاد آیا

اسقدر وصف کیا ای مہ کامل تیرا
دیکہہ کر کہتے ہین پیرو کو کہ اوستاد آیا

تتمۂ غزل جناب آغا — **غزل دوسری زبانی الماس پری کی** — حسن صاحب المرحوم لکہنوی

جلوہ آئینہ مین اوس بتنے دکہایا مجہکو	بادۂ عشق صفائی سے پلایا مجہکو
خود گلا کاٹ کے مرنا ہی بتایا مجہکو	پرنہ خنجر کبہی قاتل نے لگایا مجہکو

[illegible]

لطف ساون کا سراسر نظر آیا مجھکو
جب چمک کر تری بجلی نے رولایا مجھکو

یاد ابرو نے سحر تک نہ سلایا مجھکو
نیمچوں پر تری دوری نے لٹایا مجھکو

ایسا کھویا کمر یار کی دوری نے غضب
مثل عنقا کسی پر بہن نے نہ پایا مجھکو

آنکھ بادام سے جو پھیر گئی تھی ہیہات کل
آج فرقت کا سیہ روز دکھایا مجھکو

بخت خوابیدہ نے فرقت میں سلایا ایسا
فتنۂ حشر کے غل نے نہ جگایا مجھکو

کیا غضب ہے ترے ہاتھوں نے لعل لب سے دلبر
اپنے جینے سے کئی بار اٹھایا مجھکو

سر قبر آکے جگانا کبھی اے زیب صنم
تیرے سونے کی تمنا نے سلایا مجھکو

روند کر جب کسی مہتاب نے پامال کیا
آسمانوں نے وہیں سر پہ اٹھایا مجھکو

زلف خمدار میں پابند ہوا تھا ہوں سے
بخت برگشتہ عجب پیچ میں لایا مجھکو

لطف سیر مہ و ہالہ کا اٹھایا دل نے
ہمبغل اوس مہ کامل سے جو پایا مجھکو

سوزش ہجر لب رنگین نے سراپا پھونکا
آتش لعل کے شعلے نے جلایا مجھکو

کس لئے زندہ شب ہجر پری نے رکھا
ہائے کیوں دیو سیہ نے بھی نہ کھایا مجھکو

ہائے رے ضعف کہ صیاد اگر آیا بھی
سایہ کاہ نے دامن میں چھپایا مجھکو

ہوئی اوقات بسر اپنی تعلگیری میں
وہ جو روٹھا تو گلے غم نے لگایا مجھکو

اسعد محو تماشا ہوں کہ ہر ذرہ میں
نور اوس مہر کا پرتو نظر آیا مجھکو

ہای دکھادے۔ ہای کہاں صورت تو اپنی اگر

گلشن گلشن ڈھونڈھی تجھکو جنگل جنگل ہاے
آکے گلے سے میرے لگ جا دل بیکل ہاے

پھیر چھری - گردن پر میرے تیغ ابرو دکھلاکر

تیر تری فرقت کا لگا ہے سینے مین میرے
زخم کے اوپر زخم بلای سینے مین میرے

مرہم سے تو - وصل کے اپنے میرا کلیجا ٹھنڈا کر

رحم زرا یہ رحم کی جا ہی جان چلی ای جان
چاند سا مکھڑا اپنا دکھادے مین تیرے قربان

بہر خدا - کہدے کوی گلفام سے جاکر

آمد یاقوت پری کی

یاقوت پری آتی ہے اندر کی سبھا مین
جلوہ ہمہ تن زلف پریشان مین کرن کا
تیر نگہ ناز کا مرّیخ نشانہ
دہن مین ہے لب سرخ کی آوارہ ہر اک لعل

ڈوبی ہوی آب گہر بیش بہا مین
خورشید کی طلعت رخ روشن کی ضیا مین
گردن مہ نو کی خم شمشیر ادا مین
مرجان ہے تہ پنجہ رنگین کی ہوا مین

پرتو کوئی دم مین ابھی جی جائینگے مردے
انداز قیامت کے ہین ظالم کی صدا مین

زبانی یاقوت پری کی

لعلون سے بدخشان کے مین جوہر مین کہری ہون
گو اہل نظر کہنے کو یاقوت پری ہون

ہی سرخ سراپا تو سراپا ہی ہرا سرخ
رشک گل مریخ دم جلوہ گری ہون

چہرے سے عیان ہے شفق صبح کا عالم
ہون لعل مگر جوتی کے زیور مین ہری ہون

ہوتے ہین شگفتہ مرے دم سے گل امید
اس گلشن ایجاد مین باد سحری ہون

سر چڑہکے سناتی ہی مری زلف بلاخیز
گو صورت سایہ ہون مگر رشک پری ہون

زہرہ بھی کہتی ہی تجھے دیکھکے رقصان
انداز پہ ٹہوکر کے مین سو جان سے مری ہون

یہ مرتبہ ملا ہے مجھے پرتو کی بدولت
خورشید و قمر کیلئے داغ جگری ہون

جو بولی زبانی یاقوت پری کی

پل پل کی ابی بلا دور ہو راجہ کی
سایہ مین اقبال کے یہ تاج سلطانی

فلک کی گردش آپ ہی کی آنکھہ دکہائیان
دشمن گریان رہین دور رہین خندان

شادی ہی شادی ہے تجکو ہنوبار بار
اطراف اس محفل کے کہینچے قہقہہ دیوار

۴۳۹

دایم ہوا سن یا کہ چمن بہار کا موسم	پہولون کے مانند ہو شگفتہ دل عالم

شکر ادا ہو کسطرح یہ ربو کا ہم سے
ہی یہہ اپنی سرخروئی آپ ہی کے دم سے

ہمقافیہ غزل جناب آغا سید — **غزل زبانی یاقوت پری کی** — حسن صاحب امانت مرحوم لکنوی

دامن ہی تمہارا مرے دامن کے برابر — گلگون جنون تیری ہی توسن کے برابر

جوبن ہی گلو نکا ترے جوبن کے برابر — اتراتے ہین گلزار مین جوبن کے برابر

ہم خنجر حسرت سے گلا کاٹ ہی لینگے — ہوتی نہین وہ تیغ جو گردن کے برابر

ای بت تری الفت نے کیا کعبہ مین بہی جا — زناد ہی آتے ہین برہمن کے برابر

شاعر وہ سیہ رو ہین جو کہتے ہین گل اندام — مستی کا تری رنگ ہی سوسن کے برابر

بوچہار ہی ہر روز بیان تیر ہوس کی — دل چاک ہے میرا تری چلمن کے برابر

صحبت سے نہین فیض کبہی سخت دلون کو — آئینہ ہوکیا اوس رخ روشن کے برابر

کثرت ہی یہ خطکی رخ رنگین پہ تمہارے — گلشن نظر آنے لگا گلخن کے برابر

پوچہا نہین اک روز بہی کہلا جان پہ طرزی — دل لیکے ہوا دوست بہی دشمن کے برابر

آیا نہین گہر میرے شب عیدوہ کا ذب — گو آنکہ ہتی دروازے کے روزن کے برابر

اوس حور کے کوچے مین تصور کی ہی گلگشت — آئین نہ فلک بہی مرے توسن کے برابر

شعر

ہی خون سے لبریز ہر اک چاک گریبان — عاشق ہی ترا شاہد گلشن کے برابر

کہتا ہون کسی مسی مالیدہ لبون کو — نیلم کے برابر کبھی سوسن کے برابر

کہتے ہین اگر زلف کو کالون سے مشابہ — دکھلائین رخ صاف کو ہی من کے ابر

ہین چاک گریبان کسی گل کی قبا کے — مجنون کا گلا اور مری گردن کے ابر

گریان ہون مگر وہ رخ خندان نہین آگے — بجلی نہین ہی تیرے خرمن کے برابر

اوس دوست کے دفتر مین حساب اپنا ہی یہ تو
صد شکر کہ محبوب ہون دشمن کے برابر

غزل دوسری زبانی یاقوت پری کی

چشم پر آب سے ہین گھٹا ساون کی — ہنسی ہی سانین مین پر ہنستی ہی بولیا ساون کی

ہی پڑون نے جو کی حق سے دعا ساون کی — وہین چھانے لگی گرد وہ یہ گھٹا ساون کی

برق ہی غمزۂ معشوق ہے کیا ساون کی — اور تبسم تیرا عاشق ہی گھٹا ساون کی

ہنس کے برق کی صورت ہین رونے والا — قسم آنکھون کی وہ جادوی فضا ساون کی

وصل کا موسم پا مانی بسرا ہوتا ہے — التجا یہ ہی ای دوست دعا ساون کی

چھا کے آنکھون مین وہ لانے لگی ہجد مجھکو — ہو گئی زلف صنم کالی گھٹا ساون کی

بحر مین اشک روان ہین نفس سرد کے ساتھ — چل رہی ہی تیرے کوٹھی پہ ہوا ساون کی

اس برس کام رہا ہجر میں رونے سے مجھے
فصل ہی بارہ مہینے ہی رہا ساون کی

خون رولایا مری آنکھوں کو حسد نے او شوخ
رنگ لائی ہے حنا تیری حنا ساون کی

چار دن ہجر میں ٹوٹے نہ ابھی اشک کا تار
فصل ای چشم ہی کیا فرح فزا ساون کی

داغ آمد جانان ہوی ہے برسات
ہوگئی سبز قدم کالی گھٹا ساون کی

سرد آہوں نے دم گریہ کئے داغ ہرے
گل کھلانے لگی کیا باد صبا ساون کی

ہے یہہ سرٹیہ تعزیہ دل جا و داغ
اور ٹھنڈی رہے یہہ ٹھنڈی ہوا ساون کی

نعرۂ حسن و غم عشق کا عقدہ کھل جائے
دیکھئے گر کوئی برق اور گھٹا ساون کی

کبھی گریاں کبھی خنداں کبھی چلاتا ہے
ہر ادائی دل نالاں ہے ادا ساون کی

ہجر میں آٹھ پہر رہتی ہے آنسو کی جھڑی
ہے مگر سر عناصر میں ہوا ساون کی

وعدۂ ماہ جبیناں کا خدا حافظ ہے
آجکل سنتے ہیں آتی ہے بلا ساون کی

آرزوی دل نالاں ہے بہی مدت سے
کہیں صورت نظر آجائے خدا ساون کی

ہر برس کسیم خوبی کا الم بڑھتا ہے
آنکھ تر رہتی ہے ایدل بخدا ساون کی

لطف برسات کا اٹھیگا کوئی دم مطرب
آج پرتو کی غزل گاکے سنا ساون کی

چھند زبانی یاقوت پری کی

اُسکو کہان اب مین جاوٴن * کسطرح سے اوسکو پاوٴن

بیتاب بنایا غم نے * بیطرح ستایا غم نے
اب یار نہین ہی کوئی * غمخوار تہیا ہی کوئی
ماتم ہی الم ہی غم ہی * تنہائی فقط ہمدم ہے
تنہائی پسند آئی ہی * صحبت نہ مجہے بہائی ہے

اتا اب کہان سے لاوٴن * کسطرح صنم کو پاوٴن
دکہہ دلکا کسے کہلاوٴن * کسطرح صنم کو پاوٴن
کیون دلکو مر بہلاوٴن * کسطرح صنم کو پاوٴن
حال اور مین کیا بتلاوٴن * کسطرح صنم کو پاوٴن

ظلمون سے ترے ای پر لو ہی درد مجہے ای پر لو
غم ہجر کا کب تک کہاوٴن * کسطرح صنم کو پاوٴن

چہند دوسری زبانی یاقوت پری کی

حیف ہے تجہہ سے ای مرے دلبر ہجر مین کیون تڑپاتا ہے
تڑپ تڑپ کر ہجر مین تیرے ہای مرا دم جاتا ہے

زاریون مین اور آفت بہاری * رنج مین لاکہون اک دکہیاری
خدا خدا کر رات گذاری * روز مصیبت آتا ہے

تعبیرین ہین نیک سراسر * خواب جو دیکہے وصل کے اکثر
انشاء اللہ دیکہین مقدر * کب یہہ خوشی دکہلاتا ہے

فوراً سر سے ہوش سدہارے * ہوگیا سکتہ غش کے مارے

عاشق تیرے نام کو پیارے	جبکہ زبان پر لاتا ہے
ٹہرے ڈرنا ظلم نکرنا	ہے ہے کرتے رو رو مرنا
عاشق اپنا جی سے گذرنا	پرتو کیا خوش آتا ہے

آمد زمرد پری کی

سبہا مین ورود زمرد پری ہے	تماشا مین محفل کی محفل بہری ہے
دکہاتی ہے سبزی یہہ چہرہ کی اسکے	بہار گلستان کی جلوہ گری ہے
خجل ہے زمرد تو فیروزہ نادم	جواہر سے رنگت مین دونی کہری ہے
بہت خوب سیرت ہی یہہ خوبصورت	ہر اک قید سے حسن اسکا بری ہے

عجب لطف پرتو ہی دونون مین باہم
وہ فیروزہ یہہ زمرد پری ہے

زبانی زمرد پری کی

دولت حسن سے نا حسینان ہوئین	ناز سے کیون نکرون فخر پرستان ہوئین
ہی یہی حسن خط سبز کا میرے دعوا	صاف رنگت مین زمرد سے دو چندان ہوئین
دن کا دعوا کہ الماس کو میرا دیدہ	زعم لب سے دل لعل بدخشان ہوئین
نا ... رنگین ہر دم	خون یاقوت کو لاون وہ مرجان ہوئین

یہی کہتا ہے پسینے کا چمک کر قطرہ	آبرو ریز رخ گوہر غلطان ہو نہین
چرخ فیروزہ فش جلکے نہ جوہر دکہلائے	حسن شہزادۂ فیروزہ پہ قربان ہو نہین
کہین راجہ بہو اس راز نہان سے واقف	ان بلا سے کبہی ترسان کبہی لرزان ہو نہین

سر جہکاتی ہون در فیض پہ حضرت کے مدام
دل سے پرتو کی نگر تابع فرمان ہو نہین

چو بولہ زبانی زمرد پری کی

میرے راجہ کی سدا دونی دولت ہو	اس سے زیادہ اس بزم مین عیش و عشرت ہو
عزت حشمت جاہ بڑہے اور بڑہے اقبال	جو کڑی بہولے آسمان چل نہ سکے یہ چال
دل یارب سرکار کا دکہہ نہ سر مو پائے	آپ کی ہر آئی بلا جان عدو پر جائے
تیرے سوا پہر کون ہے جو انکا نگہبان ہو	تو ہی جان و مال کا حافظ ہر آن ہو

حضرت پرتو کا کرم مجہپہ رہے دن رات
عالم مین بنتی رہے ہمیشہ میری بات

ہمقافیہ بر غزل | **غزل زبانی زمرد پری کی** | جناب داغ دہلوی

کیا مکان دیدۂ مردم مین سمانے پائے	خوب آوارہ غربت نے ٹہکانے پائے
مرغ دل میرا نہ کسطرح پہنسانے پائے	دام کے حلقے سر زلف دوتانے پائے

تضمین در غزل عالیجناب حضرت

حکم ہی باب مین عاشق کے تری فرقت کا
دلمین صبر ایکہہ ہین کچہہ نہ ٹہیرنے پائے

زہد خشک ایکا ہر وجہ توکل جب سے
شیخ نے تہوڑے سے تسبیح کے دانے پائے

کاکل شرم تری یار پریشان ہوگی
شانہ زلفون کو اگر ہاتھ لگانے پائے

مشک نافہ ہی نسیم سحری کا جھونکا
نکہت زلف کے لطف اہل سبا پائے

جگر و دل مین زر داغ سے گنجینہ پاس
ہاتھ سے سیم کنارون کے خزانے پائے

کس پریشانی مین ہم جو ملک اونچے خواب سے تا
زلف کو ہاتھ نہ غفلت مین لگانے پائے

جان محزون کا نگہبان نظر کو ہی جسم
دلمین جز درد کوئی اور نہ آنے پائے

دلمین دایم کوئی بت صورت ایمان ٹہرے
یا الٰہی وہ مرے گہر سے نہ جانے پائے

یاس امید سے ہو عشق بر سو مین وصول
ایکمدت مین تو جہان دو آنے پائے

آنے جب روندنے وہ تربت محروم وصال
تختے پہولے ہوئے لالے سرہانے پائے

کٹ گیا وہ جو ہوا مد مقابل قاتل
خوب جوہر تری شمشیر ادانے پائے

ہوگئی آرزوی وصل تمنای فراق
اسقدر جلوہ تاثیر دعا نے پائے

کشتہ گئے سر تو ملے ہین دل زندہ پرتو
کیا مزے آب بقا کے شہدا نے پائے

غزل دوسری زبانی زمرد پری کی

تلاش یار کو جو جی سزا کے لئے
مزاج ناز میں حیلہ کہان جفا کے لئے

غرض کے باب میں کہو تھے ہیں اہل غرض
مگر زبان ہی اظہار مدعا کے لئے

نہیں دلیل جنون چاک دامن عاشق
کہ چاک زیب ہے ای احمق قبا کے لئے

اوسے یہہ ضد ہی کہ محرومی وصال رہے
نہیں ہی حکم ادہر آنے کا قضا کے لئے

وہ بت وصال میں بیتاب ہو کے کہنے لگا
غش آ رہی ہیں مجہے چہوڑ دو خدا کے لئے

ہی شوق وصل و تمنای دید زلف مجہے
یہہ دل ستم کیلئے ہی نظر بلا کے لئے

حجاب عرض غرض ہو گیا ہی قفل دہان
زبان کہلتی نہیں میری مدعا کے لئے

ہوای وصل بتان نے کیا مجہے مجبور
خدا سے شرم جوانی ہی کچہہ دعا کے لئے

کیا شکایت ناسور دل یہ جانان نے
دریچے گہر میں بنائے گئے ہوا کے لئے

کہیں زبان سے کیا دیکہے یہہ حال تباہ
ستمگر آئینہ ہی صورت جفا کے لئے

ہی سر نگون تو بجا ہی وہ شرم کا پتلا
ضرور چاہئے نیچی نظر حیا کے لئے

وہ عاشقون کی تغافل سے جان لیتے ہیں
دوا خراب گئی مفت میں وفا کے لئے

وہ آئے میری عیادت کو تا ی غش ہو کر
زبان ضعف ملی عرض مدعا کے لئے

خدا سے لطف صنم کا ہون ملتجی ہر دم
مری زبان ہی اس ایک التجا کے لئے

کرون نہ یار سے شکوہ کبہی کہ شاعر ہون
گلہ روا نہیں بیداد ناروا کے لئے

تمت بالخیر

447

نہوگی شکوہ قاتل سے آشنا ہرگز | زبان خدا نے مجھے دی ہے مرحبا کے لئے

بیان درد جگر سے ہوا ہے دل ٹکڑے
خموش پرتو آشفتہ جان خدا کے لئے

چہند زبانی زمرد پری کی

ہے دور جو وہ مہ پارہ اندہیری عالم سارا

خورشید ہے دہتبہ کالا کیا جیری ماہ بالا
ای غیرت ماہ کامل تاریک ہے بزم بدل
روز روشن ہوی یہہ حالت انکہون سے بنت رخت بصارت کے
ماتم کی گہٹا چہائی ہے کیا غضب بلا چہائی ہے

بے نور ہے اک تارا اندہیری عالم سارا
بڑہ جائے ضیا دوبارا اندہیری عالم سارا
آیا جو نہیں وہ پیارا اندہیری عالم سارا
اب ضبط کا کب ہے یارا اندہیری عالم سارا

پرتو جو نہیں ہے بر مین چہائی ہے سیاہی گہر مین
اُنہون نے دہوان کیا مارا اندہیری عالم سارا

چہند دوسری زبانی زمرد پری کی

بیدرد ترے درد نے یہہ حال کیا ہے

کہانا پانی چہوٹا ہے نیند ہوی سر جان | دلکو بیکل رہتی ہون شکوہ نہین ہی خوام

بیدرد ترے درد نے یہہ حال کیا ہے

ارشاد راجہ کا

بیدرد ترے درد نے یہہ حال کیا ہے

زبانی شہزادہ کی

نازمعشوقانہ سنا کی تو اٹھا تین [illegible]

تم جو ہمہاری کیا گرمی مین دکہلاتے ہو [illegible]

کیون خفا ہوتی ہی اور غصہ مین کیون آتی ہو

سبہا و سالکی نور تو ہمین کہان جاتی ہی

زبانی پری کی

[illegible] سو جان سے تری دلبر

[illegible]

[illegible]

زبانی پری کی

ارے سچ بخت ارے عقل کے شہزادے ان	سچھ کو ڈر کیا کہ قسم کہاتی ہون لے ابتو مان
کچھہ نہین جانتی ہون مہر سلیمان کی قسم	یہہ بہی باور جو نہو حضرت سبحان کی قسم

زبانی شہزادہ کی

منہہ کی کہائیگی خبردار زرا روک زبان	چل نکل کسکو سناتی ہی کہڑے فقرے یہان
جہوٹ اتنا غضب اللہ کی پناہ ای خودسر	اسمین کچھہ سم نہین کہا اور قسم جی بہر کر

زبانی پری کی

اجی ہشیار تو ہو نیند مین کیا کہتے ہو	منہہ سنبہالو یہہ مرے حق مین برا کہتے ہو
آج کیا دل مین خدا جانے تمہارے آیا	مجھہ خریدار کو دکہلاتے ہو تازہ سودا

زبانی شہزادہ کی

کون سودائی ہی یہان کسکو ہی سودا کا خیال	واہ واہ خوب نرالا یہہ کیا تونے کمال
بات سچ سچ جو کہی چڑھ کے کہا مجھکو برا	کچھہ تو انصاف کی لے دلین کہ اولٹی ہی بہت کیا

زبانی پری کی

اتنا سمجھایا مگر پہر بہی وہی تیری بات	کیا گذاروگے اسی جہگڑے مین تم آجکی رات
دیکھو نقصان دکہائیگا جڑ کانا مجھکو	ہمین خبردار کہ آفت ہی ستانا مجھکو

زبانی شہزادہ کی

[illegible]

۴۵۰

[illegible]

زبانی پری کی

[illegible]

زبانی شہزادہ کی

[illegible]

ارشاد راجہ کا الماس پری کو

جو دیکھا تھا انکھون سے ظاہر کیا	کنیزک نے صاحب کو ماہر کیا
نہین جھوٹ کا اسمین کچھ اشتباہ	کہ دعوی پہ میرے ہے گوہر گواہ
مرے تخت کے دیوون نے بھی شہا	تعجب سے دیکھا ہی یہہ ماجرا
اب اسپر حضور آپ کا اختیار	کرین یا نہ اسکا کرین اعتبار

ارشاد راجہ کا زمردی کو

زمرد ابھی تجکو انکار ہین	شہادت کو شاہ بھی تیار ہین

عرض زمردی کی

ہی الماس و گوہر کو مجھ سے عناد	نہین قول دشمن کا کچھ اعتماد
مری آب و تاب انکو لگتی ہی زہر	اسی سے اب آئی ہی یہہ تازی کا لہر
یہہ سوچا ہی مجھپر فقط اتہام	ہی برعکس مالک یہہ اونکا کلام
مجھے ان سے ہرگز کدورت نہین	پر انکھون مین انکی مروت نہین
نہ گوہر ہے سچی نہ الماس ہے	انہین کا تو دیوون کو بھی پاس ہے

ارشاد راجہ کا

ادہر آ تو گوہر مرے سامنے	زمرد کا کیا حال ہے بولدے
گواہی مین خاطر نہ زنہار کر	جو کچھ جانتی ہے تو اظہار کر

سلیمان کی سوگند ہے راجہ جی	زمرد پری ساتھہ انسان کے تھی

ارشاد راجہ کا زمرد پری کو غضبناک ہوکر

ارے نسل کاذب ارے کج بیان	سنا تیون شاہد ہین کیا اک زبان
کہان وہ تری پارسائی رہی	تو کمبخت ہوتی نہ ہے ہے مری
یہہ کیا کام تونے کیا واہ واہ	پڑے خاک اے آتشی تجہپر آہ
ہمارے غضب سے نہ مطلق ڈری	پری ہوکے انسان پہ عاشق ہوی
چکہاتا ہون اب عاشقی کا مزا	تجہے قید کرتا ہون اے بیحیا

یہہ سنکر زمرد پری سر جہکا دینا اور راجہ قید کا حکم کرنا

ادہر آ زمیان ادہر آشتاب	یہہ ناجنس زمرد ہے خانہ خراب
نکال اسکو یان سے تو جلد اے نکال	اکہاڑے کے قابل نہین بد خصال
سلیمان کے زندان مین قیدی رہے	اوسی مین یہہ مردار مرتی رہے
ہو قوت اسکا لخت دل پاش پاش	یہہ بے آب و دانہ رہے بد معاش
کبہی خواب مین یہہ نہ آئے یہان	اسی آرزو مین رہے دلتپان

شہزادہ فیروز کا انتظار مین زمرد پری کے بیقرار ہوکر یہہ اشعار زبان پر لانا

جلوہ افزا جو نہین رونق محفل اب تک	ہای اندہیری ہے پڑا انجمن دل اب تک

غزل دوسری زبانی جوگی کی

ہولی زبانی جوگی کی جوگیا مین

یاد اوسکی جو دل مین سمائی	ہائی سدہ بدہ ہماری بہولائی
ہوش مطلق نہین مجھکو تن کا	حال کس سے کہون اپنے من کا
غم نے سر پر قیامت مچائی	بات پیتانی کی پیش آئی

یاد اوسکی جو دل مین سمائی

میرا حال پریشان جتا کر	کوئی پریتو کو لائے منا کر
جان لیتی ہے اوسکی جدائی	دل نے آخر کو دم پر بنائی

یاد اوسکی جو دل مین سمائی

یہہ غزل گاتے وقت یاقوت پری جوگی کو دیکہہ لیتیا

دل اک غمخوار تہا پہلو مین اپنے تہا سو خون وہ بہی	جو قسمت سے ملا ہی تہا گئی بخت نگون وہ بہی
دل وحشی سے بہلاؤن طبیعت خاک فرقت مین	ملا اک دوست قسمت سے گرفتار جنون وہ بہی
جو ملتا ہی رفیق نیک سیرت شاد ہوتا ہون	زبون ہوتا ہی لیکن صورت بخت زبون وہ بہی
مرے پردہ نشین کی مرحبا کیا بات ہی اے دل	محبت سے ہوا حاصل سوا اک درد درون وہ بہی
فراق ساقی گلفام مین یہہ تلخ ہی عشرت	شراب ساغر مین جو تہی ہی موج خون وہ بہی
سراپا دیدنی ہی انقلاب فرقت ساقی	دہرے ہین جام اک دو طاق مین سب واژگون وہ بہی

ای یوسف ثانی ترے انداز کے صدقے
بیتاب ہے عاشق سر بازار خبر لے

بیچون مین الم کے ترا عاشق ہوا پابند
ای کاکل خمدار ستمگار خبر لے

بے تیر ہے کیا زمرۂ عشاق مین اندیسیر
ای مہر عذار بت طرار خبر لے

بیطرح مین آئینہ کے مانند ہون حیران
ای عارض معشوق طرحدار خبر لے

بادل کیطرح شیفتۂ زار ہی گریان
ای صاعقۂ خندۂ عیار خبر لے

لیتا ہی مری جان تغافل ترا اچھا ہے
بھولے سے تو ایجان تو اکبار خبر لے

بجلی کو فلک پر ہی تڑپنے مین تفاخر
ہان ایدل بیتاب خبردار خبر لے

دعوا ہے بیداری کا فتنہ کی قدرت
اختر کی طرح ای دیدۂ بیدار خبر لے

غرق یم نخوت ہی سراسر دل نسیان
غفلت نکر ای چشم گہربار خبر لے

ای کاکل مشکین پریزاد خدارا
بڑہتی ہے ترے غم کی شب تار خبر لے

فرقت مین تری نرگس بیمار کے ظالم
بیمار ہوا بیدل ناچار خبر لے

کرتا ہی تجھے یاد مریض غم فرقت
رہ بھول کے آجا کبھی اکبار خبر لے

کیا غم سے ترا بلبل شیدا ہوا کانٹا
ای رشک چمن غیرت گلزار خبر لے

ہاتھون سے جنون کے ہی مرا جامہ تن چاک
دیوانے کی اپنے پی ستار خبر لے

کب تک وہ ستمگار رہی یون ہی گریزان
افسوس ہے ای جذبہ دل زار خبر لے

جانا زال کا جوگی کے پاس اور کہنا

زمانی جوگی کی

بناتا ہے جنگل بیابان مین	شگوفہ رعایت ہے ہر تان مین
ہر اک فقرہ سنکر اوس انسان کا	یہہ نقشہ ہی جنگل کے حیوان کا
ہین سکتہ گزندو چرندو پرند	ہین تصویر حیرت کی سارے درند
ہے کیا سوز چلتے ہوے ساز مین	نہین فرق آواز و اعجاز مین

ارشاد راجہ کا

مرا دل بہی سنتے ہی مشتاق ہوا	خدا کیلیئے اوسکو یان جلد لا

عرض یاقوت پری کی

اگر حکم ہو بہیجکر زال کو	بلاتی ہون اوس صاحب قال کو

ارشاد راجہ کا

خوشی سے تو بہیج اسکو جلدی پری	نہایت ہی دلکو مرے بیکلی

یاقوت پری کا راجہ کا حکم زال کو سنانا

ارے زال راجہ کا ارشاد ہے	ضرور اک جوان پریزاد ہے
سن ای تیز رفتار و چالاک پی	کریگا پرستان کی جب راہ طی
ملیگا تجہے اک نیستان بڑا	جوان ایک جوگی ہی وان مہ لقا
ہین گہیرے ہوے اوسکو سب جانور	یہی ہی پتا اوسکا ای باخبر

زمانی زال کی

ارشاد راجہ

مرا نام ہے زال ای نوجوان	مین آیا ہون تیرے ہی خدمتین یان
خدا جانے راجہ نے کس سے سنا	ترے دیکھنے کا وہ شایق ہوا
تری یاد مین ہو نہ بیکل کہین	مرے ساتھ چل جلد تر ای حزین
کریگا پلک مارتے مین وہ شاد	یقینا برآئیگی دل کی مراد

زبانی جوگی کی

نہین مجھکو ای زال اندر سے کام	ترے راجہ کو دور ہی سے سلام
ملازم تو اوسکا وہ صاحب ترا	مجھے کیا غرض کون ہی وہ مرا
تجھے اوسکی خاطر ہے حد سے زیاد	وہ کیا دیگا دل کی ہمارے مراد
ہی وہ دینے والا مرا کردگار	عنایت سے دیکھے اگر ایکبار
کلیدِ درِ گنج قارون ملے	شہنشاہی ربع مسکون ملے
ملے دین دنیا ملے زر ملے	فقیرون کو جاہ سکندر ملے
اگر یون ہی وہ میرا مشتاق ہے	مجھے دل کا نا ہی اب اشتاق ہے
نہین مجھکو چلنے مین تاخیر و عار	کہ ہی اک بری بد بلا انتظار

عرض زال کی راجہ کے حضور مین

مہاراج حاضر یہہ مطلوب ہے	اکہاڑے مین داخل یہہ مرغوب ہے

عرض جوگی کی

نہین مجھکو گانا سنانے مین عار	شرط قرار دل بیقرار

غزل زبانی جوگی کی

اک مہروش کے درد کی لذت چشیدہ ہون
اس میکدہ مین صورت جام آبدیدہ ہون

بیگانون کے بہی بار الم سے خمیدہ ہون
یعنے مین درد دل کے لئے آفریدہ ہون

وحشت سہی کہ گوشۂ عزلت مین امن ہے
آہو کی طرح اہل جہان سے رمیدہ ہون

دیوانہ فکر ترک تعلق نے کر دیا
کانٹون سے دشت کے بہی مین دامن کشیدہ ہون

مجہے کا تیر جب سے گلوگیر ہے جنون
گردن مین طوق غم ہے گریبان دریدہ ہون

مارا ہی تیری کاکل و شمشیر ناز نے
مین لاش سر بریدہ و افعی گزیدہ ہون

امید وصل سرو قدان سے ہون دور دور
مین نخل خشک یاس کی شاخ بریدہ ہون

عشق کمر مین نام کو اپنا نشان نہین
ہی ہی رخ عدم کا مین رنگ پریدہ ہون

یکسر ہون باز اپنے پرائے کی فکر سے
اے دل گلوی مرغ تعلق بریدہ ہون

کیون مجھکو کوئی پاس مین جگر ہو مدام
مین تا در امید دہ ہو مین نارسیدہ ہون

اسد رجہ ہون ضعیف کہ حرکت محال ہے
گویا مین آشیانۂ مرغ پریدہ ہون

از خویش رفتگی ہے محبت کی راہ مین
ہیہات اب قبای تحمل دریدہ ہون

فرقت مین اپنے گہر کی زمین آسمان ہے
ابر سیہ کبہی کبہی برق طپیدہ ہون

غزل میری زبانی جوگی کی

مقطع ضمیر جناب جلال لکھنوی

ہر ایک رات ہی فرقت میں رات ساون کی
ہمارے دیدۂ تر کو خیال خواب نہیں

کیا ہی دورِ قمر دورِ شمس کو تو نے
ہی شیر عکس سے رخسار کے شراب نہیں

نہیں ہے رونقِ میخانہ تو جو اے ساقی
کب آہ درد سے میکش کے خراب نہیں

یہاں تلک ہے وہ خاموش لبِ جام سے تنگ
کہ ایک چولی کے گوشے کو بھی جواب نہیں

کسی بہانے کی تا مینا زبان کھولی ہے
کب ہی بیت ہر اک فرد انتخاب نہیں

اسی پہ زندگی مستعار بنتی ہے
ثباتِ بحرِ جہاں صورتِ حباب نہیں

دو چار اپنے پسینے کے قطرے ٹپکا دے
مری غشی کے لئے حاجتِ گلاب نہیں

فراقِ ساقیٔ رعنا کا لطف اور ہی ہے
لہو شراب نہیں ہے کہ دل کباب نہیں

بناؤ خانۂ زنبور کسطرح پر تو
جہاں میں کونسے موذی کا گھر خراب نہیں

راجہ کا مالا دینا اور عرض جوگی کی

یہہ مالا کریں کیا اسیرانِ غم
گلا گھونٹتا ہی گریبانِ غم

اب آرائشوں سے مجھے ننگ ہے
کہ دل زینتِ جسم سے تنگ ہے

بنانا ہے بگڑی ہوی شکل عار
یہہ کافی ہے عشقِ صنم کا سنگار

گلے میں ہزار اشک کے ہار ہیں
گریباں کے سیکڑوں تار ہیں

ارشاد راجہ کا

بلبلو حال کے مرقع یہ ہی گلکاری	دام و دانہ سے نئے آج وہ صیاد آیا
کیون پسند لب جانان ہوا عورت نے	مین جو دنیا مین سراپا لب فریاد آیا
نہ رہا آج کوی غم جو انیس شب ہجر	مجھے اپنا دل گم گشتہ بہت یاد آیا
داغ سے خون محبت کے بچا دامن حسن	قتل کرنیکو مجھے ناز سے جلاد آیا
کہا گئی غنچۂ نوخیز کا دہوکا بلبل	آگیا پہنے ہوے گلگون جو وہ صیاد آیا
ضعف مین کوی نہ تہا ہمنفس تنہائی	دل سے نالہ بہی نہ لب تک دم فریاد آیا

پہر وہی رنج و محن درد و الم ہین پر تو
پہر وہی ظالم بیدرد مجھے یاد آیا

طرہ دینا راجہ کا اور عرض جوگی کی

نہین آپ سے مال کی التجا	یہہ طرہ کا دینا تو طرہ ہوا
اگر ہوتی زر کی تمنا مجھے	مری سلطنت بس نہ تہی کیا مجھے
ہین دینے مین صاحب کشادہ جبین	مجھے شکوہ تنگدستی نہین
نہین پہر کسی بات کی آرزو	ہے اوسکی ملاقات کی آرزو

یہی بس کہ اس بات پر ہان ملے
جو مانگون وہ ای حاتم جان ملے

شکرِ للہ کہ جلوہ نظر آیا تیرا — غضب اندھیر تھا ہجر میں جو تھا تیرا

شہزادہ

دشمنِ جان تھا مرے دوست نہ آنا تیرا — مگر اللہ نے دکھایا رخِ زیبا تیرا

پری

کر دیا بہوت پریزاد کو دیوِ غم نے — نظر آیا نہیں جس روز سے سایا تیرا

شہزادہ

قیدِ زندانِ سلیمان نے قیامت ڈہائی — ہای افسوس یہہ کیا حال لگا را تیرا

پری

اپنی حالت کی شکایت نہین لیکن صد شکر — حق نے پہر جلوۂ جان بخش دکہایا تیرا

شہزادہ

کون مادرِ بخطایان خلل انداز ہوا — کسکے باعث ہوا زندان مین یہہ جانا تیرا

پری

جانِ من گوہرِ الماس کی انکہین ہو تین — ربط دیکہا گیا اون سے یہہ میرا تیرا

شہزادہ

سنہہ چین خم کے کالے دو جہا غین ہونگے — جان پر دونون کی یہہ صبر پڑیگا تیرا

شدنی تہا سو ہوا رنج کا اب کیا موقع | اسکی شادی ہی کہ جلوا نظر آیا تیرا

پری

مہر سے حضرت پرتو کی ہو سحر نشیب | ای قمر روشن ہین اُجیل ہو زیبا تیرا

شہزادہ

ابد ابی یہی ارمان ہی آمین آمین | ثم آمین یہہ سخن فال ہو جانا تیرا

راجہ شہزادہ کا ہاتہہ زمرد پری کے ہاتہہ مین دینا

زبانی زمرد پری کی چوبولہ مین

راجہ کی تعریف کا مجہے نہین یارا | جان آئی ہے جان مین ملا جو پیہ پیارا

زبانی شہزادہ فیروز کی چوبولہ مین

عالم مین بالا رہی راجہ کا پایا | آہی کی دولت سے قابو وصل کا ہاتہہ آیا

زمرد پری کا مبارکباد گانا

جلوۂ حسنِ دل افروز مبارک ہووے | شادیٔ صحبت فیروز مبارک ہووے
ہمکو یہہ شمعِ شب افروز مبارک ہووے | غیر کو آہِ جگر سوز مبارک ہووے
آج تقدیر سے کیفیتِ دیدار ملی | جشنِ جمشیدیٔ نوروز مبارک ہووے
رہی رشکِ مہ بالا ترا ای چاند یہ بین | تا قیامِ فلکِ کوز مبارک ہووے

تاجر ساکن کڑیہ و شاگرد حضور مصنف دام اقبالہ

چو این مجموعۂ خوبی بدیدم — خوشا تزئین تو بر تو برآمد
میانِ صفحہ ہر ہر نقطۂ او — چو مہرِ آسمان پر ضو برآمد
حجابِ بر زیبِ روی خورشد — چو وصفِ طلعتِ پر تو برآمد
زہے اوستادِ بے مثل و یگانہ — کہ خستان بیشِ او بیرو برآمد

چو گشتہ غرقِ فکرِ سالِ عریان
سباہی مظہرِ نو برآمد

۱۳ ۰ ۶

از خاکسار سراپا نیاز محمد جمال الدین الحجاز

یہہ سباہے حضورِ پرنور کی — مایۂ حسن و انتظامِ بلیغ
نکلا ہمت کے منہہ سے بی شش و پنج — ہے یہہ گنجینۂ کلامِ بلیغ

۱۳ ۰ ۶

ہیرن رتیان ترپ گجاری — پرتو نے خبر نہ لی ہماری
اون بن پرت نہین چین — تڑپت ہون ساری رین

زبانی راجہ اندر کی

مرے دل کو خوش تو نے سبنل کیا — ہے اب سر مین نرگس پری کی ہوا

آمد نرگس پری کی

نرگس پری اب آتی ہے نازو ادا کے ساتھ — ہین دل فریبیان عجب ایمن ادا کے ساتھ
انکھون کے ہر اشارے مین دلکو لبھاتی ہے — اس شوخ کے جلو مین ہین غمزہ بلا کے ساتھ
بیباکیان ہین کسقدر اسکے مزاج مین — انکھین لڑاتی ہے یہ نسیم و صبا کے ساتھ
تخت اسکا شرط باندھے جیسا ہزار بار — دعوا ہے اسکو تیز روی مین ہوا کے ساتھ

رفتار مین ہے اسکی قیامت کا ماجرا
پرتو مین فتنے ہر نگہ حشر زا کے ساتھ

زبانی نرگس پری کی

نرگس پری ہو مرد مک چشم حور ہون — ہین شاہدان دہر کی آنکھون کا نور ہون
ہین اور یہ بھی قدح آفتاب واہ — جام شراب حسن کی مستی مین چور ہون
بچتے نہین نگاہ جہانگیر سے مری — انسان ہے اگرچہ بہت دور دور ہون

پری

مین پریزاد ہو جوان بخانو صاحب	بہوت دیو اور کوی شیطان بخانو صاحب
کیون یہہ لاحول ولا انکہہ کو ملکر دیکہو	ہو چکی بلیند چہپر کہٹ سے نکلکر دیکہو

شاہزادہ

آدمی زاد ہین آتے ہین پریزاد کہان	اگر آتے ہین بے سیر ہوا پر تو نہان
مجہے باور نہین آتا ہے یہہ کہنا تیرا	ان بناوٹ سے بگڑ جاینگی سمجہہ بتلا

پری

خوب دیکہا جو سنا تکا پرستان مین جواب	گہر ہے بندی کا نہین انکا ایوان یہہ جناب
مین نے پہلے ہی کہا نیند سے انکہین کہولو	غور سے چار طرف دیکہکے پہر کچہہ بولو

شاہزادہ

کیا کہا این یہہ مکان کا ہی قصہ کیا ہے	ای پری صاف بتا حال معما کیا ہے
مین تو کوٹھے پہ تہا اپنے یہان آیا کیونکر	آدمی زاد کو بے پر کے اڑایا کیونکر

پری

راجہ اندر کے یہان ناچ کو جانے جاتے	ہو کے عاشق تجہے گہر لائی ہین آتے آتے
دلین گہبراؤ نہین آؤ گلے سے لگجاؤ	مجہے ترساؤ نہین آؤ گلے سے لگجاؤ

شاہزادہ

پری

راجہ اندر کے یہان کیا ہی تم اکہاڑا ہے
ای پریزاد [illegible]

شاہزادہ

کام اندر کے یہان ناچ ہی ان ہیم
شاد ہو ہو دل مین کہ لذت کی لذت پاؤ
ارسے دیوانے پریزاد کی صحبت پاؤ

شاہزادہ

[illegible]

پری

[illegible]

شاہزادہ

[illegible]

پری

[illegible]

مرے دلبر مرے جانی مرے پیارے مرے یار	مجھے اصلا نہیں کچھ تیری خوشی سے انکار
اتنا آزردہ نہو حکم بجا لاتی ہوں	ناچ دکھلاتی ہوں دیکھو سنو گاتی ہوں

شاہزادہ

بس بس اپنا نہیں اب راگ سنانا مجھکو	ناچ بس دیکھ لیا پھر نہ دکھانا مجھکو
جسے سننا ہو ترا راگ وسے راگ سنا	جسے بہاتا ہے ترا ناچ اوسے ناچ بتا

ہمقافیہ بر غزل رند صاحب لکھنوی زبانی ریحان پری بہیرویں میں

بے سبب پھر ہے وہ بیزار خدا خیر کرے	پھر ستاتا ہے مجھے یار خدا خیر کرے
پھر گلوگیر ہوی زلف صنم کی الفت	پھر گلے پڑتے ہین زنار خدا خیر کرے
یاد ابرو سے پھر اس زخم کہ دل مین مرے	پھر چلیگی وہی تلوار خدا خیر کرے
پھر ہوا نرگس دلدار کی دوری کا مرض	پھر ہون بیمار کا بیمار خدا خیر کرے
پھر دکھائیگا مقدر وہی نظارہ یاس	پھر ہے دل طالب دیدار خدا خیر کرے
پھر بنانے لگا بیمار مجھے شوق وصال	پھر ہوا ہجر کا آزار خدا خیر کرے
بدگمان پھر مرے جانب سے ہین دربان اوسکے	پھر نگہبان ہین ہشیار خدا خیر کرے
پھر وہی طور وہی جور ہین اسکے ہیہات	پھر وہی غم کے ہین آثار خدا خیر کرے
پھر وہی منتظری اور شب وعدہ وہی	پھر مین دم کے وہی آثار خدا خیر کرے

تری بانکی ادا نے مرا دل چھین لیا جان

ناز غضب کا نخرہ بلا کا چلن قیامت کا	فتنہ ہی سایہ ای ستم آرا تیری قامت کا

تری بانکی ادا نے مرا دل چھین لیا جان

پردہ اٹھا کے جلوہ دکھا دے گلے سے لگجا تو	ہزار زحمت ہی اک دوری پر تو جلد آ تو

تری بانکی ادا نے مرا دل چھین لیا جان

سعید ارداہو کا باری باری سے مجرے کیلئے پریونکو خبردار کرنا

جلو باری باری سے مجرا کرو	اکھاڑے مین پہر نام پیدا کرو

غزل ہمقافیہ بر غزل مرزا داغ صاحب دہلوی زبانی صنوبر پری

پامال اضطراب ہو پروردگار دل	بیتاب کرنے پائے نہ پہر بیقرار دل
ہی جب سے عشق گل رخسار یار دل	جا کون نے ایک دل کے بنائے ہزار دل
داغوں کی روشنی نے بہو کا بنا دیا	ہوگا پس فنا بہی چراغ مزار دل
بیٹہے بٹہائے کاکل پیچان مین پہنس گیا	سودا م کا کسکے ہوا ہے شکار دل
لوگو گلا کسیکی کدورت کا کیا لئے	سمجھو کہ ہر بشر کا ہے مشت غبار دل
چشم صنم اشارہ کرے چاہ سے اگر	بر سے نکل ہی آئیگا بے اختیار دل
راہ فراق یار مین آنسو کے ضبط سے	مانند آبلے کے ہی ناپائدار دل

غزل ہمقافیہ بر غزل جناب جلال صاحب لکہنوی زبانی سنبل پری کی بحر وہی مین

بیخودی مین جو آیا تو سنبھلنے نہ دیا — شوق نے یار کو کروٹ بھی بدلنے نہ دیا

ضبط نے قطرہ پسینے کا بھی ڈہلنے نہ دیا — جوشِ گریہ نے مجھے گو کہ سنبہلنے نہ دیا

دامنِ رازِ محبت نہوا جیبِ سحر — پاؤن ٹہہ پڑگئے مجھے ضعف نے چلنے نہ دیا

جب سے آنکھون مین سمائی ہے نزاکت اوسکی — دامنِ جانان نے مجھے آنکھ کو ملنے نہ دیا

یار نے جلوۂ رخ سے مجھے محروم رکھا — شمع بر بزم مین پروانے کو جلنے نہ دیا

آگیا جب مرے گودمین کچھ دیکھ نزما — آنکھ کو گرمیٔ صحبت نے اوبلنے نہ دیا

نازکی ہوگئی سدِ ہوسِ پامالی — دو قدم بھی اونہین کوچہ مین ٹہلنے نہ دیا

داغ اور اشک ہمین عشق سے حاصل ہوے — نخلِ ماتم کو ابھی پہولنے پھلنے نہ دیا

اسقدر سیرِ فلک راہزنِ وصل رہا — ہجر کی شب بھی مرے دم کو نکلنے نہ دیا

خون رولایا تری مہندی کے تصور نے بہت — پاؤن کے آبلون نے جب مجھے چلنے نہ دیا

ایکحالت پہ رہے داغ ہمارے دل کے — رنگ گلشن کو ترے غم نے بدلنے نہ دیا

اوس جوان سے چہپا چرخ یہان پیری بہی — رات تجلی وہ دکہائی کہ سنبہلنے نہ دیا

کوسے کا نہ گمان ہو کہین اوس بدظن کو — اسی ڈر سے کفنا فن مین بہی ملنے نہ دیا

پاسِ اعدا نے مری جان نکالی ظالم — مجھے ٹھنڈا کیا گر غیر کو جلنے نہ دیا

زبانی ریحان پری کی

ارے لالہ دین ہم تو قربان جاون

زبانی لالہ دیو کی

مجھے کام کیا ہے جو بولون یہ حال
کہ کیا بات مین ہے یہ لالا خیال

بے آب ہو کنارے ہے ابرو کے روبرو	بوندی کی آبرو کو لیا اس کنارے نے
روشن ہو خاک شمع سر قبر ہو مو	مارا ہے شہر کی شب ہجر یار نے
ای گل نہین ہے کیا دل صد چاک پہ مرا	شانہ اگر ضرور ہے گیسو سنوارنے

پرتو حصار یار سرو تمنا مین پہنسگیا
ڈالا ہے کس بلا مین شب انتظار نے

ٹھمری زبانی نرگس پری کی بہیرین مین

آج سینے مین پیارا نظر آیا ہے	روتے جی کو سمجھایا ہے
نیند سے جب آنکھین کھولی کوی نہا جز تنہائی	دل نے بہت تڑپایا ہے

آج سینے مین پیارا نظر آیا ہے

پھر کیا پرتو نے مگر در پردہ میری حالت پر	جلوہ مجھے دکھلایا ہے

آج سینے مین پیارا نظر آیا ہے

ریحان پری حاضر ہونے سے راجہ لالہ دیو کو یہ ارشاد فرمانا

ارے لالہ ریحان گئی ہی کدہر	تو کس نیند مین ہے ارے بیخبر

آنا لالہ دیو کا ریحان پری کے محل پر

زبانی لالہ دیو کی

ریحان پری ...

زبانی ریحان پری کی

راجہ شہزادے سے مخاطب ہو کر کہنا

ارے آدمی زاد تو کون ہے
ہوا مفت برباد تو کون ہے
نیا نام اور سلام ہے کون
پرستان مین کون لایا ہے

بیان شہزادے کی

مین لایا ہون ریحان کو جا کر حضور	اکھاڑے مین حاضر ہے یہہ پر قصور
اک انسان پر ہو کے بس مبتلا	کہین سے گھر اپنے یہہ لائی او رہا
ہتی ہمجلسہ او سے بہت شاد شاد	سزا کے سزاوار ہے نامراد

ریحان پری دیو سے مخاطب ہو کر کہنا

ارے لالہ کم بخت ارے بدخصال	کہا من وحن آ کے راجہ سے حال
ہوا سرخرو کھا کے چغلی تو کیا	ترا دل تو داغی کا داغی رہا
خدا کی پناہ تیرے اطوار سے	بدل ہی گیا اپنے اقرار سے
ہمارے دلون کو دیا مارے دکھہ	نپائے کبہی تو بہی دنیا مین سکھہ
یہہ سمجہ ہے خدا منتقم ہے بڑا	ملیگی تجہے اس جفا کی سزا

ارشاد راجہ کا لالہ دیو کو شہزادہ گلرو کو ہمراہ لانے

ارے لالہ وہ کون بدکار ہے	جو ریحان کے گھر مین گرفتار ہے
مرے سامنے اوسکو تو کہینچ لا	پرستان آنیکی دونگا سزا

عرض دیو کی

مہاراج حاضر ہے ریحان کا یار	اسیکی گرفتار ہے نابکار
اسے کہینچ لایا ہے جا کر غلام	یہان حسب ارشاد ذی احتشام

سہون کس پرستان اپنا حال
پرستان مجہ چلا بیجہ جال
فقط ایک ریحان لایا ہے
...

۴۷۵

کہنا شہزادہ کا ریحان پری سے

اری ننگ قوم پری جان ہے تو
نہایت ہی بے شرم ریحان ہے

عرض ریحان پری کی

غزل معافیہ از آغا جان داغ صاحب دہلوی زبانی جوگن کی

ارے یار ناداں ارے بے شعور	کیا تجھکو بدنام خود کے حضور
میں بولی ہی لیکن تجھے کد رہی	اوسی دیر کی ہے یہ غارتگری
زرا میرا کہنا نہ تھے سنا	مرے جان تو آخر بلا میں پڑا
جو حافظ ہے ہر جن و انسان کا	نگہبان وہی ہے تری جان کا
اگر زندگی ہے ملینگے ضرور	نہیں تو ہوئے سو ہوے دور دور

ارشاد راجہ کالا دیو کو واسطے قید کرنے شہزادہ گلرو کے اور ریحان پری کو اکھاڑے سے نکالدینے

ابھی اس شہر کو پہنا طوق تو	ارے لالہ قمری بنا سرو کو
اگرچہ ہے اک رشکِ شمشاد یہ	نہ غم سے رہے لیکن آزاد یہ
قفس میں کر اس گل کو یوں قید تو	صبا سے کبھی ملنے پائے نہ بو
پروں کو تو ریحان کے بس توڑ دے	پرستان کے باہر ابھی چھوڑ دے
نہو پھر مری بزم میں اسکو بار	رہے دامن دشت میں خوار و زار

آنا ریحان پری کا جوگن بنکر

ہای ریحان پری اب آئی ہے جوگن بنکر	رنگ لائیگا بیابان یہ گلشن بنکر
پاؤں میں خار ہے پر خاک سے مملو سر ہے	آ رہی ہے ہمہ تن دشت کا دامن بنکر

قصہ سیدار دیوکی

ترے کو چین ای شکیب بری ہشیار کون ایا
فلک کے دور مین ہر دم ہے دلبر اک نیا پیدا
گہر ہو ای ور دِ محبت دندان جانان مین
محبت چا گئی ساقی کی رفتہ رفتہ گرد و نیر

کوی دیوانہ آتا ہی کوی مستانہ آتا ہے
ترے عاشق کے ہاتہ ای مست پیمانہ آتا ہے
ہماری جیب مین تسبیح کا جب دانہ آتا ہے
در میخانہ پر ابو سیہ مستانہ آتا ہے

زبان پر ماجرا ہے رات دن طبع پریشان کا
یہی اک سنئے ای پرتو ہمین افسانہ آتا ہے

جوگن یہہ ٹھمری گاتے وقت سیدار دیو کا اتفاقیہ ادہر آنا

آجا دلبر جانی رے

تجہہ بن دن رین پرت نہین چین
پرتو تیرا مکہڑا جب سے نہین دیکہا

تڑپ تڑپ جیا جاوت ہے
دم کی تجہہ بن آوت ہے

ٹہمری زبانی جوگن کی

مکہڑا دکہا جا پیارے رے جانی رے یار رے
موہے کل نہ پرت بن دیکہے کرم کر آنا جہپر

مکہڑا دکہا جا
تیرے بلہار رے

سو طرح کے درد و بکا ہی یہہ سینہ فراگنج
پرتو تری در کیا غضب کرسے کہو رنج

کوی نہین غمخوار رے

آنا سیدار دیو کا نزدیک جوگن کے

زبانی جوگن کی

اسی غم مین ہم ہو رہے خاک سے
اسی سے نکالا ہے افلاک سے
اسی سے کیا ہم اخانہ خراب

در بیت زبانی جوگن کی

چل اب شاد وشاد اے اسیر بلا	بر آئیگا دکھ تیرے مدعا

زبانی جوگن کی

عجب اے سپیدار تجھہ سے عجب	مرے ساتھہ یہہ دل لگی بے ادب
فقیرون کو پہر کیون ہو پرواے شاہ	نہ مرغوب زر ہے نہ مطلوب جاہ
وہ کیا دیگا ایسے خزانے مجھے	بہت کچھہ دیا ہے خدا نے مجھے
اگر راجہ اندر ہے طالب مرا	تو چلتی ہون چل مجھکو انکار کیا

عرض سپیدار دیو کی

مہاراج جوگن کو حاضر کیا	بجالایا فرمان غلام آپ کا
وہ دلچسپ ہے اسکی ہر ایک تان	فلک پر تڑپتی ہے زہرہ کی جان
عجب طرح کے یہہ دکہاتی ہے بہاؤ	بہت یاد ہین دلربائی کے داؤ
عجب کیا مقابل بشر گر نہین	پرستان مین بہی کوئی ہمسر نہین

ارشاد راجہ کا جوگن سے مخاطب ہوکر

اری جوگن اتنی تو غمگین ہے کیون	بتا دل ترا دردآگین ہے کیون
ہوئی ہے تو شوریدہ سر کسلیے	کیا ہے بیابان مین گہر کسلیے
ہے دوری سے کسکی خلایق سے دور	غضب یاد مین کسکی بہولی سرور

پہر وہی زبانی جوگن کی

زبانی راجہ کی

ابروی طفلِ حسین کیا ہے جو شمشیر نہین
نی سواری ہی کا کوڑا ہے اگر تیر نہین

دیکھتے ہی دلِ مجروح رخِ روشن نے کہا
مدحتِ رخ ہے یہہ والشمس کی تفسیر نہین

جوشِ حیرت ہی مگر باعثِ ازادیٔ غم
زلف بتصویر کے بس مین دلِ تصویر نہین

جب سے عارض مین ہے تحریر رونق نرم لب
ماہ مین نور نہین اختر مین تنویر نہین

عکسِ ابرو سے نمودار صفا کے باعث
دوش پر آئینہ تن کے کوئی شمشیر نہین

سرخرو ہونگے اسے عاشقِ ابروی قاتل
جانتے ہین کہ مہِ نو تری شمشیر نہین

ناز و انداز سے عاشق کو کرینگے وہ شہید
نہ سہی پاس جو خنجر نہین شمشیر نہین

بوالہوس کو وہین یاد آنچھی انکا دو
شیر کی دہاڑ ہی قاتل دمِ شمشیر نہین

بات کرتا ہون اشارون مین تصور سے ترے
ناتوانی مری قفلِ لبِ تقریر نہین

عشقِ سیمین بدنان نے یہہ کیا مستغنی
گرچہ ہون خاک مگر طالبِ اکسیر نہین

کسکے دیوانے ہین یہہ اہلِ تشین یارب
کہ جدا جیب کے گریبان سے زنجیر نہین

چشمِ ساقی کے ہر اک دورہ پہ قربان رہے
خطِ ساغر ہے ہمارا خطِ تقدیر نہین

ای شہِ حسن نہ تصویر کبھی کھچوانا
کہ جہان مین شہِ تصویر کی توقیر نہین

اسمین پرتو ہی زبان اپنی زبانِ ناسخ
آب بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین

رُلواتی ہے جو اک صنم کعبہ رو کی چاہ
پانی اچاری آنکھ کا زمزم سے کم نہین

روٹی کے لقمہ لقمہ سے کٹنے لگا جگر
فرقتین تیری مجھکو غذا سم سے کم نہین

سینہ زنی ہی حاصلِ ارمانِ قتل ہے
ذی الحجہ بیکسون کو محرم سے کم نہین

ہون دشمنون کے سینہ پر اک سل نا تواِن
اپنے جو ہاتھ دوست کے محرم سے کم نہین

میخانے مین ہے زحمتِ ساقی سے انقلاب
ایدل ہر ایک مغ ہمہ تن غم سے کم نہین

غم مین ہے ایک سینہ کے سینہ خراشیان
عاشق کے ہاتھ پنجۂ ماتم سے کم نہین

کہتے ہین شعرِ ذوق سے پرتو ہمارے شعر
ہم تم سے یار کم نہین تم ہم سے کم نہین

راجہ کا جواہر دینا اور عرض کرنا جوگن کا

جواہر سے مجھے رغبت نہین - مال کی دل مین حسرت نہین - میری دولت جب سے لٹ گئی ہے دنیا کے جھگڑون سے جان چھٹ گئی ہے

غزل ہمقافیہ بر غزل جناب ذوق دہلوی زبانی جوگن کی

فغان و آہ ہین پیدا مری زبان کیلیے
دلِ حزین کی ہی خلقت غمِ بتان کیلیے

طوافِ خاک ہی خواہانِ غم نشان کیلیے
کہ ہی زمین کی قدمبوسی آسمان کیلیے

اوس آفتابِ لب بام تاب جان کیلیے
مرے جفای ستمگارِ آسمان کیلیے

ہوئی ہے بال کا پہندا ہوا ہے موی کمر	ستم شعار فر طایر توان کیلیے
ہے جوش پر اثر سوز ہجر شعلہ رخان	زبان شمع ہے لا مجھے زم فغان کیلیے
سپہر حسن ہو تم سیر چاند سورج ہون	ہے ور شمس و قمر زیور آسمان کیلیے
نہین ہے حاجت شمع فروغ شمس و قمر	بس ایک پیر مغان محفل مغان کیلیے
نگاہ ناز سے اک دم تو دیکہہ ادہر قاتل	ہے منتظر دل بسمل تری سنان کیلیے
وہ آج میری عیادت کو آئینگے یارب	عطا ہو تاب بیان بندہ کی زبان کیلیے
غم فراق نگاہ مسیح کا ہون مریض	ہے درد مجھکو طبیب مرا جدا ان کیلیے
نہ بہیر تہسے منہ اے دل حزین ہرگز	ہے خلق بندہ فقط سوز نہان کیلیے
زبان پہ پیر مغان کا ہی نام آتا ہے	جو زاہد آتے ہین میخانے مین اذان کیلیے

دو ہتیلیان مری پرلہو دستیان ہین مجھے
سیاحت یم نیرنگی جہان کیلیے

غزل ہمقافیہ بر غزل جناب مومن دہلوی زبانی جوگن کی

بیوفا دل آزمانا چھوڑ دے	چھوڑ دے مجھکو ستانا چھوڑ دے
دل مین آتا ہے تو پہلو مین بہی آ	ورنہ یون در پردہ آنا چھوڑ دے
ہے اگر خوی حجاب ای سخت دل	آئینے کو منہہ دکہانا چھوڑ دے

قید سے چھوٹ کرانا شاہزادہ کا اور جوگی کے بعد ملاقات کرنا ریحان پری کی اور بیان اپنی سرگذشت کا

خدا آپ سے قدردان کو آباد رکھے عیش و عشرت سے دلشاد رکھے جسکی تلاش میں یہہ حال ہے اگر اوسے نہ پیدا کرے تو اوس سے سرگرانی مین سرداری کیا کرے راجہ نے اوسکا نام سنکر آہ کی ہو تعجب کیا جو مراد کو پہنچون

مچلکہ دینا راجہ کا اور غش لگانا جوگن کا اشتیاق مین گلرو کے

لائی ہے جسے یہان ہوس و غفلت گلرو — دکھلاؤ مہاراج مجھے صورت گلرو

صد شکر کہ یہہ بار گران ٹل گیا یارب — تھی کوہ بلا سر پہ مرے فرقت گلرو

اب قید سے منگواؤ مرے راحت دلکو — بیچین مجھے کرتی ہے یہہ زحمت گلرو

خون روئیگا دشمن اسے آپ دیکھکے خندان — یون وجہ تبسم تھی اگر رقت گلرو

پرتو کی عنایات کا کیون شکر ادا ہو
حاصل ہوی ہے جسکے مجھے صحبت گلرو

ارشاد راجہ کا لالہ دیو کو

ارے لالہ جلد آکر روبرو — ذرا غور سے دیکھہ جوگن کو تو

یہہ مکارہ جوگن ہی ریحان پری — بڑی چال چلکر یہان آگئی

قفس سے یہان لاکے اب جلد تر — تو گلرو کو ریحان کے تحویل کر

کبھی عفو ہوتی نہ اسکی خطا — مگر دل سے مین نے مچلکہ دیا

پری
شہزادہ
پری
شہزادہ
پری
پری
شہزادہ
پری

قطعات تاریخی

مست راجہ کو کیا ناچ کے گا کین نے	اسی قابو میں لیا مانگ کے دلدار تجھے

شہزادہ

زر کی پروا نہ رہی ہیری طلب کے آگے	لقب مست محبت ہی سزاوار تجھے

پری

وای گل ہو گئے ہوا خار تو اس گلشن میں	بار ایام قفس نے یہہ کیا زار تجھے

شہزادہ

وہ جو ہوتا تہا ہوا ہجر میں دونوں جانب	ابتو تحویل مرے کر چکی سرکار تجھے

پری

التجا مہر سے ہے حضرت پرتو کی بہی	تجہہ سے تجہہ کو پہر آئے نہ پہر چرخ ستمگار تجھے

راجہ کا شہزادہ گلرو اور ریحان پری کا ناتہ میں ناتہ ملانا اور تینوں پریوں کا معہ ریحان پری مبارکباد گانا

جلوہ شوخ طرحدار مبارک ہووے	نو بہار گل رخسار مبارک ہووے
یہہ تری نرگس مخمور مبارک ہمکو	باغیوں کو دل بیمار مبارک ہووے
اس چمن میں ہو مبارک ہمیں آزادی ہم	ہم کو جان گرفتار مبارک ہووے
چشم بد بین کو ہو حیرت سے مبارک سکتا	ہمکو یہہ آئینہ رخسار مبارک ہووے

قطعہ تاریخ تولد جہاں زادہ

ایضاً تاریخ تولد جہاں زادہ مصنف

۴۸۳

تقریظ از عالیجناب فیضیاب قابل دہر علامۂ عصر سرزمانہ اوستاد یگانہ شاہ محمد صادق الحسینی چشتی القادری شریف الشعرای مدراسی مدظلہ اوستاد حضور مصنف دام اقبالہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد مبرہن باد کہ دریں ایام مسرت انجام گلشن نظم و نثر سخن پر بہار است و حدیقۂ جانفزای این فن سراپا نقش و نگار ۔ عندلیب زبان شیوا بیان اہل کمال بزبان فارسی و اردو ترانہ ریز است و طوطی شکر شکن طبع ہر صاحب خیال بہ آئینہ داری حسن مقال نغمہ انگیز این مجموعۂ نو گلستان ہمیشہ بہار معانی است ۔ و لفظ لفظش گل بیخار نکتہ دانی ۔ ہر بیتش قصریست کہ حوران جنان سخن بہوا داریش مسرت انتما ۔ و ہر مصرعش منظریست کہ شاہدان مضامین نو آئین از ان گرم تماشا مرکز کافش سنبل نہار ۔ و دوایر حروفش بسبزی حسن ترکیب رشک جویبار ۔ ہر گل مضمون پر انوارش رشک گل خورشید و ہر نقش موزون اشعارش چشم و چراغ ناہید ۔ دو دیوان اردوی مہر منیر آسمان شوکت و جاہ ۔ سخن سنج و سخن پناہ معدن سلاست و فصاحت مخزن بلاغت

بحمد اللہ از فضل رب رؤف
جو فکر سخن کردہ نواب ما
نبشتہ دو دیوان بہر سرور
بہ اردو ز تنویر ذہن رسا
ز فکر سن خواہ ناگہاں
طپش گفت گلزار عشرت فزا
۱۳۱۶

ولہ

دو دیوان است پرتو والا گہر
در فصاحت ہمچو خان آرزو
کرد فکر شعر بہر یادگار
در زبان ساکنان لکھنؤ
از سر بہجت طپش گفتا سنش
دُرفشان دیوان پرتو سال او
۱۳۱۶

طلیع - جناب محمد درویش صاحب قریشی مانیجر
گورنمنٹ محامڈن ساری رزلٹ اسکول بستی باغ
شاگرد جناب شریف

لکھا کیا حضرت پرتو نے دیوان
کہ ہے ہر شعر اوسکا پر ضیا خوب
اٹھا کر اپنا جوش طبع نے سر
سن اوسکا کہدیا دیوان مرغوب
۱۳۱۶

ناطق - جناب غلام محمد محی الدین صاحب شاگرد جناب شریف

ہے یہہ دیوان جناب پرتو کا
بے نظیر زمان و مظہر فیض
آسمان سر جھکا کے ناطق سے
کہدیا سن کلام مصدر فیض
۱۳۱۶

غلطنامہ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامہ دیوان اول جو متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	٦	ہمری	ہمرہی
٦	٧	ہیف	حیف
١١	١	تری	مری
٢٤	٤	ہوتے	ہونے
٢٥	٥	کے	کی
٢٩	٣	چھیڑ گا	چھیڑ کر
٣٤	١٠	حقمین	حق من
٣٦	٢	کی	کے
٤٠	١٢	میرا گلہ نہ شکوہ	میرا گلہ ہی شکوہ
٤٣	١٥	کا	کی
٤٤	٦	بس	پس
٤٤	١٤	سراقرار	ہراقرار
٤٤	١٥	لعب خورشند	لعب خورشید
٤٤	١٥	جوہے	چوتہے
٤٦	٣	جسسے	جسنے
٤٦	٤	تیکک	تلگ
٤٦	١٤	آح	آج

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	٣٠	شیخ مجھے	شیخ جی مجھے
١٣	٢١	لعل میں یار مین	لعل یار مین
١٤	٢٢	نکل	بدل
١٦	١٢	ہوکا	ہوگا
١٦	٢٨	کبنی	کبھی
٢١	٢٥	کہستمل	کہنمل
٢٣	٢١	اوربتا ہے	اوڑبتا ہے
٢٤	٢٣	جدابی	جدائی
٢٤	٢٨	یون نہار	اگر یون ہی وہ
٢٥	٩	کواوہ	کووہ
٢٨	٢٨	یار	مار
٢٩	١٣	ہوتی	ہوتے
٣٠	٢٣	ہمین	عمین
٣٠	٢٤	مرغ ادہر	مرغ اودہر
٣١	١٠	میرے	مرے
٣٦	٢٧	سگنا	سگ
٤٠	٢٣	لکہتا ہے	لکھتا ہے
٤٠	٢٤	ترکا	تڑکا

غلطنامہ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامہ دیوان اول جو متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱	کل	کی
۶۱	۱	زرا	ذرا
۶۱	۱۵	ام	نام
۶۲	۲	حاجت	حاجت
۶۲	۵	اوسکو	اسکو
۶۲	۶	چرآتا	پرآتا
۶۳	۸	غیر	غیر
۶۳	۱۵	ناتر	ناز
۶۴	۱۰	تک	تنگ
۶۴	۱۱	زرا	ذرا
۸۳	۹	فقط	حفظ
۸۶	۹	غذارون	عذارون
۸۸	۹	تمہاری	تمہاری ا
۸۸	۲	پیچ	پیچ
۸۸	۱۵	نکالی	نکالی
۱۲۹	۴	پاس	پاس ہے
۱۲۹	۵	حکرح	جسطرح

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۲۸	تکرا	ٹکرا
۴۲	۲۲	حاسہ	حاسد
۴۴	۲۸	کہا	کیا
۴۷	۵	پربوسنے	پرتونے
۵۴	۲۵	پائی	پائی
۵۵	۱۰	پہیول	پہول
۵۵	۱۱	ترا	ترا
۵۶	۹	غم	غم
۵۸	۱۳	مہک	مہک
۶۰	۱۰	ترا	مرا
۶۰	۱۲	بوٹہ	نقط
۶۰	۲۴	متو	تو
۶۰	۲۸	اسکا	میرا
۶۱	۲۰	بام	جام
۶۲	۲۱	ابیل	ایدل
۸۱	۲	پھر	پھر
۸۴	۲۶	اختیاء	اختیار

غلطنامہ ہردو دیوان ہذا

غلطنامہ دیوان اول جو متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۹	۷	من	مین
۱۳۰	۸	واورن	دادرس
۱۳۰	۱۰	مین	ہین
۱۳۱	۳	اکسر	اک
۱۳۱	۱۴	کائی	لائی
۱۳۷	۲	شانہ	سوناسائی
۱۳۷	۶	ای بتربائی	ای بت ترباجی
۱۳۹	۱۲	اکی	اونکی
۱۴۰	۸	سرکے طرح	سرکی طرح
۱۴۰	۱۳	تدبیرکا	تقدیرکا
۱۴۰	۱۳	انسان کے	انسان کی
۱۴۲	۲	فرقت	ہجران
۱۴۳	۶	ستارون کے	ستارونکی
۱۴۲	۵	کعبے کے	کعبے کی
۱۴۲	۱۳	وہین	فقط
۱۴۶	۴	بھی	ہے
۱۴۹	۱	پھ	سکا

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۲۰	گاز	گاج
۱۰۹	۲۰	درصنم ماروہاٹر	درصنم دمائردائر
۱۲۱	۲۰	رع	مرغ
۱۲۲	۶	اہین	امین
۱۲۲	۷	کرولن	گردن
۱۲۵	۱۵	مرجابیگا	مرجائیگا
۱۲۵	۱۶	گذرجابیگا	گذرجائیگا
۱۲۵	۱۸	کہابیگا	کہائیگا
۱۲۵	۲۰	پابیگا	پائیگا
۱۲۵	۲۲	ڈہابیگا	ڈہائیگا
۱۲۵	۲۴	لابیگا	لائیگا
۱۲۵	۲۶	پابیگا	پائیگا
۱۲۶	۲۲	ہمین اپنا	ہمین اپنا
۱۲۸	۱۰	کیاکرتب	کیاکرمک
۱۳۰	۱۶	نون	ہون
۱۴۳	۳	دن	دین
۱۴۳	۲۹	تک	تمک
۱۲۵	۲۲	اپی	اپنی

غلطنامۂ ہردو دیوان ہذا

غلطنامۂ دیوان اول جو متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۱۳	تیرے وہ کالے	تیری اہ کالے
۱۶۶	۸	میان	یہان
۱۷۲	۲	گہل	گل
۱۷۶	۱۰	کے	کی
۱۷۷	۱۵	یہ	پر
۱۷۸	۱۱	ہنیں	نہیں
۱۸۰	۱۰	چہوتے	چہوتین
۱۸۲	۶	منظور	منظور
۱۸۴	۱۵	اہ	آہ
۱۸۷	۵	بیداری کا یار	بیداری اُسکا شکوہ یار
۱۸۷	۱۱	عالم ہون تجہہ	عالم ہون تجہے
۱۹۰	۱۵	بس	سب
۱۹۱	۴	ہنی	پہنی
۱۹۱	۱۰	رہاسے	رہے
۲۰۳	۳	مقام	قیام
۲۰۳	۵	پیگر	پیکر
۲۰۳	۸	پڑیا	پڑا

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	۵	ہی	بہی ای
۱۳۷	۱۹	ہتیری	تیرے یا اوسکے
۱۳۸	۱۵	بوسۂ	بوسہ
۱۳۸	۲۶	دلالہ	دلآلہ
۱۳۸	۲۷	اہنی	اپنی
۱۳۹	۳۰	عمر بہو	عمر بہر
۱۴۰	۷	ہسوتا	ہوتا
۱۴۰	۷	طبلہ	طبلے
۱۴۰	۹	یہ	بر
۱۴۰	۲۷	کوتو	گوتو
۱۴۱	۱۶	چلتی ہیں	چلتی ہے
۱۴۳	۱۲	آجا یگی	آجائیگی
۱۴۴	۱۳	کیونکر	کیونکر
۱۴۴	۲۵	عکس ہے رخ کے لیے لیکن کا میری آنکھین	عکس ہے اسکے لیے لیکن کا آنکھوں مین فرض
۱۴۵	۱۴	پسینے کی	پسینے کا
۱۴۶	۱۹	قرکب	مرکب
۱۴۷	۲۷	بہرتی ہین	بہرتے ہین
۱۴۸	۳۰	رنجیر	زنجیر
۱۵۸	۵	مہر کے	مہر کی

غلطنامہ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامہ دیوان اول جو متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۴	۱۳	ہتم	ہم
۲۰۶	۱۰	یہ اونسے	پر اونسے
۳۰۸	۹	دونو	دونون
۲۳۱	۷	بخت برگشتہ نے	بخت برگشتہ
۲۳۲	۸	ہوتی ہر آہو کو	ہوتی ہے ہر آہو کو
۲۵۰	۱	حواس	بہار
۲۵۰	۱۵	بھا	بھار
۲۵۱	۳	خیال جب	خیال مین جب
۲۵۱	۴	گلو گیا رہے	گلو گیر یا رہے
۲۵۹	۱۲	قربہ	قبر پہ
۲۶۲	۵	جلسے جیون کا خود بخود	جل کے خود کا خود بخود
۲۶۳	۶	آتا ہے	آتا ہے
۲۶۴	۱۵	میرے	میری
۲۷۴	۱۰	پائین	پایئن
۲۸۵	۱۳	یاد آتا ہے	یاد آتا ہے
۲۸۷	۶	یہ بت	پھر بت
۲۹۵	۸	وہ کاجل	وہ کاجل
۳۱۱	۱۵	محیت	محبت
۳۲۸	۱۱	صبا ہے	صبا ہے
۳۳۹	۵	کے	کے
۳۴۷	۱۲	رہا	رہا
۳۴۵	۷	اس	اوس
۳۵۱	۲	رنگ جیسے کو لگا	رنگ پھر جیسے لگا

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۱	۲۲	کیا لگین	لگین کیا
۱۶۲	۶	انکی	ظالم
۱۷۰	۷	جگہ	جبکہ
۱۷۴	۱۱	جانے	جائے
۱۷۷	۹	جھکے	جھکی
۱۷۸	۲۷	حسرت	حسرت
۱۷۹	۲۳	دہرین	دہر مین
۱۷۹	لفظ زائد	یارو	لوگو
۱۹۷	۹	آپ کی انتظار	آپ کے انتظار
۲۰۲	۱۷	رہی نازکی	رہی نازکی
۲۰۳	۲۷	یہان	تمام
۲۰۵	۱	لال سے ہوی	لال ہوی
۲۰۶	۴	راہزن	راہزن
۲۱۱	۲۹	تجلی کی تاب	تجلی کی تاب
۲۱۵	۱	دو مہر	مہ و مہر
۲۱۸	۲۱	بت بہ بیدرد	صبت بیدرد
۲۱۸	۲۵	سنی ہے	سنی ہین
۲۲۴	۴	ہیر	خیر
۲۳۹	۴	کی دہیان مین	کے دہیان مین
۲۴۶	۲۰	پنہان	پنہان
۲۴۹	۱۱	سے نکیون	سے یار
۲۵۱	۱۶	ہون	ہلون
۲۵۴	۲۳	رور	روز

غلطنامۂ ہر دو دیوان ہذا

۱

غلطنامۂ دیوان اول جو متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۱	۱۳	اوسکے	اوسکی
۳۶۸	۱۲	نواب	ثواب
۳۶۲	۱	خورغائی	خوبروئی
۳۶۷	۱	بہولا ہے تیرے	بہولا ہے تیرے
۳۷۰	۸	آشنائی کے	آشنائی کے
۳۸۴	۱۰	دبل	دل
۳۹۶	۱۲	شاہزاد	شاہزادے
۴۰۸	۲	ال ما اا	دل نادان
۴۴۴	۱۴	دعوا	دعوا
۴۴۵	۱۵	تری	نرمی
۴۴۶	۴	سرائے	سبا
۴۴۹	۱۳	شاہ فلک	شاہ فلک
۴۵۱	۵	غزل ثانی زبر پری کا	غزل ثانی اردو پری کی
۴۵۱	۱۲	زبر دو پری کا	زمرد پری کا
۴۵۳	۱۰	جلدلب	جلداب
۴۵۷	۱۵	خانہ خرابی	ہے ہے تباہی
۴۵۹	۱۲	عم	غم
۴۵۹	۲۸	آپ	آپ
۴۶۲	۳	آجے	اب
۴۶۸	۲	وہ کہ	وہ کہ
۴۷۱	۹	ارم گو دل	رزم گہ دل
۴۷۳	۱۱	کے	سکے

غلطنامۂ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۴	۲۹	چشمون سے	چشمون نے
۲۵۴	۳۰	ہون میں	ہون میں
۲۵۶	اک پریزاد کا مبتلا ہون		
اس غزل کے لکھنے کی لکیر اوپر کی غزل کے			
مقطع کے آخر مصرع میں غلطی سے لکھے گئی ہے			
۲۶۳	۱۶	جہب	چہبا
۲۶۴	۷	صبح سح	صبح سبح
۲۶۴	۱۰	جورست پوچہ بیگا	جورست پوچہیگا
۲۷۰	۱	پہ توده	پرتوده
۲۸۱	۳۰	جلددن	جلاؤن
۲۸۲	۲	ہی	ہی
۲۸۸	۳	اوسنے	اوسنے
۲۹۳	۲۸	مزا بیہوده	مزاوده
۲۹۹	۲۳	کا	کا
۲۹۹	۲۵	نکل آتا ہے کہ	نکل آتا ہے کچہہ
۳۰۲	۲۵	حمزه	غمزه
۳۰۸	۸	آه اپنی ہے کو	آه اپنی ہے کہ
۳۰۸	۲۵	گیسون	گیسوؤن
۳۰۹	۱۹	مب	سب
۳۱۰	۹	اوسکو	اسکو
۳۱۱	۱	بے	بے
۳۱۱	۳۰	یارونکو	یارنکو

غلطنامہ ہر دو دیوان ہذا

غلطنامہ دیوان اول جو متن مین ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۳	۱۳	چھٹا	چھٹا
۴۷۴	۸	مڑپایا	تڑپایا
۴۷۹	۳	تفریر	تصویر
۴۷۹	۸	قانل	قاتل
۴۸۰	۱	رُلواتی	رولواتی
۴۸۰	۱۵	ماہتاب جان	ماہتاب جان

غلطنامہ دیوان اول تمام ہو چکا
آٹھوین صفحہ کے دونون کالم
مین غلطنامہ دیوان دوم لکھا
گیا ہے ناظرین اون دونون
کالم کو غلطنامہ دیوان دوم
تصور فرمائین
فقط

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۳	۲۱	رہا	رہا
۳۲۷	۱۴	سوا	ہوا
۳۲۷	۱۵	مین	سے
۳۲۸	۱۳	تے وہین	تھے وہین
۳۳۲	۲۵	کا ہے حوصلہ	ہی کا حوصلہ
۳۳۸	۴	صاحت	صباحت
۳۳۹	۲۶	جہبا ہی	چھپا ہی
۳۴۰	۲	قندور ہر	قند و زہر
۳۴۰	۲۰	اوت	ثروت
۳۴۱	۱۷	سہی لنا	بہی لینا
۳۴۲	۱۹	ا ۵	اپنا
۳۴۵	۱۴	ہے ہے جڑپایا	ہے ہے جڑپایا
۳۴۵	۱۵	ڈارہین مارکے	دارہین مارکے
۳۵۰	۹	سی جب	مسیحا جب
۳۵۱	۲	جبیا	جیا
۳۵۱	۲۰	تن برے	تن پرمرے
۳۵۱	۲۳	دلیر کے	دلبر کی
۳۵۶	۱۶	خورسیدنے	خورشیدنے
۳۵۷	۱۱	ہین	نہین
۳۶۰	۱۱	مین	ہین
۳۶۰	۲۸	ھسال	چھنال
۳۶۳	۲	مجر	مری
۳۶۳	۱۳	پڑتی	بڑھتی

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶۵	۸	اکش	آتش
۳۶۵	۱۹	ہگوہی جاتی	بڑہتی جاتی
۳۶۶	۱۸	محشر ما	حشر کی
۳۶۷	۱	پیتے ہیں	پیتے ہو
۳۶۷	۲۷	آفت پہ آفت	آفت پر آفت
۳۶۹	۶	کی...	کی
۳۶۹	۱۱	ہون	ہون
۳۶۹	۱۸	کر	گر
۳۶۹	۲۱	لو پہر	تو پہر
۳۷۰	۲۳	اوسکی	اوسکے
۳۷۳	ترک	لکہتے ہیں	لکہتے ہیں
۳۷۵	۲۴	گرہ گیر نہ ترا	گرہ گیر تری
۳۷۶	۸	ہی	ہی
۳۷۶	۱۰	سفر	صفر
۳۷۶	۲۰	پہہ	یہہ
۳۸۵	۱	حری	تری
۳۸۷	۲۱	ہوشں	ہوشں
۳۸۷	۲۸	گہرکا اوسکو	گہرا اوسکو
۳۹۶	۱۹	پنکیان	بنگیان
۳۹۶	۲۷	جای...	جای
۴۰۲	۱۰	منتظر	منتظر
۴۰۴	۲۶	شعون	عاشقون
۴۰۵	۱۸	ڈاڑہیت	داڑہیں
۴۰۵	۱۹	صحن	صحن

غلطنامہ دیوان دوم جو حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۶	۱۵	کی ہیچ	کے ہیچ
۴۰۸	۲۴	ای غنچہ دہن	ای غنچہ دہن عاشق
۴۱	۸	دی ہی اپنی جان	دی اپنی اپنی جان
۴۴۱	۲۶	عشاق	عشاق
۴۴۳	۱۱	اے	آئے
۴۴۳	۳۶	بگلکر	گل کر
۴۴۴	۱۵	وہ جاند	وہ چاند
۴۴۶	۲۱	ستم	ستم
۴۴۷	۷	دو	دو
۴۴۹	۱	زبانی شہزادہ کی	زبانی شہزادے کی
۴۴۹	۳۵	دکہلانے	دکہلانے
۴۵۲	۲۱	ارشاد راجہ کا	ارشاد راجہ کا
۴۵۳	۱۲	ابتک	ابتگ
۴۵۳	۱۴	ابتک	ابتگ
۴۵۳	۲۸	لبنکر	بنکر
۴۶۶	۲۳	صورت باغ جسے خوف خزان سے کیا ہو	
۴۶۶	۲۴	لبخندان نہین برہن دل و شرین	
۴۷۶	۲۰	مانع وصحبت	مانع صحبت
۴۷۷	۲۶	تری	ترے
۴۷۹	۴	بہی	بہی
۴۸۲	۱۰	سیا	سا
۴۸۳	۳۰	آج تولد کی آج	ہی تولد کی آج
۴۸۴	ترک	״	ہو سلامت
۴۸۶	۱۶	ائین	آئین